الشہاب الثاقب
تالیف
شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی صاحب
سابق صدر المدرسین دار العلوم دیوبند
باہتمام
شاکر اختر بن غالب اختر

قال اللہ تعالیٰ۔ وحفظناها من كل شيطٰن رجيم
الا من استرق السمع فاتبعه شهاب مبين ط

بسلسلہ ردِ بدعت

رجوم المذنبین علیٰ رؤس الشیاطین

مشہور بہ

الشہاب الثاقب

علی المسترق الکاذب

مؤلفہ

ملجأ العلماء، مرکز دائرۃ التحقیق وحید العصر جانشین شیخ الہندؒ

حضرت مولانا السید حسین احمد صاحب مدنی صدر المدرسین دار العلوم دیوبند

ناشر

۲۴۷۵۵۴

مکتبہ رحیمیہ دیوبند

عیاض ۶۹۵

(فون 23002)

MAKTABA RAHIMIA

. P. DEOBAND 247554 PH.: 01336-23002

فہرست مضامین

رجوم المذنبین علیٰ رؤس الشیاطین

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ رب العلمین والصلوٰۃ والسلام علیٰ رسولہ خاتم النبیین وعلیٰ الہ و

صحبہ اجمعین امابعد:- جملہ اہل اسلام ہند کی خدمت میں عرض ہے کہ جناب مولوی احمد رضا خاں صاحب مجدد التکفیر بریلوی کی شان میں جو الفاظ علماء حرمین شریفین نے قبل از واقفیت دو چار روز کی ملاقات میں کہے تھے اور حسب اخلاق کریمانہ اُن کی چند مدائح اپنی اپنی تقاریر میں تحریر کی تھیں یا اشارۃً و کنایۃً خطوں میں ان کو اُن کے جعلی مخالفوں کو کچھ لکھا تھا ان کا مفصل مجموعہ تمہید بس کر کے عوام کو دکھلایا گیا کہ مجدد التضلیل اہل حرمین کے نزدیک اس اعلیٰ درجہ کے بزرگان دین میں سے ہیں اور نہایت لاف و گزاف ان کی تعریف میں مارے گئے تاکہ تحصیل لقمۂ چرب اور شہرت بین الناس کو قوت ہو ثمر مقصود ہاتھ آوے۔ مگر جو کچھ وقائع وہاں پر اُس کے خلاف یا ان کی شان کی اہانت کے ہوئے تھے ان کو بالکل پوشیدہ رکھا گیا اس لئے ہم نے مناسب جانا کہ اپنے رسالہ الشہاب الثاقب کے ابتداء میں چند اوراق ایسے بھی لاحق کر دیں جن سے اعلیٰ حضرت مجدد التضلیل کی اس حالت کا اندازہ ہر فرد بشر کو معلوم ہو جائے جو کہ علماء مدینہ منورہ کے نزدیک ان کی ہے اور وہ مقدار کمال ان کی ہر شخص پر ہویدا ہو جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خواص اور مقدس علماء مدینہ طیبہ پر ظاہر ہوئی اور یہ اوراق بمنزلہ طوقِ گردن مجدد صاحب ہو جاویں اور عوام و خواص پر اُن کا دھوکہ دینا ظاہر ہو جائے میں نے اس رسالہ الشہاب الثاقب علی المسترق الکاذب میں نقل کر دیا ہے کہ جناب مجدد التکفیر صاحب سے جب اخیر ملاقات مولانا السید احمد برزنجی مفتی الشافعیہ رحمۃ اللہ علیہ کی ہوئی۔ اور وہاں مجدد صاحب نے اپنے رسالہ علم غیب کو پیش کیا اور اس پر تقریظ و تصدیق چاہی۔ چونکہ مفتی صاحب موافق اہل حق تھے اس لئے انہوں نے اس مسئلہ میں مخالفت کی اور مجدد بریلوی کے دلائل کا رد کیا دیر تک گفتگو ہوتی رہی۔ اس مجلس میں

اور بھی علماء شریک تھے اس بحث و گفتگو میں ان حضرات پر بریلوی صاحب کی پوری قلعی کھل گئی اور ان کی علمیت وعقائد کا حال ان پر صاف صاف ہویدا ہو گیا۔ چنانچہ مفتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے حسام الحرمین پر جو تقریظ لکھی تھی اس پر سے اپنا نام مٹا دیا اور بہت کچھ سخت سست اُن کو کہا مگر دوسرے روز مجدد صاحب نے اپنے صاحب زادے کو مفتی صاحب کے مکان پر بھیجا اور بہت کچھ عاجزی وغیرہ کرنے کے بعد مفتی صاحب نے پھر اس تقریظ پر اپنی مہر کر دی اور فرمایا چونکہ میں نے اپنی تقریظ میں شرط لگا دی ہے اس لئے تم کو میری تحریر ہرگز نفع نہ دیوے گی۔ اس مجلس کے بعد جب جملہ علماء مدینہ طیبہ اُن کی حالت سے بخوبی واقف ہو گئے تھے۔ مگر مجدد صاحب نے جب دیکھا کہ سماں بگڑ گیا ہے تو وہاں سے جلد چل دیئے کاش اہلِ مکہ شرفہا اللہ تعالیٰ بھی اس طرح اُن کے حالات سے مطلع ہو جاتے جیسے کہ وہاں کے خواص علماء اور مدینہ منورہ مطلع ہو گئے تھے۔ اب میں آپ کے سامنے اُن الفاظ کو نقل کرتا ہوں جن کو علماء مدینہ منورہ نے رسالہ غایۃ المامول میں مجدد صاحب بریلوی کی شان میں استعمال کئے ہیں۔ جن سے ان کی پوری پوری حقیقت معلوم ہو جائے گی اور یہ بھی معلوم ہو جاوے گا کہ جو الفاظ ان کی تعریف میں بعض علماء حرمین شریفین نے کہے ہیں وہ بوجہ لاعلمی اور حسن اخلاق کے صادر ہوئے ہیں مجدد صاحب ان کے مستحق نہیں اور نہ ان کو وہ الفاظ مایۂ افتخار ہو سکتے ہیں۔ جناب مفتی صاحب کی شان میں مجدد صاحب یہ القاب استعمال کرتے ہیں جائز علوم نقلیہ۔ فائز فنون عقلیہ۔ جامع بین النسب والحسب وارث العلم والمجد ابا عن اب المحقق الالمعی مولانا السید شریف احمد البرزنجی عمت فیوضہ کل رومی وزنجی۔ اب خیال فرمایئے کہ جن کی نسبت مجدد صاحب بریلوی ایسے ایسے تعریف کے کلمات فرما رہے ہیں اور ان کی تقریظ الکلم العلیہ سے یاد کرتے ہیں وہ خود ہی ان کے رد میں رسالہ لکھتے ہیں اور الفاظ ذیل ان کی شان میں کہے ہیں۔ صفحہ ۳ سطر ۴ ملاحظہ ہو۔

ثم بعد ذلک ورد الی المدینۃ المنورۃ رجل یعنی پھر اس کے بعد مدینہ منورہ میں ایک شخص ہندوستان کے

من علماء الهند یدعی احمد رضا خان | علماء ہیں سے ایا جو کہ پکارا جاتا تھا احمد رضا خان۔

یہاں پر ملاحظ کیجئے نہ لفظ علامہ ہے نہ تحریر ہے نہ مدقق نہ محقق وامام ہے نہ رئیس وغیرہ وغیرہ حالانکہ یہ الفاظ تقریظ میں لکھے گئے تھے حتیٰ کہ لفظ مولوی وغیرہ بھی استعمال نہ کیا اور نام کو مجدد بریلوی کے اس طرح ذکر کیا جیسا کہ ایک عامی شخص کو ذکر کرتے ہیں الفاظ تعظیمیہ اور دعائیہ سے بالکل خالی کردیا اسی صفحہ سطر ۲۰ میں فرماتے ہیں۔

ثم بعد ذلك اطلعنی احمد رضا خان المذکور علی رسالة له-	یعنی پھر اس کے بعد مطلع کیا مجھکو احمد رضا خان مذکور ایک رسالے پر۔

دیکھئے یہاں پر کس طرح عوام کے اسماء کی طرح میاں خانصاحب کا نام لیا جا رہا ہے اگر یہ انہیں فضائل کے ساتھ موصوف باقی رکھتے جو کہ اولاً علماء حرمین شریفین کو خیال ہوا تھا تو کچھ نہ کچھ ضرور الفاظ تعظیمی استعمال کئے جاتے صفحہ ۲ سطر اول میں فرماتے ہیں۔

ولم یقل بحصولها لغیره تعالی احد من ائمة الدین فلم یرجع عن ذلك واصر وعاند	یعنی اور نہ کہا ان معلومات غیر متناہیہ کے حاصل ہونیکو غیر خدا تعالیٰ کیلئے کسی نے بھی دین کے اماموں میں سے پس رجوع نہ کیا احمد رضا نے اس سے اور اصرار کیا اور عناد کیا

اس عبارت سے صاف ظاہر ہوگیا کہ علماء مدینہ منورہ کے نزدیک دجال بریلوی تمام علماء دین وائمہ شرع متین کا مخالف ہے اور باوجود اس کے کہ حق کو قبول نہیں کرتا اور اپنے خیال باطل پر اصرار کرتا ہے اور معاندین حق میں سے ہے حضرات ذرا غور فرماویں کہ یہ الفاظ مجدد بریلوی کی کس شان اور کس مرتبت پر دلالت کرتے ہیں اسی صفحہ سطر ۲ میں فرماتے ہیں۔

لما کان زعم هذا غلطا وجرأة علی تفسیر کتاب الله بغیر دلیل احببت الآن ان اجمع کلاما مختصرا-	یعنی اور جبکہ اس شخص کا قول یا گمان غلط تھا اور جرأت تھی کتاب اللہ کی تفسیر پر بلا دلیل تو دوست رکھا میں نے اس کو کہ جمع کروں ایک مختصر کلام کو۔

اس سے ظاہر ہوگیا کہ مجدد بریلوی کی تحریرات وعقائد از قبیل گمان ہیں اور وہ بھی بالکل غلط اور مع اس کے یہ شخص کتاب اللہ یعنی قرآن کی تفسیر پر جری ہے بلا دلیل تفسیر کرنے کو تیار ہوجاتا ہے حالانکہ رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ من فسر القرآن برائہ فقد کفر یعنی جس نے قرآن کی تفسیر اپنی رائے سے کی تو کافر ہوگیا دوسری روایت میں ہے کہ فلیتبوأ مقعدہ من النار یعنی چاہیئے کہ ٹھکانا بناوے اپنا دوزخ میں۔ مگر دجال بریلوی کو اس کی کیا پروا۔

اسی صفحہ سطر ۳ میں فرماتے ہیں فیہ بطلان استدلالہ علی مدعاہ یعنی ہمارے رسالہ میں بیان ہے اس بریلوی کے استدلال کے بطلان کا جو کہ اس نے اپنے دعوے کے لئے قائم کیا ہے اس سے ظاہر ہوگیا کہ اس دجال کے استدلال ان کے نزدیک باطل ہیں اور یہ اہل بطلان میں سے ہے۔

اسی صفحہ سطر ۴ میں فرماتے ہیں مبینا نقضہا و عدم صحتہا من وجوہ عدیدہ یعنی بیان کرنے والا ہوں میں اس رسالہ میں اس کی دلیلوں کے ٹوٹنے کو اور ان کے نہ صحیح ہونے کو بہت سی وجوہ سے اس سے معلوم ہوا کہ اہل مدینہ کے نزدیک مجدد بریلوی کے دلائل منقوض اور غیر صحیح ہیں۔

صفحہ ۵ سطر ۸ میں فرماتے ہیں۔ وبما تقرر اتضح لک بلا ریب بطلان ما ادعاہ یعنی اور بسبب اس کے کہ ثابت ہوا ظاہر ہوگیا تجھ پر بلا شک باطل ہونا اس کے دعوے کا۔

اسی صفحہ سطر ۱۰ میں فرماتے ہیں۔ ان یھجم علی الایۃ المذکورۃ یعنی اس نے ہجوم کیا ہے آیۃ مذکورہ واضح ہو کہ ہجوم لغت عرب میں اس کو کہتے ہیں کہ بے علم اور بلا سوچے سمجھے آیت قرآنی کی تفسیر کرنے بیٹھ گئے۔ اور اسی صفحہ سطر ۱۳ میں بعد بیان کرتے اس امر کے مجدد الدجالین کی تفسیر حسب قول امام ماتریدیؒ تفسیر بالرائے ہے فرماتے ہیں۔ وانما قلنا انہ مصداق ذلک لانہ قطع بدلالۃ الایۃ الکریمۃ علی مدعاہ بلا دلیل قطعی بل بضد ما دلت علیہ الادلۃ القطعیۃ اور جزا ایں نیست کہ ہم نے کہا کہ دجال بریلوی مصداق تفسیر بالرائے کا ہے اس لئے کہ اس نے یقین کیا کہ آیت کریمہ اس کے مدعا پر دلالت کرتی ہے بغیر کسی دلیل یقینی کے بلکہ اس کے خلاف پر دلائل قطعیہ دلالت کرتی رہیں۔

دیکھئے اس جگہ صاف طور سے علماء مدینہ منورہ نے دجال المجددین کو اپنی رائے سے تفسیر کرنیوالا

اور مستحق دوزخ و نار قرار دیا ہے۔

صفحہ ۱ سطر ۱ میں فرماتے ہیں فبطل دعوی المذکور فی الدلالۃ القطعیۃ علی مدعاہ یعنی پس باطل ہوگیا دعوی مذکور الصدر شخص یعنی احمد رضا خاں کا در بارۂ دلالت قطعیۃ کے اس کے دعویٰ پر

صفحہ ۵ سطر ۹ میں فرماتے ہیں۔ وانہ استند فی ذلک الی الآیۃ السابقۃ والی ماذکرناہ عنہ من الشبہ الضعیفۃ وقد اجبنا عن جمع ذلک اور اس نے یعنی احمد رضا خاں نے سند پکڑی اپنے مدعٰی میں آیت سابقہ سے اور ان ضعیف شبہوں سے کہ ذکر کیا ہم نے ان کو۔ اور ہم نے سب کا جواب دیدیا اس سے معلوم ہوگیا کہ علماء مدینہ منورہ کے نزدیک دلائل بریلوی ضعیف ضعیف شبہے ہیں۔

صفحہ ۸ سطر ۱۰ میں فرماتے ہیں۔

قلت الجواب الصحیح عن ذلک ان تقسیم العلم الی ماذکرہ فی معنی تقسیمات العلم المذکورۃ فی کتب الفلسفۃ وعلم الکلام المخلوط بہا فھی وان کانت صحیحۃ فی نفسہا لکنہا من التدقیقات الفلسفیۃ التی لا یعتبرہا علماء الشرع وارباب العقول السلیمۃ فی فہم معانی الکتب والسنۃ لان اعتبارہا یؤدی الی اخراج معانی الکتب والسنۃ عن ظواہرہما الواضحۃ فی مواضع کثیرۃ بلا ضرورۃ داعیۃ الی ذلک ولان فتح ھذا الباب یقتضی عدم الوثوق بکثیر من النصوص الظاہرۃ الواضحۃ

میں کہتا ہوں کہ صحیح جواب اس کا یہ ہے کہ تقسیم کرنا ان اقسام کی طرف جنکو بریلوی نے ذکر کیا معنی میں علم کی ان تقسیمات کے جو کہ ذکر کی گئی ہیں کتب فلسفہ اور ان کتب علم کلام میں جو کہ مخلوط ہوگئی ہیں فلسفہ کے ساتھ پس وہ تقسیمات اگرچہ فی نفسہا صحیح بھی ہوں لیکن وہ تدقیقات فلسفہ میں سے ہیں کہ جن کو علمائے شرع شریف اور اصحاب عقول سلیمہ معانی کتاب اور سنت کے سمجھنے میں اعتبار نہیں کرتے اسلئے کہ ان کا اعتبار کرنا پہنچاتا ہے کتاب اور سنت کے معانی کو اُن کے ظاہری معانی سے بلا ضرورت خارج کر دینے کی طرف جو کہ واضح ہیں بہت سے موضوعوں میں اور اس لئے اس دروازہ کا کھولنا تقاضا کرتا ہے کہ وثوق نہ کیا جاوے بہت سے نصوص ظاہرہ

الدلالة وفی ذلك ایقاع للمسلمین فی حیرة عظیمة وحل العری الدین الوثیقة ولا یخفی ما فی ذلك من الفساد العظیم وکل ما ادی الی ذلك باطل ممنوع شرعاً وبرہاناً۔

کا حق کی دلالتیں واضح ہیں اور اس میں واقع کرنا ہے مسلمانوں کو بڑی حیرت میں اور کھول ڈالنا ہے دین کی مضبوط رسیوں کو اور نہیں پوشیدہ ہے جو کچھ اس میں ہے بہت بڑے فساد سے اور جو چیز اس تک پہنچانیوالی ہو وہ باطل ہے ممنوع ہے ازروے شرع و برہان کے۔

پس جواب بریلوی کا اس طریقہ پر باطل ہے۔ اب آپ اس عبارت میں غور فرمادیں کہ کیسی وقعت مجدد بریلوی کی اور اس کی دیانت و دین داری اور اس کے علوم کی علماء مدینہ منورہ کے نزدیک ہے اور کیا وہ ان باتوں کے مرتکب کو قابلِ تحسین خیال کرسکتے ہیں بلکہ یہ عبارت بخوبی دلالت کرتی ہے کہ وہ اس شخص کو اعلیٰ درجہ کا دجال اور مخرب دین کہہ رہے ہیں کہ اس کے افعال مسلمانوں کو حیرت میں ڈالنے والے اور دین کی مضبوط رسیوں کو کھول ڈالنے والے اور فساد عظیم پر پہنچانیوالے باطل ہیں صفحہ ۱۹ سطر ۹ میں فرماتے ہیں بنبین لك ان تفسیرہ المذکور من تفسیرہ المردود یعنی ہم بیان کرتے ہیں تیرے لئے یہ امر کہ تفسیر بریلوی کی جو کہ ذکر کی گئی مردود تفسیر میں سے ہے۔

صفحہ ۱۹ سطر ۱۰ سے لیکر صفحہ ۲۰ سطر ۱۳ تک شروط مفسر کی تحریر فرما کر کہتے ہیں۔ وانی ذلك للمذکور فاتضح ان تفسیرہ للایة الکریمة بما ادعاہ من العموم مردود یعنی اور کہاں یہ باتیں بریلوی مذکور الصدر میں موجود ہیں یعنی یہ شروط مفسر ہونیکی نہیں پائی جاتیں۔ پس ظاہر ہوگیا کہ اس کا تفسیر کرنا آیہ کریمہ کا باین دعوئ عموم مردود ہے۔

قال فی الرسالة المذکورة بعد قوله من التفسیر المردود لما نذکرہ وھو ان ائمة الدین قد شرطوا فی المفسر لکتاب اللہ ان یکون جامعاً لعلوم خمسة عشر احدھا اللغة لان بھا یعرف شرح مفردات

کہا رسالہ مذکورہ میں بعد قول اس کے من التفسیر المردود کے بسبب اس وجہ سے کہ ذکر کرتا ہوں اس کا وہ یہ ہے کہ ائمہ دین نے شرط لگائی ہے کتاب اللہ کی تفسیر کرنے والے کے لئے جامع ہو پندرہ علوم کو۔ ایک ان میں سے لغت ہے اسواسطے کہ اسی کے ساتھ پہچانی جاتی ہے شرح مفردات

الا الفاظ ومدلولتها بحسب الوضع قال
مجاهد لا يحل لاحد يؤمن بالله واليوم
الآخر ان يتكلم في كتاب الله اذا لم يكن
عالما بلغات العرب الثاني النحو لان
المعنى يتغير ويختلف باختلاف الاعراب
فلابد من اعتباره الثالث التصريف
لابد تعرف الابنية والصيغ. الرابع الا
شتقاق لان الاسم اذا كان اشتقاقه
من مادتين مختلفين يختلف باختلافهما
الخامس والسادس والسابع المعاني
والبيان والبديع. لانه يعرف بالاول
خواص تراكيب الكلام من جهت افادتها
المعنى وبالثاني خواصها من حيث اختلافها
بحسب وضوح الدلالة وخفائها وبا
لثالث وجوه تحسين الكلام وهذه
العلوم الثلثة هي علوم البلاغة وهي من
اعظم اركان المفسر لانه لابد له من
مراعات مايقتضيه الاعجاز وانما يدرك
بهذه العلوم قال السكاكي اعلم ان شان
الاعجاز عجيب يدرك ولا يمكن وصفه
كاستقامة الوزن تدرك ولا يمكن

الفاظ کی اور مدلولات ان کے باعتبار وضع کے فرمایا مجاہد
نے کہ حلال نہیں کسی شخص کو جو اللہ اور یوم آخر پر ایمان
رکھتا ہو یہ کہ کلام کرے کتاب اللہ میں جب کہ نہ ہو جاننے
والا لغات عرب کا۔ دوسرا علم نحو ہے اس واسطے کہ معنی
بدلتے اور مختلف ہوتے ہیں اعراب کے اختلاف سے
پس ضرور ہے اس کا اعتبار کرنا تیسرا علم صرف ہے
اس واسطے کہ اسی سے معلوم ہوتی ہیں بنائیں اور صیغے
چوتھا علم اشتقاق ہے اس واسطے کہ اسم جبکہ ہو اشتقاق
اس کا دو مختلف مادوں سے تو مختلف ہو جاتا ہے۔
ان دونوں کے اختلاف سے۔ پانچواں چھٹا ساتواں علم
معانی اور بیان اور بدیع ہیں اس واسطے کہ معلوم ہوتی
ہیں اول سے خاصیتیں تراکیب کلام کی جہت فائدہ دینے
ان کے سے معنی کو۔ اور ثانی یعنی علم بیان سے خواص ترکیبوں
کے معلوم ہوتے ہیں بحیثیت اختلاف تراکیب کے از روئے
وضوح دلالت اور اخفاء کے اور ثالث یعنی بدیع سے
تحسین کلام کی وجوہ علوم ہوتی ہیں اور یہی تین علم بلاغت
کے ہیں اور یہ بڑے رکنوں میں سے ہیں مفسر کے لئے
اس لئے کہ ضروری ہے کہ مفسر کو رعایت کرنا اس چیز کا جسکو
اعجاز قرآنی مقتضی ہو۔ کہا سکاکی نے کہ شان اعجاز کی
عجیب ہے سمجھی جاتی ہے اور بیان اس کا ممکن نہیں
جیسے وزن کی استقامت کہ بس سمجھی جاتی ہے اور ممکن

وصفها وكالملاحة ولا طريق الى تحصيله
لغير ذوي الفطرة السليمة الا التمرن على
علمي المعاني والبيان الثامن علم القرأة لان
به يعرف كيفية النطق بالقرآن وبالقرأت
يترجح بعض الوجوه المحتملة على بعض.
التاسع اصول الدين لما في القرآن من
الآيات الدالة بظاهرها على ما يجوز على
الله تعالى فالاصولي يؤول ذلك ويستدل
على ما يستحيل وما يجب وما يجوز.
العاشر اصول الفقه اذ به يعرف وجه
الاستدلال على الاحكام والاستنباط
الحادي عشر اسباب النزول والقصص
اذ بسبب النزول يعرف معنى الآية المنزلة
بحسب ما انزلت فيه. الثاني عشر الناسخ
والمنسوخ ليعلم المحكم من غيره الثالث
عشر الفقه. الرابع عشر الاحاديث المبينة
لتفسير المجمل والمبهم الخامس عشر
علم الموهبة وهو علم يورثه الله تعالى
لمن عمل بما علم واليها الاشارة بحديث
من عمل بما علم ورثه الله تعالى علم ما لم يعلم
قال ابن ابي الدنيا وعلوم القرآن وما يستنبط

نہیں ہوتا وصف اس کا یا جیسے ملاحت شکل کی اور
نہیں ہے طریقہ تحصیل علم اعجاز کا ذوق سلیم والوں کے
سوا اگر مہارت علم معانی اور بیان کی آٹھواں علم قرأت ہے
اس لئے کہ علم قرأت سے کیفیت تلفظ قرآن کی معلوم ہوتی
ہے اور ساتھ قرأتوں کے راجح ہوتی ہیں بعض وجوہ محتملہ
بعض پر۔ نواں علم اصول دین یعنی علم عقائد اس واسطے کہ
قرآن میں وہ آیتیں ہیں کہ دلالت کرتی ہیں اپنے ظاہر سے
ان چیزوں پر کہ جائز نہیں اللہ تعالیٰ کے بارہ میں بس
اصولی تاویل کریگا اسکی اور دلیل لائیگا اس چیز پر جو محال
ہو اور اس چیز پر جو واجب یا جائز ہو۔ دسواں علم اصول فقہ
ہے اس لئے کہ اس کے ہوتے ہوئے پہچانے گا وجہ استدلال کی
احکام پر اور استنباط ان کا۔ گیارھواں علم اسباب نزول و قصص
آیت منزلہ کے باعتبار اس امر کے کہ نازل ہوئی ہے اس
میں بارھواں علم ناسخ و منسوخ ہے تاکہ جانے محکم سے غیر
محکم کو تیرھواں علم فقہ ہے۔ چودھواں علم احادیث جو
مجمل اور مبہم کو بیان کرتی ہے۔ پندرھواں علم عطائی اور
وہ ایک علم ہے کہ عطا کرتا ہے اس کو اللہ تعالیٰ واسطے
اس کے عمل کرے علم پر واسطے حدیث میں عمل بما علم الخ
کے یعنی جو کوئی عمل کرے علم پر تو عطا کرتا ہے۔ اللہ
تعالیٰ اس کو علم اس چیز کا کہ نہ جانتا تھا اسے۔ کہا
ابن ابی الدنیا نے علوم قرآن کے اور وہ استنباط

منہ بحر لا ساحل لہ۔ قال فهذه العلوم التی هی کالآلة للمفسر لایکون مفسراً الا بتحصیلها فمن فسر بدونها کان مفسراً بالرائ المنہی عنہ واذا فسر مع حصولہا لم یکن مفسراً بالرائ المنہی عنہ ....

قال والصحابة والتابعون کان عندهم علوم العربیہ بالطبع لا بالاکتساب واستفادوا العلوم الاخری من النبی صلی اللہ علیہ وسلم انتہی من الاتقان فی النوع الثامن والسبعین ملخصاً ومن المعلوم ان المراد بالاشتراط هذه العلوم فی المفسر ان یکون ذا ملکتہ راسخة فی کل واحد منها حتی یکون بفکر تصرف و مجال سدید فی قواعدها فیکون تفسیرہ مقبولا وانی ذلک للمذکور فاتضح ان تفسیرہ للآیة الکریمة بما ادعاہ من العموم مردود۔

کیے جاتے ہیں اس سے ایک دریا ہے کہ اس کنارہ ناپید ہے کہا کہ پس یہ علم جو کہ بمنزلہ آلہ کے ہیں مفسر کے لئے مفسر نہیں ہو سکتا مگر اُن کے حاصل کرنے سے پس جس نے تفسیر کی بدون ان علوم کے تو ہوگا تفسیر کرنے والا ساتھ رائے کے جو کہ ممنوع ہے اور جو تفسیر کرے انکے حاصل ہوتے ہوئے تو تفسیر بالرائے نہ ہوگا۔ کہا کہ صحابہ اور تابعین تھے اُن کے ہاں علوم عربیت ساتھ سلیقہ اور طبع کے نہ ساتھ کتب کے اور حاصل کیا علوم کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اور یہ بات معلوم ہے کہ مراد ساتھ اشتراط ان علوم کے یہ ہے کہ مفسیر صاحب کو ملکہ واسخہ کا ہو ہر ایک میں ان علوم سے تاکہ ہو اسکی نکر کو تصرف اور پختہ مجال صحیح کے قواعد میں پس ہوگی تفسیر اس کی مقبول اور کہاں حاصل ہے یہ بات محض مذکور کو۔ پس واضح ہوگیا کہ تفسیر اس کی آیت کریمہ کے متعلق ساتھ اس عموم کے جو اس کا دعویٰ ہے مردود ہے۔

اس قول سے صاف ظاہر ہو گیا کہ جن لوگوں نے تقریظات حسام الحرمین میں مجدد بریلوی کی تعریفیں کی ہیں وہ سب قبل از تحقیق ہیں قابل اعتبار نہیں اس میں تو تفسیر کرنیکی شروط ہرگز موجود نہیں۔ پس امام اور مجدد دین کیونکر ہو سکتا ہے اسکی تفسیر میں ہی مردود ہیں۔ صفحہ ۲۱ سطر ۱ میں فرماتے ہیں۔ قلت قولہ صلی اللہ علیہ وسلم سبحان اللہ خمس لا یعلمهن الا هو دصریح علی من یزعم من الغلاةٔ الخ یعنی کہتا ہوں میں یہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمانا کہ سبحان اللہ پانچ چیزیں ہیں

ۓ تتمہ هکذا من الغلاة ان معنی قولہ

ۓ ترجمہ ۔ غالی لوگوں میں سے کہ تحقیق معنی فرمودہ

صلے اللہ علیہ وسلم فی الروایۃ الاخریٰ ما
المسئول عنہا باعلم من السائل انہ وجبریل
متساویان فی العلم بہا۔ ثم ذکر عن الامام
احمد حدیثاً عن رجل من بنی عامر فی
ہذا المعنی وفی اخرہ ان الرجل المذکور
قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم فہل بقی
من العلم شیٔ لا تعلمہ قال قد علمنی اللہ
عزوجل خیراً وان من العلم ما لا یعلمہ
الا اللہ عزوجل الخمس ان اللہ عندہ
علم الساعۃ وینزل الغیث ویعلم ما فی
الارحام الایۃ قال وہذا اسناد صحیح قال
وقال ابن نجیح عن مجاہد جاء رجل من
اہل البادیۃ فقال ان امرأتی حبلی متی
تلد بلادنا جدبۃ فاخبرنی متی ینزل
الغیث وقد علمت متی ولدت اموت
فانزل اللہ تعالیٰ ان اللہ عندہ علم الساعۃ
الی قولہ علیم خبیر۔
ونقل الکلام الطویل لکن ہذا القدر
یکفی للمراد۔

صلے اللہ علیہ وسلم کے دوسری روایت میں کہ نہیں
ہے مسئول عنہا زیادہ جاننے والا ہے ا یہ نہیں کہ
تحقیق نبی کریم اور جبرئیل علیہما الصلوٰۃ والسلام برابر
ہیں دونوں علم میں قیامت کے پھر ذکر کی امام احمد سے ایک
حدیث اس معنی میں قبیلہ بنی عامر کے ایک آدمی سے اور اس
کے آخر میں یہ ہے کہ اس شخص مذکور نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم
سے کہا کہ کیا کوئی ایسا علم باقی رہ گیا ہے جس کو آپ نہیں
جانتے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھکو خیر کثیر کی تعلیم فرمائی
لیکن پانچ علم ایسے ہیں کہ جن کو سوائے خدائے بزرگ
کے اور کوئی نہیں جانتا ہے اور وہ یہ ہے ان اللہ عندہ
علم الساعۃ الخ اور کہا کہ یہ اسناد صحیح ہیں اور کہا کہ روایت
کی ابن ابی نجیح نے مجاہد سے کہ آیا ایک شخص جنگل کے رہنے
والوں سے اور کہا کہ میری عورت حاملہ ہے کب جنے گی اور
ہمارے شہر قحط زدہ ہیں آپ خبر دیجئے کہ کب بارش برسے گی
اور آپ کو میری پیدائش کا وقت تو معلوم ہے۔ یہ
تبلایئے کہ کب مروں گا۔ اس وقت اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل
فرمائی کہ اللہ تعالیٰ کے پاس قیامت کا علم ہے آخر تک ۱۲
کلام تو طویل نقل کیا ہے مگر مقصد کے لئے اسی قدر
کافی ہے۔

جنکو سوائے اللہ کے اور کوئی نہیں جانتا یہ رد صریح ہے ان لوگوں یہ کہ گمان کرتے ہیں غالی لوگوں
میں سے الخ

اس میں بریلوی کو غالی لوگوں میں سے فرمایا یعنی وہ لوگ کہ حدود شرع سے تجاوز کئے ہوں۔

صفحہ (۲۷، ۲۸، ۲۹) میں ایک طویل عبارت علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کی نقل فرمائی ہے جس میں سارد کیا ہے ان لوگوں پر جو مسئلہ علم نبوی میں حضرت مجدد بریلوی کے ہم خیال وہم عقیدہ ہیں۔

عبارتہ هکذا وقد نقل العلامۃ ملا علی قاری فی موضوعاتہ والعجلونی وابن غرس عن الحافظ جلال الدین السیوطی ما نصہ والعبارۃ لملا علی قال تلت تحقیق هذا الحدیث قد تصدی الجلال السیوطی فی رسالۃ سماها الکشف عن مجاوزۃ هذہ الامۃ الالف وحاصلہ ازلیستفاد من الحدیث اثبات قرب القیمۃ ولکن الایات نفی تعیین تلک الساعۃ فلا منافاۃ وزیدۃ انہ لا یتجاوز عن الخمس مائۃ بعد الف ۱۲۔

اور اس عبارت کو ملا علی قاری اور عجلونی اور ابن غرس رحمہم اللہ تعالیٰ اپنی اپنی تصانیف میں استدلالاً نقل فرمارہے ہیں چونکہ جناب مفتی شافعیہ نے اس عبارت کو خصوصًا مجدد بریلوی کے رد میں لکھا ہے اس لئے جو الفاظ استعمال کئے گئے ہیں وہ سب مجدد صاحب پر صادق آتے ہیں اور قصد مؤلف کا کبھی اس عبارت سے رد ان کے ہی استدلالات کا ہے صفحہ ۴۸ سطر ثالث میں فرماتے ہیں۔ قال وقد جاهر بالکذب بعض من یدعی فی زماننا العلم وهو متشبع بما لم یعط ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان یعلم متی تقوم الساعۃ قیل لہ فقد قال فی حدیث جبرئیل ما المسئول عنها باعلم من السائل۔ کہ کھلم کھلا جھوٹ بولا بعض ان لوگوں نے کہ دعویٰ علم کا کرتے تھے حالانکہ وہ ان لوگوں سے ہیں کہ سیرابی ظاہر کرے اس چیز کے ساتھ جو اس کو دی نہیں گئی ہے اس نے یہ کہا کہ رسول اللہ صلی علیہ وسلم جانتے تھے کہ قیامت کب قائم ہوگی سطر ۶ میں فرماتے ہیں۔ فحرفہ عن موضعہ وقال معناہ انا وانت اعلمها وهذا من اعظم الجهل واقبح التحریف والنبی اعلم باللہ من ان یقول لمن کان یظنہ اعرابیًا انا وانت تعلم الساعۃ ۱۲ پس تحریف کی اس نے اس کی جگہ سے ۱۴ سطر، میں فرماتے ہیں۔ الا ان یقول هذا الجاهل انہ کان یعرف انہ جبرئیل فرسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم هو الصادق فی قولہ والذی نفسی بیدہ ما جاءنی فی صورۃ الا عرفتہ غیر

ہذہ الصورۃ وفی اللفظ الآخر ما شبہ علی غیر ہذہ المرۃ وفی اللفظ الآخر ردوا علی الا عرابی فذہبوا لتلتمسوا فلم یجدوا شیئاً وانہ اعلم النبی صلی اللہ علیہ وسلم بعد مدۃ کما قال عمر فلبثت ملیا فقال علیہ السلام یا عمر اتدری من السائل کہ یہ بہت بڑی جہالت سے ہے اور بہت بڑی تحریف ہے الخ سطر ۹ میں فرماتے ہیں کہ مگر یہ کہ کہے یہ جاہل سطر ۱۴ میں فرماتے ہیں والحرف بقول علم وقت السوال انہ جبرئیل ولم یخبر الصحابۃ بذلک الا بعد مدۃ ثم قولہ فی الحدیث ما المسئول عنہا باعلم من السائل یعم کل سائل ومسئول فکل سائل ومسئول عن الساعۃ ہذا شانہما اور یہ تحریف کرنے والا کہتا ہے سطر ۱۸ میں فرماتے ہیں۔ ولکن ہو اٰراء الغلاۃ عند ہم ان علم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منطبق علی علم اللہ تعالیٰ سواء بسواء فکل ما یعلمہ اللہ تعالیٰ یعلمہ رسولہ واللہ تعالیٰ یقول وممن حولکم من الاعراب منافقون ومن اہل المدینۃ مردوا علی النفاق لا تعلمہم وہذا فی براءۃ وہی من اواخر ما نزل من القراٰن ہذا والمنافقون جیرانہ فی المدینۃ انتہی ۱۲ اور لیکن ان حدود سے تجاوز کرنے والوں کے نزدیک الخ سطر ۲۲ میں فرماتے ہیں ومن اعتقد تسویۃ علم اللہ ورسولہ یکفر اجماعاً کما لا یخفی قال ومن ہذا حدیث عقد عائشۃ رضی اللہ عنہا لما ارسل فی طلبہ فاثاروا الجمل ای ومما یؤید ما تقدم یبطل قول القائل حدیث عائشۃ فقد ذکر العماد بن کثیر فی تفسیرہ وہو من اکابر المحدثین قال البخاری حدثنا عبد اللہ بن یوسف اخبرنی مالک عن عبد الرحمٰن بن القاسم عن ابیہ عن عائشۃ قالت خرجنا مع رسول اللہ صلعم فی بعض اسفارہ حتیٰ اذا کنا بالبیداء وبذات الجیش انقطع عقد لی فقام رسول اللہ صلعم علی التماسہ واقام الناس معہ ولیسوا علی ماء ولیس معہم ماء فاتی الناس الی ابی بکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واضع راسہٗ علی فخذی قد نام فقال حبست رسول اللہ والناس ولیسوا علی ماء ولیس معہم ماء فقالت فعاتبنی ابوبکر وقال ما شاء اللہ ان یقول وجعل ان یطعن بیدہ فی خاصرتی ولا یمنعنی من التحرک

الا مکان رسول صلے اللہ علیہ وسلم علی تحذی فقام علیہ السلام حین اصبح علی غیر ماء فانزل اللہ آیتہ التیمم فقال اسید بن حضیر ما ھی باول برکتکم یا آل ابی بکر قالت فبعثنا البعیر الذی کنت علیہ فوجدنا العقد تحتہ قال ومن ھٰذا ومن ھذا القبیل حدیث تلقیح التمر قال ما اریٰ لو ترکتموہ لایضرہ شیئًا فترکوہ فجاء شیصًا فقال انتم اعلم بامور دنیاکم رواہ مسلم عن عائشۃ وقد قال اللہ تعالیٰ قل لا اقول لکم عندی خزائن اللہ ولا اعلم الغیب وقال ولو کنت اعلم الغیب لاستکثرت من الخیر والماجریٰ لام المومنین عائشۃ ماجری ورماھا اھل الافک ولم یکن یعلم حقیقۃ الامر حتی جاءہ الوحی من اللہ تعالیٰ ببراءتھا

اور جس شخص نے اعتقاد کیا برابری علم اللہ اور رسول کا تکفیر کیا جاوے گا بالاجماع الخ اور صفحہ ۲۹ سطر ۲۱ میں فرماتے ہیں۔ وعند ھؤلاء الغلاۃ ان علیہ الصلوٰۃ والسلام کان یعلم الحال وانہ غیرھا بلاریب واستشار الناس فی فراقھا ودعا بریرۃ نسالھا وھو یعلم الحال وقال لھا ان کنت المعتبذ نب فاستغفری اللہ وھو یعلم علمًا یقینًا انھا لم تلم بذنب ۱۲ اور نزدیک ان غالیوں یعنی حدود شرع سے تجاوز کرنے والوں کے ہے الخ اور سطر ۲۴ میں فرماتے ہیں۔ ولاریب ان الحامل لھولاء علی ھٰذا الغلو اعتقادھم انہ یکفر عنھم سیئاتھم ویدخلھم الجنۃ و کلما غلوا کانوا اقرب الیہ واخص بہ فھم اعصی الناس لامرہ واشدھم مخالفۃ لسنۃ وھؤلاء فیھم شبہ ظاھر من النصاریٰ غلوا فی المسیح اعظم الغلو وخالفوا شرعہ ودینہ اعظم المخالفۃ والمقصود ان ھؤلاء یصدقون بالاحادیث المکذوبۃ الصحیحۃ ویحرفون الاحادیث الصحیحۃ واللہ ولی دینہ فیقیم من یقوم لہ بحق النصیحۃ ۱۲ کچھ شک نہیں اس امر میں کہ برانگیختہ کرنے والا ان لوگوں کو اس غلو اور تجاوز پر ان کا یہ اعتقاد ہے کہ یہ امر یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے جملہ ما کان اور ما یکون کا علم تفصیلا تفصیلاً ثابت کرنا ان کی برائیوں کے واسطے کفارہ ہو جائے گا اور ان کو جنت میں داخل کردے گا اور جس قدر اس امر

ہیں وہ غلو کریں ہو جاویں زیادہ تر قریب رسول مقبول علیہ السلام سے اور زیادہ مخصوص آپ کے ساتھ ہیں پس یہ لوگ زیادہ تر نافرمانی کرنے والے ہیں آپ کے امر اور حکم کی زیادہ تر شدید ہیں آپ کی سنت کے مخالفت کرنے ہیں اور یہ لوگ ان میں مشابہت ظاہر یہ ہے نصاریٰ کی کہ انہوں نے غلو کیا مسیح علیہ السلام میں اعلیٰ درجہ کا غلو اور مخالفت کی انہوں نے ان کی شریعت اور دین کی بہت بڑی مخالفت اور مقصود یہ ہے کہ یہ لوگ تصدیق کرتے ہیں صریح جھوٹی حدیثوں کی اور تحریف کرتے ہیں صحیح صحیح حدیثوں کی اور اللہ تعالیٰ اپنے دین کا ولی ہے پس کھڑا کرے گا ان لوگوں کو جو حق نصیحت کا ادا کریں گے۔

اس تمام عبارت کو حرفاً ملاحظہ فرمایئے تا کہ پوری طرح قلعی مجدد بریلوی کی کھل جاوے اور ان کی قدر و منزلت دوبالا ہو جاوے صفحہ ۲۱ سطر ۱۲ میں فرماتے ہیں۔ واخترنا فی هذه الرسالة وفی الاولیٰ القول الاول لما وضحنا من البراهین لانه الحق والصواب الذی لیس فیه شك ولا ارتیاب ۱۲ اور اختیار کیا ہم نے اس رسالہ میں اور پہلے رسالہ میں قول اول بسبب اس کے واضح کر دیا ہے ہم نے دلائل سے اس لئے کہ وہی حق ہے اور صواب کہ جس میں نہ شک ہے نہ ریب اس سے صاف طور سے معلوم ہوا کہ قول بریلوی کا ضلال اور باطل ہے اور اس میں نہ شک و ریب ہر طرح محقق ہے مولانا الشیخ القادر الشبلی الطرابلسی جن کو جناب مجدد بریلوی صاحب اپنے رسالہ حسام الحرمین میں ان الفاظ سے یاد کرتے ہیں۔ من فی العلم یقتدر و فی الدرس تقرر و دو صدر بتوفیق من القادر الشیخ الفاضل عبد القادر توفیق الشبلی الطرابلسی الحنفی بالمسجد الکریم النبوی منحه الله تعالیٰ من فیضه القوی۔ وہ اپنی تقریظ میں مجدد صاحب کو کنایۃً وصراحتہً یہ کہہ رہے ہیں۔

صفحہ ۳۲ سطر ۲۳ میں ملاحظہ ہو کر فرمایا آپ نے نہ بڑھاؤ مجھکو جیسا کہ بڑھایا ہے نصاریٰ نے ابن مریم علیہ السلام کو۔ چونکہ حسب قاعدہ مسلمہ مجدد بریلوی اور تمہید جو الفاظ خطبہ میں ہوا کرتے ہیں وہ اشارۃً مقصد پر صریح دلالت کرتے ہیں اور بطریق براعت استہلال مدح

مصنف اور اہلِ حق کی مقصود ہوتی ہے اور مذمت مخالف کی مطلوب ہوتی ہے جن کے اقوال پر دار وگیر کی جارہی ہے اس قاعدہ کی بناء پر جس کی تصریح مجدد بریلوی اپنی خرافات بھری کتاب کے صفحہ ۶۴ پر خود کرچکا ہے، یہاں بھی مذمت مجدد بریلوی ہی کی مقصود ہوگی یعنی وہ مثل نصاریٰ کے ہے، حضور علیہ السلام کی حد سے زیادہ یعنی اوصافِ باری عزوجل سے مدح کرتا ہے جیسے کہ نصاریٰ نے عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ کیا۔

اس صفحہ سطر ۱۱ میں فرماتے ہیں وکسر شوکۃ المبطلین ۱۲ اور توڑ دیا۔ انھوں نے شوکت اہل بطلان کو، اس سے معلوم ہوا کہ بریلوی اہل بطلان میں سے ہیں اس کی شوکت توڑنا چاہئے، صفحہ ۲۳ سطر اول میں فرماتے ہیں فان اللہ عزوشانہ وجل سلطانہ قد اقتضت حکمتہ الباھرۃ ان یقیض لنصرۃ شریعۃ المطھرۃ من صنادید الزمان وکماۃ الفضل والعرفان من یجدد معالمہا ویشید دعائمہا ویذب عنہا غمائل الزور والبہتان وترھات العمی والطغیان ۱۲ کہ اللہ عزوجل کی حکمتِ باہرہ نے تقاضہ کیا کہ معین کرلے اپنی شریعتِ مطہرہ نصرت کے واسطے سردارانِ زمانہ سے اور بہادرانِ فضل وعرفان سے اس شخص کو کہ تجدید کردے شریعت کے نشانوں کی اور مضبوط کرے اس کے ستون کو اور دور کرے اس شریعت سے ہلاک کرنیوالے جھوٹ اور بہتان کو اور باطل باتیں گمرہی اور طغیان کی۔ اس عبارت سے صاف طور سے واضح ہوگیا ہے مجدد بریلوی کے عقائد وکلمات جھوٹ وافترا، اور گمراہی وطغیان ہیں اور وہ اصحابِ اضلال میں سے ہے اس کا مخالف شخص زندہ کرنیوالا دین کا، اور مضبوط کرنیوالا استونہائے شرع متین کا ہے۔ اور صفحہ ۲۳ سطر ۲ میں فرماتے ہیں و لبس فی میادین المباحثۃ لامۃ المجادلۃ ۱۲ اور پہنا بریلوی نے میدانِ مباحثہ میں خود مجادلہ کا۔ اس سے معلوم ہوا کہ احمد رضاخاں ان کے نزدیک مناظر بلکہ مجادل ہے کہ حق پر تعنتاً جما ہوا ہے۔ اور سطر ۵ صفحہ مذکورہ میں فرماتے ہیں فی اثبات دعاویہ

الواضحۃ البطلان وخرافات اقاویلہ السافلۃ البرہان ۱۲ اپنے دعووں کے اثبات میں جن کا باطل ہونا واضح تھا اور اس کے اقوال میں جو از قبیل خرافات تھے جن کی برہان سافل اور کم درجہ کی تھی اس سے بخوبی کیفیت اس کے اقوال اور دلائل کی معلوم ہوگئی۔

اور سطر ۹ اسی صفحہ مذکورہ میں فرماتے ہیں کہ جو صمصام العزم بکمال الحزم الجد لحسم مادۃ شبہاتہ واستیصال شافۃ اباطیلہ وترہاتہ ۱۲ کر ننگی کیا مفتی شافعیہ نے اپنے عزم کی تلوار کو نہایت کوشش واحتیاط سے واسطے جلا دینے اس کے یعنی بریلوی کی شبہات کے مادہ کو اور واسطے جڑ سے زائل کر دینے کے اس کے اباطل کے زخموں کو۔ اس عبارت سے صریح طور پر قدر و منزلت مجدد بریلوی کی معلوم ہوتی ہے

اس صفحہ سطر ۱۸ میں فرماتے ہیں فزیف فیہا اقاویلہ و دحض اباطیلہ۔ یعنی پس کھوٹا کر دیا۔ مولانا مفتی شافعیہ نے اس بریلوی کے اقوال کو اور باطل کر دیا اس کے اباطل کو۔

اور اسی صفحہ سطر ۱۹ میں فرماتے ہیں بل اوضح محجۃ الصواب ومحا آیۃ لیل للبس والارتیاب یعنی بلکہ واضح کر دیا مفتی صاحب نے راستہ ثواب کا اور محو کر دیا مولانا برزنجی نے نشانی التباس اور شک کی اندھیری رات کی اس سے معلوم ہوگیا کہ اقوال بریلوی کے التباس اور شک کی اندھیری راتیں ہیں۔

حضرت رئیس المحدثین وسند المفسرین مولانا شیخ فالح ظاہری عالم مدینہ منورہ یہ فرماتے ہیں، صفحہ ۲۴ سطر ۲ ما احسن الحق حین یبدو دغما علی من سعی خلافہ ۱۲ کیا ہی اچھا ہے حق جبکہ ظاہر ہوتا ہے ذلیل کرنے کے لئے اس شخص کو کہ خلاف حق کا طالب ہو۔ اس سے صاف معلوم ہوا کہ بریلوی طالب خلاف حق کا ہے

اسی صفحہ سطر ۳ میں فرماتے ہیں اللّٰھم انا نسئلک الحفظ من الدخول فی امور

یعرق لہا الوجہ حیاءً ولا یسلم السائل عنہا فی ان یقال لہ انما قصدت تعنتا او اردت سمعۃً و ریاءً کما لمالک رحمۃ اللہ تعالیٰ مع ذی الھوی السائل عن الاستواء ۱۲ اے اللہ ہم سوال کرتے ہیں تجھ سے حفاظت کا داخل ہونے سے ان امور میں کہ پسینہ پسینہ ہو جائے چہرہ بسبب ان کے بوجہ حیا و خجالت کے اور نہ سالم رہے سوال کرنے والا ان امور سے اس بات سے کہ کہا جاوے اس کو جز ایں نیست کہ تو نے قصد کیا ہے تعنت کا یا ارادہ کیا ہے تو نے ریا اور سمعہ کا جیسا کہ واقعہ ہوا امام مالک رحمۃ اللہ تعالیٰ سے ایک متبع خواہشات کے ساتھ کہ سوال کرتا تھا استواء عرش سے

اس سے صاف ظاہر ہو گیا کہ بریلوی اہل مدینہ منورہ کے نزدیک ایسے امور میں پڑا ہوا ہے کہ صاحبِ حیا ان کے قبائح کی وجہ سے پسینہ پسینہ ہو جاوے اور بریلوی اپنے مقاصد و سوالات میں ریاء و سمعہ و تعنت کا قصد کر رہا ہے مثل اس شخص کے جس نے امام مالک سے سوال کیا تھا۔

اسی صفحہ سطر ۱۲ میں فرماتے ہیں والی المجروح القلب جدا من ھٰذہ المشاجرات النفاقیہ التی لم یجد لہا فی موضوعہا نداً ۱۲ اور تحقیق میں نہایت ہی شکستہ خاطر ہوں ان نفاقی جھگڑوں سے جن کی مماثل شرع شریف میں موجود نہیں۔ اس سے بخوبی ظاہر گیا کہ اہل مدینہ کے نزدیک مجدد بریلوی نفاقی جھگڑوں میں مبتلا ہے، جن کی نظیر شرع شریف میں موجود نہیں۔

اسی صفحہ سطر ۱۵ میں فرماتے ہیں فان اکثر من یسئل عن ھٰذہ المسائل وان اجیب بالحق الدامع لکل راءٍ قائل لا ینفک متبعاً وساوسہ جازما بہ بما القاہ الیہ شیخہ ابلیس الا بالسنۃ مع ان معلمہ الشیخ وابا مرہ لم یجزم بعقیدۃ من العقائد ولا بحقیقۃ شئی مدۃ عمرہ ولو مرۃ ۱۲ اس لئے کہ اکثر وہ لوگ جو ایسے مسائل سے سوال کرتے ہیں اگرچہ وہ جواب دیئے

جاویں ایسے حق کے ساتھ جو کہ کھوپڑی توڑ ڈالے ہر رائے ضعیف کی مگر ہمیشہ رہتے ہیں وہ متبع اپنے وسوسوں کے یقین کرنے والے ان چیزوں پر کہ القا کیا ہے ان کا ان پر ان کے شیخ ابلیس الابالسہ یعنی سردار شیاطین نے باوجود اس کے کہ اس کا معلم البومرہ یعنی ابلیس لعین نے نہیں یقین کیا کسی عقیدہ پر عقائد میں سے اور نہ تصدیق کی کسی چیز کی حقیقت کی ایکمرتبہ بھی تمام عمر میں۔

اس عبارت نے میاں بریلوی مجدد کی پوری پوری قدر و منزلت اہل مدینہ کے نزدیک ہونیوالی ظاہر کر دی۔ اولاً یہ کہ بریلوی کی رائے نہایت ضعیف ہے، ثانیاً یہ کہ وہ اپنے وساوس کا متبع ہے، ثالثاً یہ کہ وہ عقیدہ ان امور پر لئے ہوئے ہے جس کو شیاطین لعین نے اس کو سکھایا ہے، رابعاً یہ کہ استاد اور معلم اس کا شیطانوں کا سردار ہے، خامساً یہ کہ مجدد بریلوی شیطان سے بڑھے ہوئے ہیں کیونکہ وہ باطل کا جزم کر لیتے ہیں اور کئے ہوئے ہیں اور ابلیس کو تو یقین ہی نہیں ہے نہ حق کا نہ باطل کا۔

اسی صفحہ سطر ۲ میں فرماتے ہیں و من اغرب ماطن علی اذنی العام الماضی من بعض ہؤلاء ہذہ المقالۃ ان محمد النبی العربی قد ترقت الطبیعۃ توفرت فیہ خصائصہا الی الغایۃ بحیث صارت تکلمہ بلسان فیہ یقال لہ جبرئیل بکلام المحکم یقال لہ القرآن المعجز و بنی برھانہ علی ذالک من حدثیات تکررت علی تمادی الدھور و تعاول الازمنۃ والعصر و مثلہا ما وقع لبقراط و جالینوس و لقوس و ادریوس و غیرھم بان ھذا ھو الحق والحقیق بالقول ۱۲ کہ عجائب و غرائب میں سے وہ امر ہے جو کہ سال گذشتہ میں میرے کان میں پڑا اس فرقہ کے بعض لوگوں سے وہ یہ گفتگو تھی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طبیعت شریفہ نے ترقی فرمائی اور اس میں خواص طبعیہ کامل اور پورے اس طرح ہو گئے کہ وہ طبیعت گفتگو کرنے لگی آپ سے اپنی زبان سے جس کو جبرئیل

کہا جاتا ہے ایک ایسے کلام مضبوط سے جس کو قران معجز کہا جاتا ہے اور اپنی دلیل کو اس نے مبنی کیا ان امور ظنیہ پر کہ متکرر ہوتی ہیں ہمیشہ ہمیشہ اور ہر زمانہ میں اور مثال دی اس کی اس اس چیز سے کہ واقع ہوئی بقراط اور جالینوس اور ذی سقراط اور یقوس اور ادریس وغیرہ کو یقین کیا اس پر اور کہا یہی حق ہے قابلِ قبول کے ۱۲۔

اس عبارت سے دیکھئے اور سمجھئے کہ علماء مدینہ منورہ مجدد بریلوی کو کس فرقہ اور کس طائفہ میں داخل کر رہے ہیں اور جس کو وہ ایسے طائفہ میں داخل مانتے ہیں اس کے اقوال قابلِ اعتبار ہو سکتے ہیں یا نہیں۔ صفحہ ۲۵ سطر ۱۰ میں فرماتے ہیں۔ فہولاء قوم حکموا العقل فقط ولا شک ان تحکم العقل ضلال لان مقتضیاتہ تنازعھا احکام الوھم غالیۃ لھا مستعلیۃ علیھا مثالۃ الداخل وجدہٗ علی المیت ۱۲ کہ یہ لوگ ایسی قوم ہیں کہ حاکم بنایا انہوں نے فقط عقل کو اور اس میں شک نہیں کہ تحکیمِ عقل کی گمراہی اور ضلال ہے اس لئے کہ مقتضیاتِ عقل کی منازعت کیا کرتے ہیں او ہام اور غالب ہو جاتے اس پر جیسا کہ آدمی مردے سے ڈرتا ہے (بوجہ غلبۂ اوہام کے) ملاحظہ ہو کہ علماء مدینہ کیسی تعریف مجدد بریلوی اور اس کی قوم کی کر رہے ہیں۔

اب اس کے بعد ملاحظہ کیجئے کہ صفحہ ۳۶ اور ۳۷ میں تو جملہ اکابر علماء مدینہ منورہ اور مدرسینِ حرم محترم نبوی خانصاحب بریلوی کی قدر و منزلت اور حقیقتِ کمالیہ کو مختلف عنوانوں سے ظاہر فرماتے ہیں یہ وہی علماء ہیں کہ جن کی تصدیقیں حسام الحرمین میں نقل کی گئی ہیں۔ اور بعض وہ ہیں کہ انہوں نے تصدیق حسام الحرمین کی نہ کی تھی ان ہی حضرات کی تعریفوں پر مجدد بریلوی پھولے نہیں سماتے، یہ نہیں جانتے کہ جو کچھ ان حضرات نے ان کی تعریف میں لکھا تھا وہ قبل اس کے تھا کہ مجدد بریلوی کی حالت ان کو معلوم ہو۔ دیکھئے مولانا تاج الدین، الیاس صاحب مفتی احناف، شیخ محمد سعید صاحب شیخ الدلائل، سید عباس رضوان، شیخ عمر حمدان، شیخ محمد عمری، سید احمد جزائری، شیخ خلیل احمد خزپوتی، یہ جملہ حضرات

وہ ہیں جن کے بہت سے القاب و مدائح مجدد صاحب نے اپنے رسالہ میں لکھا ہے اور انکی تقریظوں اور مدائح پر فخر کرتے ہیں۔ یہ جملہ حضرات مع دیگر علماء کے ان الفاظ ذیل کو مجدد صاحب کی شان میں فرماتے ہیں، جدا جدا عبارتوں کو بغور ملاحظہ فرمائیے۔

صفحہ ۳۶ سطر ۳ میں فرماتے ہیں **فاقتحموا حلبۃ السبق الیٰ قطع دابر کل غبی مناضل** ۱۲ کہ داخل ہوئے علماء دین میدان مسابقت میں تاکہ قطع کردیویں اصل ہر غبی برابری کرنے والے کی۔ اس جگہ میں مجدد صاحب کو غبی مناضل قرار دیا ہے۔

اسی صفحہ سطر ۴ میں فرماتے ہیں **واستیصال شافۃ کل غبی و باطل** ۱۲ اور واسطے جڑ سے اکھاڑ دینے کے زخمہائے ہر گمراہی اور باطل کے۔ یہاں پر مجدد صاحب کو گمراہی اور باطل قرار دیا ہے

اسی صفحہ سطر ۶ میں فرماتے ہیں۔ **وکشف بنور حجتہ ترہات مبطلین** ۱۲ اور کھولدیں حجۃ بالغہ سے گمراہیاں مبطلین کی۔ یہاں پر مجدد بریلوی کو مبطلین میں سے اور ان کے دلائل کو ترہات یعنی گمراہی قرار دیا ہے۔

اسی صفحہ سطر ۱۱ میں فرماتے ہیں۔ **واز ہر بدر بیانہا فکشف ظلماء من الشک والارتیاب** اور روشن ہوگیا اس رسالہ کا بدر بیان پس کھولدیں اس نے ظلمتیں شک اور ریب کی۔ اس سے معلوم ہوگیا کہ مجدد بریلوی کا قول و خیال ظلمتیں شک اور ارتیاب کی ظلمات ہیں۔

تنبیہ:۔ واضح ہو کہ جو کچھ علماء مدینہ منورہ زادہا اللہ شرفاً و فضلاً نے خانصاحب بریلوی خذلہ اللہ تعالےٰ فی الدارین کی شان میں کہا ہے یہ صرف اسی گفتگو اور اخیر ملاقات کا نتیجہ ہے جو کہ بریلوی صاحب کو سید مدنی کے مکان پر مفتی برزنجی صاحب سے حاصل ہوئی کوئی مخالف مجدد صاحب کے احوال کے فوٹو کو لیکر علماء مدینہ کے پاس نہ گیا تھا۔ نہ ان کی تصانیف و خیالات و مظالم پر اہل حق کو ان کے سامنے پیش کیا تھا، جیسا کہ مجدد بریلوی نے

اہلِ حق کی شان میں افترا پردازی کر کے علماء حرمین شریفین کی خدمت میں پیش کیا۔ اگر ایسا معاملہ ان کے ساتھ کیا جاتا تو شاید اسفل السافلین اور مقامِ سجین کے ورے کہیں ان کا ٹھکانہ نہ ہوتا۔ یہ انعام تو حضار بارگاہ نبوی اور مخصوصین حضرت مصطفوی علیہ السلام سے ان کو بغیر تحریک مخالفین ملا ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ بروز قیامت اور بوقت خاتمہ و دخول قبر نہایت اعلیٰ درجہ کا انعام ملے گا جو کہ درکِ اسفل میں جاگزیں کریگا، مدنظر رہیں لا رحمہ اللہ تعالیٰ فی الدارین آمین۔ والحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ و السلام علیٰ خاتم النبیین وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ اجمعین ۵

حمد لمن زین سماء الحرمین الشریفین بکواکب العلماء المتقین وحفظ من کل شیطان مارد لعین لا یسمعون الی الملاء الاعلیٰ ویقذفون من کل جانب دحوراً ولہم عذاب واصب الا من خطف الخطفۃ بمکرہ وخداعہ فاتبعہ شہاب الثاقب وشکر لمن منح الائمۃ الربانیین حظاً وافراً من وراثۃ النبویۃ والخلافات المصطفویۃ حتی ان جعل لکل منہم عدواً شیاطین الانس والجن یوحی بعضہم الی بعض زخرف القول غروراً ولیسعون فی الارض فساداً لتشیع فاحشۃ بین المؤمنین وتفریق عصا الاسلام فیزدادوا بینہم نفوراً۔ ثم عاقبتہم بجعل مزخرفاتہم ومفتریاتہم زہوقاً وفضحہم علی رؤس الاشہاد مطہراً کیدہم ومخرجاً کل واحد منہم عن سماء الرحمۃ مذموماً مدحوراً۔ والصلوٰۃ والسلام علی من جاء بالہدیٰ ودین الحق لیظہرہ علی الدین کلہ ولو کرہ المشرکون وآیات قاسمۃ لاعناق من اراغان یطفئ نور اللہ بافواہہ ویابی اللہ الا ان یتم نورہ ولو سخط الفاسقون۔ وعلیٰ آلہ واصحابہ الذین لمہروا الدین القویم عن ادناس الشک غیر مبالین بمن ناواہم من المعاندین وبذلوا سعیہم فی اعلا کلمۃ السنۃ والجماعۃ غیر ملتفتین الی مبتدعات اہل الاہواء المارقین وعلیٰ تابعیہم باحسان واخلاص الیٰ یوم الدین فانہم ہم الامۃ القائمۃ علی الحق والناصحۃ للحق الیٰ یوم القیامۃ فی العالمین لا یضرہم من ناواہم ولا یخذلہم من خذلہم باعانۃ ارحم الراحمین وہم الحافظ للشریعۃ الغراء والحنفیۃ البیضاء ببشارۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم وعلیٰ آلہ وصحبہ اجمعین۔

امّا بعد خادم الطلبہ حسین احمد بن السید حبیب اللہ الحنفی الحسینی الچشتی الصابری الرشیدی الفیض آبادی ثم المدنی جملہ اہل اسلام سکان ہند کی خدمت اقدس میں عرض کرتا ہے کہ احقر عرصۂ دراز سے بمعیت اپنے والد ماجد دام مجدہٗ اپنے وطن آبائی ضلع فیض آباد کو چھوڑ کر ظل عاطفت نبوی علیہ الصلوٰۃ والسلام یعنی مدینہ منورہ میں جا گزین ہوگیا ہے۔ چونکہ عنفوان شباب بلکہ زمانۂ طفولیت سے سوائے مشغلۂ علمی اور کوئی شغل نہیں رہا تھا اسی لئے وہاں بھی سوائے درس و تدریس و مجالستِ علماء و طلبہ اور کوئی شغل نہ بھایا اور اب تک جو حصہ عمر وہاں گذرا اس کو انہیں مشاغل میں صرف کرنے کی حتی الوسع کوشش کی اور اسی وجہ سے جملہ اہل علم سکان بلدۂ طاہرہ سے انس تام اور ان کے احوال و عقائد و خیالات پر پورے طور سے واقفیت ہوتی رہی ہے یقیناً کہہ سکتا ہوں کہ حضرات علماء کرام سکان مدینہ منورہ زادہا اللہ شرفاً و فضلاً پوری طرح سے عقائد وغیرہ میں اہل سنت والجماعت اور اکابر اسلاف کے متبع ہیں اور حضرات اکابر علماء دیوبند و سہارنپور کے جملہ عقائد میں موافق ہیں جزئیات و کلیات میں سرمو تفاوت نہیں مگر اوائل ۲۴ھ میں ایک سانحہ عجیب پیش آیا کہ ایک حضرت بریلوی نے جن کو ان کے مجدد المائۃ الحاضرہ سے تعبیر کرتے ہیں اس سال سفر حجاز کیا اور بیشک وہ اہل مائتہ کے مجدد ہی ہیں کیونکہ جو لوگ زمانۂ سلف میں اکابر و اہل حق کی تضلیل و تفسیق میں کوشش و سعی بلیغ کیا کرتے تھے ان کی عزت و آبرو کے خواہاں اور ان کی تذلیل و تکفیر میں عمر عزیز کو صرف کرنا باعث نجات و علو مراتب سمجھتے تھے ان کا کچھ عرصہ سے زور نہایت کم ہوگیا تھا ان کی قوتیں قریب الانعدام ہوچکی تھیں ان اعلیٰ حضرت بریلوی نے ان کی بوسیدہ ہڈیوں کو زندہ کیا، ان کے ضعف کو قوت سے بدلا، اہل سنت پر وہ انواع و اقسام ظلم و جفا کے ایجاد کئے کہ اپنے اسلاف اہل جل و جبر کی عمدہ یادگار اور مجدد بلکہ جملہ مفترین سابقین کے مایۂ افتخار نے کوئی ہی عالم باعمل محقق و سنی علماء ہند کا ایسا بدنصیب ہوگا کہ جو ان اعلیٰ حضرت کے دستِ جفا سے شہید نہ ہوا ہو

بلکہ کوئی طائفہ فرقۂ ناجیہ کا ان دیار میں نہ ہوگا جس کو ان بریلوی مجدد اور ان کے اتباع کے اقلام والسنہ نے ذبح نہ کیا ہو اصاحبو یہ پیشین گوئی خود رسولِ مقبول علیہ السلام کی ظہور میں آ رہی ہے آخر تتبعن سنن من قبلکم الحدیث پر کسی طرح عمل کرتے یہود یقتلون الانبیاء بغیر حق وقتلھم الانبیاء واکلھم السحت ویحرفون الکلم عن مواضع سے مالامال تھے تو یہ حسب قول نبی علیہ السلام "علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل" علماء محققین و فضلاء عاملین کی تکفیر میں ساعی ہیں جو کہ قتل سے کہیں بڑھ کر ہے اگر قتل سے اعدام جسم و نفی حیات جسمانی مقصود ہے تو تکفیر سے اعدام روح و اہلاک حیات ایمانی مطلوب ہے اگر یہود سحت کھاتے ہیں تو یہ ربوا کو شیر مادر سمجھتے ہیں، اگر وہ تحریفِ الفاظ توریت کرتے تھے تو یہ تحریفِ معانی قرآن و حدیث اور قطع و برید الفاظ علماء مستند کرتے ہیں پھر کیونکر نہ کہا جائے کہ ایہ اسلاف بنی اسرائیل کی عمدہ یادگار اور مجدد تضلیل و تفسیق امت مرحومہ ہیں خیر ہرچہ بادا باد ہم کو اس سے کوئی غرض نہیں کہ وہ کس فلک ضلالت کے شمسِ لامعہ اور کس برج غوایت کے بدر ساطعہ ہیں جبکہ حضرت مجدد التکفیر صاحب وارد دیار حجازیہ ہوئے تو عجیب عجیب جال مکر و فریب کے پھیلائے اور علماء حرمین شریفین کو انواع انواع کے حیل و مکر سے دھوکہ دیا جو لوگ ناواقف سادہ دل تھے وہ بیشک ان کے دامِ تزویر میں آگئے اور جن لوگوں کو اللہ تعالیٰ نے قوت تمیز تام اور انتقاد ذہن عطا فرما دیا تھا یا ان کو کسی نے چوکنا کر دیا تھا وہ ہرگز ہرگز ان کے جال میں نہ پھنسے اپنے مقصد براری میں بیشک مجدد صاحب کو طرح طرح کی تکلیفیں و مشقتیں و بے عزتیاں و بدنامیاں اٹھانا پڑیں بلکہ اس شورش کی وجہ سے جملہ علماء ہند کو نظر اغیار میں ذلیل و خوار کیا گیا چنانچہ میں نے بارہا اس زمانہ اور اس کے بعد کے زمانے میں اہلِ مصر و شام و حجاز وغیرہ کو ان حضرت مجدد التکفیر صاحب اور جملہ اہلِ ھند کی مذمت کرتے سنا اگرچہ

۱؎ تم ضرور قدم بقدم چلوگے اپنے پہلوؤں کے ۱۲

تمہید شیطانی وغیرہ۔ ہیں بھی بہت سی تعریفیں و مدائح نقل کی ہیں لیکن فی الوقت فقط چند معدود شخصوں کی ہیں اور وہ بھی جب تک کہ ان کو حقیقت کی خبر نہ ہوئی تھی اور نہ اہل حجاز نے عموماً آخر میں ان کی حالت معلوم کرلی تھی دیکھئے رسالہ مدینہ میں کیا کیا انہیں ان کی نسبت لکھا گیا ہے اور اس کی تفصیل میں آگے لکھوں گا چونکہ احقر اس زمانہ میں مدینہ منورہ زادہا اللہ شرفاً و فضلاً میں موجود تھا اس لئے پوری طرح سے ان جملہ امور سے واقف ہے جو کہ ان کو پیش آئے اور بخوبی ان لوگوں کو جانتا ہے جنہوں نے ان کی صریح مخالفت کی۔

حضرات! انہوں نے علماء دیوبند اور ان کے اکابر پر سخت سخت افترا پردازیاں کی تھیں اور ایسے طور سے بیان کیا کہ جس کو ہر ایک دیندار دیکھکر سخت تنفر اور اعراض ظاہر کرے احقر چونکہ حضرات اکابر دیوبند و گنگوہ کا خوشہ چیں اور ان ہی کے دامن عاطفت کا متشبث ہے سات یا آٹھ برس تک ان اکابر کے بارگاہ کی خاک روبی اور ان کی جوتیوں کی سیدھی کرنے کی خدمات سے مالا مال رہا ہے اس لئے ان حضرات کے عقائد و خیالات و اعمال سے بخوبی واقف ہے اسی وجہ سے؛ اس زمانہ میں بھی ان کی مکاریوں اور افتراء پردازیوں کا اظہار مدینہ منورہ میں کیا گیا تھا اور رسائل اکابر لوگوں کو دکھلائے گئے تھے مگر جو لوگ قبل از اطلاع دستخط کرچکے تھے جیسا کہ میں آگے ذکر کروں گا وہ لوگ مجبور ہوگئے اور انہوں نے بعد از اطلاع یہی کہا کہ ہم نے اپنی اپنی تقریظوں میں شرط لگادی ہے۔ الحاصل حضرت مجدد التضلیل صاحب نے اپنے اس مایۂ افتراء کو نہایت کوشش بلیغ و سعی عظیم سے حاصل کرنے کی فکر میں حجاز گئے تھے اور کچھ کچا پکا مقصد حاصل کرکے ربیع الثانی سنہ مذکور الصدر میں مدینہ منورہ سے واپس ہوئے اور عرصہ تک اس کو چھپائے رکھا جس سے یہ خیال ہوتا تھا کہ شاید کچھ عبرت ہوئی ہے اور اپنے افعال قبیحہ پر شرمندہ ہوئے ہیں کیونکہ عام و خاص جبکہ قصد حرمین شریفین کرتے ہیں تو یہی مراد ہوتی ہے کہ مواضع متبرکہ میں حاضری اور عبادات کی برکت سے ذنوب اور گناہوں کی تکفیر اور تلافی ہو اور مجدد صاحب بریلوی

نے یہ سفر محض بغرض گناہ بلکہ بغرض اکبر الکبائر کیا تھا اور وہاں کے سادہ لوح اور سچے علماء کو سخت دھوکہ دینا گوارا کیا تھا اپنے ساتھ ان بیچاروں کو بھی گھسیٹا تھا مگر ان پاکبازوں کی کیا خطا ان کو کیا معلوم تھا کہ ان بریلوی صاحب میں کیا کیا جوہر تفضیل و تفسیق و غوایت وغیرہ بھرے ہوئے ہیں انہوں نے حسنِ ظن سے کام لیا اور ان کے قول و فعل کی تصدیق کی، ۱۳۲۷ھ میں کہ یہ احقر بوجہ اپنی بعض ضروریات ذاتیہ کے وارد دیار ہند یہ ہوا تو دیکھا کہ وہی مجموعہ دشنام و تکفیر اکابر مع ان مہروں کے طبع کیا ہوا چند جہلا ادھر ادھر لئے پھرتے ہیں عام مسلمانوں کو اہلِ حق کی طرف سے ورغلاتے اور بدعقیدہ کر رہے ہیں اور اپنے لقمۂ چرب حاصل کرنے کی طرح طرح سے فکر کر رہے ہیں اس کے دیکھتے ہی یقین ہوگیا کہ میرا پہلا خیال اصلاح کا بہ نسبت مجدد التکفیر صاحب بالکل غلط تھا بلکہ وہ فی قلوبھم مرض فزادھم اللہ مرضاً میں مبتلا ہیں اور صمٌ بکمٌ عمیٌ فھم لا یرجعون کے مصداق ہیں وہ اپنی ذاتی افعال اور اصلاحی اخلاق سے باز آنیوالے نہیں۔ میں نے مدینہ منورہ ہی سے ارادہ کیا تھا کہ یہاں پر جو حالتیں مجدد التفضیل صاحب پر پیش آئی ہیں ان کو اچھی طرح بیان کر کے مسلمانان اہل ہند پر ظاہر کر دوں لیکن مجھے اس سے دو امر مانع ہوئے تھے اولاً یہ کہ متعدد خبریں پہنچی تھیں کہ اعلیٰ حضرت مجدد بریلوی جب سے آئے ہیں چپ ہیں اور الصلح خیر سے رطب اللسان رہتے ہیں۔ پس مجھے خیال مذکور الصدر دامنگیر رہا اور "التائب من الذنب کمن لا ذنب لہٗ" کا مضمون مانع عزم مذکور ہوتا رہا۔ دوم یہ کہ مولانا شیخ محمد معصوم صاحب نقشبندی مولانا مولوی منور علی صاحب محدث رامپوری اپنے اپنے ملنے والوں کو ان مجدد بریلوی کے احوال لکھ چکے تھے اور ان لوگوں نے ان کے جملہ وقائع کو اخباروں میں شائع کر دیا تھا مگر واہ رے ہوشیاری جب دیکھا کہ اب لوگ ان باتوں کو فراموش کر چکے ہیں اور وہ اخبارات ضائع ہو چکے تب اس زہر کو اگلا جس کو اپنے ہمراہ وہاں سے لائے تھے اور جس کے واسطے یہ سفر مبارک طے کیا تھا اور ہزاروں روپے اس کوشش میں برباد کئے تھے اب مجھے بھی لازم ہوا کہ ان کی کچی کچی حالت سچی سچی جس کو میں نے

مشاہدہ کیا ہے یا معتبر ذریعوں سے وہاں سنا ہے آپ حضرات کے گوش گذار کرکے ان کی افترا پردازیوں اور بہتان بندیوں پر مطلع کروں کیونکہ حضرات علماء دیوبند و سہارنپور وغیرہ تو اپنے مشاغل علمیہ میں اس طرح مشغول ہیں کہ دوسری طرف توجہ بھی نہیں کرتے اور مجدد بریلوی کی جملہ باتوں کو لایعنی خرافات خیال کرکے اس طرف توجہ کرنا اپنی شان عالمانہ کے خلاف جانتے ہیں اور طریقہ شرفاء کے مخالف جانتے ہیں اور ادھر جہلا مبتدعین اور گروہ مخالفین عام مسلمانوں کا میدان خالی پاکر ہر طرح سے گمراہ کرتے ہیں پس ضروری ہوا کہ جو کچھ تمہید میں ان کی نسبت لاف گزاف و لن ترانیاں ماری گئیں ہیں ان کی حقیقت معلوم ہو جائے اور یہ بھی روشن ہو جائے کہ جن اکابر کے دامن عصمت کو مجدد صاحب دھبہ لگانا چاہتے ہیں وہ ان نجاستوں سے بالکل پاک و صاف ہیں۔ مجدد صاحب کی خود غرضی اور طلب شہرت و جاہ دنیا ہی کا ثمرہ اس رسالہ میں مسطور ہوا ہے اور اکابران خیالات فاسدہ سے کوسوں دور ہیں مگر آپ حضرات اگر کوئی کلمہ سخت ان کے اور ان کے گروہ کی نسبت ملاحظہ کریں تو اس میں احقر کو معذور خیال کریں مجدد صاحب نے تمہید شیطانی اور حسام الحرمین کے اندر جو جو الفاظ سخت و سست کہے ان کا مقابلہ اگر کیا جائے اور اس کے مقتضی کے موافق اگر جواب لکھا جائے تو خدا جانے کیا سے کیا ہو جائے میں اپنی طبیعت کو نہایت تھام کر اور سنبھل سنبھلکر گفتگو کرتا ہوں مگر کیا کروں کہیں کہیں اس بدگو کی گالیوں اور خرافات کی وجہ سے طبیعت قابو سے نکل جاتی ہے پس مجبور ہو جاتا ہوں مگر تاہم وہاں بھی حتی الامکان شرافت و علم کے حدود سے تجاوز نہیں کرتا اور پورا مقابلہ اس باب میں تو ان کا وہی شخص کر سکتا ہے جو رذیل النسب و قبیح الاخلاق جاہل اور اُجڈ ہو مگر یہ بھی نامہ اعمال مجدد صاحب میں لکھا جائے گا کہ قول رسول علیہ السلام "المستبان ما قال فعلی البادی" نص صریح ہے۔ مجدد صاحب نے اپنے طریقہ آبائی کو جو بنی اسرائیل کا ہمیشہ سے تھا یعنی یقتلون الانبیاء بغیر حق زندہ کیا ہے ؎ ایں کار از تو آید مرداں چنیں کنند۔ آخر خود بھی تو اسرائیلی ہی ہیں

صاحبو! جبکہ مجدد بریلوی صاحب مکہ معظمہ میں وارد ہوئے اس کے تھوڑے عرصہ

کے بعد ایک محضر طویل جناب شیخ محمد صاحب نقشبندی رامپوری سلمہ کی خدمت میں اس غرض سے پہنچا کہ شریف صاحب کی خدمت میں پیش کر دیا جائے جس پر بہت سے حضرات کے دستخط اور مہریں تھیں کہ فلاں بن فلاں فلاں شہر کا رہنے والا وہاں حاضر ہوتا ہے یہ شخص اعلیٰ درجہ کا خواہشات نفسانی اور بدعات شیطانی میں مبتلا ہے، مسلمانوں کی عموماً اور علماء کرام اور فضلاء عظام کی خصوصاً تضلیل و تفسیق کرتا ہے اپنی شہرت اور خیالات فاسدہ کی وجہ سے سینکڑوں علماء کی تکفیر اور سب و شتم میں رسالہ لکھ ڈالے ہیں، عقائد فاسدہ لوگوں میں پھیلاتا رہتا ہے اس نے زوج کو زوجہ سے، بیٹے کو ماں سے، بھائی کو بھائی سے جدا کر ڈالا ہے۔ روزانہ نئے نئے فتنے برپا کرتا رہتا ہے غرضیکہ اسی قسم کے مضمون تھے اور کچھ عقائد بھی اس کے اس میں درج تھے اور مقصد یہ تھا کہ شریف صاحب اس کی تنبیہ کریں اور قرار واقعی سزا دیں۔

الحاصل اس محضر پر حضرت آفندی عبدالقادر شیبی کنجی بردار خانۂ کعبہ شریف مطلع ہوئے ان مضامین کو دیکھتے ہی گھبرا گئے غصہ سے کانپ اٹھے اور انہوں نے محضر لیا اور کہا کہ میں مجدد شریف صاحب کو دونگا۔ الحاصل وہ محضر شریف صاحب کی خدمت میں پہنچا شریف صاحب بھی نہایت غضبناک ہوئے اور ارادہ قید کر دینے کا کیا، مجھے متعدد صحیح خبروں سے معلوم ہوا ہے کہ اس ارادہ پر شریف صاحب اور شیبی صاحب عزم بالجزم کئے ہوئے تھے مگر جناب شیخ محمد صاحب اور مولوی منور علی صاحب نے شیبی صاحب کو بہت سمجھایا اور کہا کہ آپ ایسا نہ کریں بلکہ اس سے اس کے خیالات و عقائد دریافت کریں شاید کہ ان سے اس نے توبہ کر لی ہو (یہ حضرت اگرچہ مجدد بریلوی صاحب سے خود بھی تکلیف شاقہ اٹھائے ہوئے تھے مگر غیرت قومی نے ان کو گوارا نہ کیا کہ یہ قید خانہ کی سیر کرائے جادیں ورنہ جملہ اہل ہند کی بدنامی ہوگی۔ کاش یہ خیال ان کو دامنگیر نہ ہوتا) الحاصل اس رائے کو جب شیبی صاحب نے مان لیا تو شریف صاحب سے بھی اسی پر زور دیا گیا چنانچہ شریف صاحب نے

کہا کہ اچھا ان کے عقائد کے بارے میں ان سے سوال کرو چونکہ کوئی رسالہ مجدد بریلوی صاحب کا اس وقت موجود نہ تھا اس لئے فقط اس تقریظ کی نسبت جو انہوں کسی رامپوری نام کے مولوی کے رسالہ کے اخیر میں لکھی ہے اس میں ان سے تین سوال قائم کئے گئے۔ اولاً یہ کہ تم نے یہ لکھا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ازل سے ابد تک کی جملہ چیزیں معلوم ہیں، دوم یہ لکھا ہے کہ مثقال ذرۃ بھی آپ سے غائب نہیں، سوم یہ کہ تم نے آخر تقریظ میں لکھا ہے "وَصَلَّی اللّٰہُ عَلٰی مَنْ ھُوَ الاَوَّلُ وَالاٰخِرُ وَالظَّاھِرُ وَالبَاطِنُ"۔

ان تینوں باتوں کی تفصیل اور جواب لکھوا اور اپنا عقیدہ ظاہر کروا ور جب تک اس کا جواب نہ دیدو اس وقت تک تم کو یہاں سے سفر کرنے کی اجازت نہیں حالانکہ مجدد بریلوی صاحب حج سے فارغ ہو چکے تھے مگر اس حکم کے آتے ہی سفر کرنے سے بند کر دیئے گئے اور ایک قسم کی قید میں پڑ گئے، بہت سٹ پٹائے لینے کے دینے پڑ گئے کہ کہاں آئے تھے۔ جناب مولانا خلیل احمد صاحب سلمہ، کی فکر میں یہاں خود بھی پھنس گئے آٹھ دس روز تک اسی ششش وپنج اور فکر والم میں رہے کہ کس طرح اس گرداب بلا سے نکلوں اور کیونکر چھٹکارا ہو۔ ہندستان ہوتا تو شریف شیبی اہل مکہ سبھوں کی تکفیر کر کے ایک ہی تلوار سے قتل کر ڈالتا مگر ہائے کیا کروں حجاز ہے دوسرا ملک ہے یہاں آزادی نہیں افسوس ریل بھی نہیں کہ بھاگ جاؤں، پر بھی نہیں کہ اڑ جاؤں اگر اقرار کرتا ہوں تو قید خانہ اژدھا جیسا منہ کھولے تیار ہے اور اگر انکار کرتا ہوں تو رسالہ مع مہر ودستخط کے موجود ہے پھر معتقدین کو کیا منہ دکھاؤں گا برسوں کی محنت برباد ہوئی جاتی ہے مگر جب کوئی صورت خلاصی کی نہ ہوئی تو اپنا اصل پیشہ اور ذاتی عمل کام میں لائے خلط ملط اور گڑبڑ عمل کیا اول سوال کا جواب لکھا کہ ازل وابد سے میری وہ مراد نہیں ہے جو کہ کتب دینیہ اور دفاتر کلامیہ میں لیا جاتا ہے میری مراد ازل سے ابتدائے دنیا ہے اور ابد سے انتہاء دنیا۔ ماشاء اللہ سبحان اللہ۔

صاحبو! ذرا سوچنے کی بات ہے کہ یہ کسقدر فریب دہی اور مکر کی بات ہے۔ جب مسائل

دینیہ خصوصاً عقائد میں لفظ ازل کا آتا ہے اس کے یہی معنی ہوتے ہیں مالا ابتدا لہ یعنی جس کی ابتدا نہ ہو اور اسی لئے خداوند کریم لفظ ازلی اور ابدی سے موصوف ہوتا ہے مجدد صاحب تضلیل عالم کے واسطے عقیدہ تحریر کریں اور ایک من گھڑت معنی اپنے دل میں لے لیں، بھلا اس کا کیونکر اعتبار ہو سکتا ہے آپ ہی فرمائیں کہ کوئی بولے لفظ آنب کا اور اس سے املی مراد لیوے تو کوئی اس کی بات مان سکتا ہے؟ ہرگز نہیں مگر ایسا نہ کرتے تو مساوات علم رسول علیہ السلام یا علم الٰہی کے مواخذہ میں گرفتار بھی ہو جاتے۔ دوسرے سوال کا جواب یہ دیا کہ مثقال ذرہ نہیں کہا ہے ترجمہ اردو سے عربی میں غلط کیا گیا ہے۔ حضرات! ذرا اس مکر اور خداع کو خیال کیجئے اس عبارت میں لفظ ذرہ بھر کا موجود ہے پھر عربی میں اس کا ترجمہ مقدار ذرہ اور مثقال ذرہ نہیں تو اور کیا ہے۔ دیکھو کتب لغت اور محاورات عرب کو کہ مثقال ذرہ اور اس کے امثال میں لفظ مثقال کے معنی مقدار اور وزن کے ہیں یا نہیں؟ مگر یہ جھوٹ اور فریب نہ کرتے تو چھٹکارا کیونکر ہوتا حالانکہ خود ان کا اور ان کے مقلدین کا یہی مذہب ہے کہ کوئی چھوٹی اور بڑی چیز رسول مقبول علیہ السلام سے غائب نہیں۔ افسوس صد افسوس کہ مثل روافض تقیہ پر کمر باندھی اور جھوٹی باتیں بنائیں۔ تیسرے اعتراض کا جواب یہ دیا کہ عبارت میں چھاپے والوں سے غلطی ہوئی ہے میں نے یہ لکھا تھا "صلی اللہ علی من ھو مظہر الاول والآخر" مگر لفظ مظہر کا رہ گیا۔ حضرات ذرا غور فرمائیں کہ یہ کیا دھوکہ دہی ہے اس جواب سے ہر عاقل ان کا عاجز ہونا اور بغلیں جھانکنا اور فریب دینا سمجھ سکتا ہے کیا جب رسالہ طبع ہونے کو گیا تھا کاپی کی تصحیح نہیں ہو سکتی تھی، ہم نے مانا کہ ایسا ہی ہوا تھا مگر بعد چھپنے رسالہ کے جب آپ نے دیکھا یا آپ کے معتقدین نے تو غلطنامہ کیوں نہ چھپوا کر ملحق کر دیا تھا۔ تاکہ اس شرک صریح اور کفر خالص سے بچ جاتے مگر جس کو نہ حیا ہو نہ جھوٹ بولنے سے کچھ گریز اس کو ایسی باتوں کی کیا پرواہ۔

الحاصل۔ یہ جوابات مع اظہار ان کے عقائد کے علم غیب میں شریف صاحب تک بعد ایک مدت کے پہنچے جملہ اراکین سمجھ گئے کہ محض بات بنانا ہے کیونکہ تحقیق جو کیا جواب غلط

تھا، ذرہ بھر کے معنی جس سے پوچھے سبھوں نے مثقال ذرۃ کے بتائے ازل اور ابد کے معنی وہ خود ہی جانتے تھے مگر ان کو اس کلام پر بھی بہت جوش آیا کہ وہ کہتا ہے کہ ابتداء عالم سے انتہا تک کی جملہ ماکان و مایکون کا علم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تھا یہاں تک کہ شیخ شعیب مالکی سے جو آج کل مکہ معظمہ میں سب سے بڑے عالم ہیں اور حلقۂ درس بھی حرم شریف میں ان کے برابر کسی کا نہیں ہوتا ہے اور نیز شیخ احمد فقیہہ سے شیخ صالح کمال کی جو مجدد بریلوی کے وکیل مفوض اور مختار عام بڑی مشکل سے ہو گئے تھے گفتگو سخت کی نوبت آئی شیخ صالح کمال کی جو مجدد صاحب کی طرفداری کرتے تھے اور یہ دونوں علماء جملہ اس کے خیالات و عقائد کا رد یہ دلائل واضحہ کرتے تھے اور بالآخر شیخ صالح کو جب کوئی جواب کا موقع بن نہ پڑا اور ان دونوں نے ان کو الزام دیا کہ اہل ضلال کی طرفداری کرتے ہو اور پہلے بھی تم نے ایسا اور ایسا فلاں وجہ سے کیا تھا تو رنجیدہ اور کبیدہ خاطر ہو کر شریف صاحب سے ان دونوں حضرات کی بابت کہا کہ آپ کی مجلس میں مجھکو یہ لوگ اس قدر ذلیل کرتے ہیں۔ شریف صاحب نے گفتگو کرنے سے ان لوگوں کو منع کر دیا۔ ان دونوں حضرات نے چاہا کہ اس شخص کو ضرور سزا ہونی چاہئے۔ تا اینکہ خود اگر عقائد فاسدہ سے توبہ کرے مگر چونکہ شریف صاحب اپنی مجلس ہی میں جھگڑا دیکھ چکے تھے انہوں نے فرمایا کہ اس شخص کو جلد یہاں سے نکالدینا چاہئے تاکہ عوام پر اس کا کوئی اثر قبیح نہ پڑ جائے چنانچہ وہاں سے حکم آیا کہ تم جلد یہاں سے چلے جاؤ۔ شریف صاحب کو جو جو طیش اور غضب اس شخص پر تھا وہ حضار مجلس ہی بیان کر سکتے ہیں مگر بخوف انتشار عوام، دوم بغرض رعایائے اجنبیہ مناسب جانا کہ اس سے تعارض کرنا بہتر نہیں اس تمام قصہ کو احقر نے مجملاً عرض کیا کیا ہے جس کا جی چاہے تفصیل وار شیخ شعیب صاحب مالکی مدرس حرم شریف مکہ معظمہ یا شیخ احمد فقیہہ یا شیخ عبد القادر شیبی یا شیخ محمد معصوم صاحب یا مولوی منور علی صاحب محدث رامپوری سے یا ان لوگوں سے جو شریف صاحب کے اس زمانہ میں مصاحب تھے پوچھ لیوے۔ مجدد بریلوی صاحب اس ذلت سے تو وہاں سے نکالے گئے مگر جدہ میں پہنچتے ہی یہ مشہور

کیا کہ شریف صاحب تو مجدد صاحب کے مرید ہو گئے، بھلا اس جھوٹ کا کچھ ٹھکانا ہے، شریف صاحب نے تو ان کو منہ لگانے کے قابل بھی نہ مانا ارادت اور مریدی تو کجا، بھلا شرفا مکہ اور ایسے نا اہلوں سے مرید ہوں چہ نسبت خاک را با عالم پاک۔ مجدد صاحب پر جب یہ لے دے ہو رہی تھی تو ایک روز اپنے وکیل مفوض کے ذریعہ شریف صاحب کے یہاں کہلا بھیجا کہ افسوس مجھ پر تو اس طرح لے دے ہو رہی ہے حالانکہ میں خواص اہل سنت والجماعت سے ہوں ایک شخص یہاں ایسا موجود ہے جو خدا کو جھوٹا (معاذ اللہ) اور شیطان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اعلم کہتا ہے اور اس پر کسی قسم کا مواخذہ نہیں ہوتا چنانچہ یہ گفتگو مفتی صالح کمال نے مجلس شریف صاحب میں پہنچائی اس کا سننا تھا کہ ہر دو صاحبان شیخ شعیب اور شیخ احمد فقیہہ نیز دیگر اراکین مجلس نے اسی دم ان کے وکیل پر رد کیا یہ ہرگز نہیں ہو سکتا ہے کوئی مسلمان ایسا کلام نہیں کہہ سکتا ہے محض افترا اور بہتان بندی ہے اور شریف صاحب نے بھی ایسا ہی کہا چنانچہ وکیل صاحب سخت شرمندہ بھی ہوئے اس وقت تک جناب مولانا خلیل احمد صاحب اور شیخ شعیب صاحب سے کوئی ملاقات بھی نہ ہوئی تھی چنانچہ جب یہ خبر مولانا کو پہنچی تو ایک دو آدمیوں کو ساتھ لیکر شیخ شعیب اور مفتی صالح کمال وکیل مجدد صاحب کے پاس گئے اور ہر ایک سے مل کر گفتگو کی جس کا خلاصہ یہ تھا کہ میں نے سنا ہے کہ شریف صاحب کی مجلس میں کسی شخص کی نسبت یہ کہا گیا ہے میں ہی وہ شخص ہوں جس کی نسبت یہ افترا کیا گیا ہے میں ہرگز اس کا قائل نہیں ہوں یہ محض افترا اور بہتان ہے ہاں البتہ امتناع بالغیر کا بوجہ مسئلہ جواز خلف وعدہ وعید کے قائل ہوں جیسا کہ رائے مشہور سلف کی ہے شیخ شعیب نے بہت شد و مد سے کہا کہ میں سنتے ہی سمجھ گیا تھا کہ افترا پردازی ہے اور اس مسئلہ کے جملہ متکلمین قائل ہیں اور اپنی اپنی کتب میں تصریح کر رہے ہیں اور علیٰ ھٰذا القیاس مسئلہ علم غیب میں بھی مولانا نے حسب عقیدہ اور اہل سنت والجماعت تقریر کی جس کی تشریح آئندہ آجاوے گی اور بیان فرمایا کہ ہم اپنے رسالہ براہین میں یہ کہا ہے اور اس مفتری کذاب نے ہم پر بہتان باندھا ہے۔ اصل

عقیدہ میں شیخ شعیب صاحب نے پوری مطابقت فرما کر بہت سی آیات و احادیث حفظ پڑھیں اور بہت زور و شور سے ثابت فرمایا کہ بیشک یہی عقیدہ اہل سنت کا ہے اور یہ قول جو اس مجدد بریلوی کا علم ہر ہر جزئیات کونیہ وغیرہ کا ہے باطل ہے فلاں فلاں وجہ سے ایک عرصہ تک نہایت انبساط اور تہذیب سے آپس میں باتیں ہوتی رہیں بعد ازاں مولانا صاحب ان سے رخصت ہو کر مفتی صالح کمال کے پاس مفتی صاحب موصوف سے ملاقات ہوئی اولاً مفتی صاحب بوجہ ان بالتوں کے کہ ان کو جھوٹ جھوٹ پہنچائی گئیں تھیں کبیدہ خاطر معلوم ہوتے تھے اور کیوں نہ ہوں آخر ہر مسلمان پر ایسی باتوں کا اثر ہونا ضروری ہے مگر جب مولانا نے حقیقت الحال کا انکشاف فرمایا اور میدان تقریر میں جولانی فرمائی تو وہ کبیدگی مبدل بہ فرح و سرور ہو گئی اور جملہ تقریرات حضرت مولانا کو انہوں نے تسلیم فرمایا اور بہت خوش ہوئے۔

الحاصل۔ جب ان دونوں حضرات سے کما حقہٗ مولانا نے من وعن تذکرہ فرمادیا یا تو اب چونکہ سفر مدینہ منورہ کرنا تھا اور چند قافلے اس کے پہلے روانہ بھی ہو چکے تھے اس لئے خود بھی براہ ینبع البحر روانہ بسوئے مدینہ منورہ زادہا اللہ شرفاً و فضلاً برائے زیارت شریفہ ہو گئے اور مجدد صاحب اس وقت تک شریف صاحب کی طرف سے ممنوع عن السفر ہی تھے جب مجدد صاحب نے دیکھا کہ حریف صحیح و سالم نکل گیا اور ہم پھنس گئے تو ایک نئی ترکیب سوچی اور وہ یہ کہ ایک خاص نیا طریقہ کرنا چاہئے جس سے یہ لوگ عموماً نظر عوام و خواص اہل ہند سے گر جاویں اور کوئی اعتبار ان کا نہ رہے اور مقصد اصلی ان کا یہ تھا کہ کسی طرح مولانا خلیل احمد صاحب دام مجدہٗ کی آبرو میں کوئی بٹہ لگے اسی وجہ سے جب سے سفر کا عزم مولانا کا سنا تھا اسی وقت سے تہیہ اپنے سفر کا کر لیا۔ بایں خیال کہ بعد تصنیف براہین قاطعہ مولانا یہاں آنے کی نوبت نہیں آئی ہے میں جا کر لوگوں میں مشہور کرونگا اور ان کی عزت کے درپے ہونگا مگر آپ حضرات بخوبی جانتے ہیں کہ طائفہ اہل حق ہمیشہ مؤید من اللہ رہتا ہے اور کیوں نہ ہو آخر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرما ہی دیا ہے کہ میری امت میں ایک جماعت

حق پر ثابت رہے گی قیامت تک ان کو ضرر نہ پہنچا سکے گا جو شخص دشمن ان کا ہوگا اور نہ رسوا کر سکے گا جو ان کو رسوا کرنے کا قصد کرے۔ اس اثنا میں حضرت مولانا دام مجدہٗ نے حضرت قطب العالم حاجی امداد اللہ صاحب قدس سرہ العزیز کو خواب میں دیکھا کہ آپ نے مولانا کی کمر میں پٹکا باندھا، حضرات گر یہ امداد الٰہی کی تائید کی بشارت نہیں تھی تو اور کیا تھا چنانچہ اس کا ظہور واضح طور پر ہوا مجدد صاحب حج سے پہلے تو بیمار ہو گئے اور کسی کام کے لائق ہی نہیں رہے حج سے فارغ ہو کر جب آئے تو کچھ حرکت کرنا شروع کیا تھا بلائے آسمانی نازل ہوئی اور ان کے اہلِ وطن کا محضر پہنچا اور شریف صاحب کے یہاں سے پرسش اور ریلے دے شروع ہو گئی حضرت مولانا صاحب صاف بتائید اللہ تعالیٰ نسک و ارکینِ حج وغیرہ کر کے باطمینان تمام باہمہ عزت و شوکت روانہ بسوئے بارگاہِ نبوت علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام ہو گئے کوئی بد خواہ ان کے بال کو ٹیڑھا نہ کر سکا۔ الحاصل مجدد صاحب نے ایک رسالہ تصنیف کیا جس میں ہزاروں طرح کی ایسی ایسی چالاکیاں اور بہتان بندیاں کی گئیں جن کو دیکھتے ہی ادنیٰ مسلمان متغیر اپنے عقل و شعور سے نکل کر کلماتِ سب و شتم استعمال کرنے لگے آگے چلکر ہم بعض وجوہ مکر و فریب کو ضرور انشاء اللہ ذکر کریں گے مجدد صاحب کا یہ افسوں بعض بھولے بھالے علماء پر چل بھی گیا خصوصاً بدیں وجہ کہ تعظیم و اکرام علماء اور سادات کا ایسی طرح کیا جاتا تھا کہ جن کو دیکھکر پتھر کا بھی جگر ہو تو پانی پانی ہو جائے جس شخص کو بھی سادات کی طرف منسوب دیکھا اور جانا کہ یہ ذی عزت و شوکت ہے چاہے جاہل سے بھی جاہل کیوں نہ ہو مگر قدموں پر گر پڑے اور چومتے چومتے ہونٹ بھی گھسا دئیے بنظرِ غایتا تذلل اور تضرع ظاہری کا علماء سادات کے سامنے تو ٹھکانا ہی کیا تھا۔ مقصود ان سب امور سے فقط یہی تھا کہ اپنے آپ کو ان لوگوں کی نظر میں نہایت خوش عقیدہ اور محب ثابت کر دیں تاکہ حصول مقصد میں مدد ملے اور صرف یہ امر بھی کافی نہ ہوا بلکہ بعض اور بھی اعمال ان کو جلبِ قلوب کے لئے کرنے پڑے بایں ہمہ جو لوگ محتاط دیندار تھے یا ذکاوت و شعور کا مادہ ان میں قوی تھا اور موافق قولِ نبوی اتقوا فراسۃ

المؤمن فانہ ینظر بنور اللہ" ان کی اول ہی کی گفتگو اور ابتدائی تحریرات بلکہ بلاحظہ صورت و
سیرت ہی سے کھٹک گئے تھے اسی وجہ سے بڑے بڑے مشہور و معروف علما، مدرسین واصحاب
لیاقت نے ہرگز ہرگز ان کی تصدیق و موافقت نہیں کی اور صاف جواب دیدیا چونکہ احقر بڑے
بڑے مشہورین علماء مکہ سے واقف ہے۔ متوسطین اور صاغرین سے زیادہ واقفیت نہیں رکھتا۔ اس
لئے چند اکابر کے خیالات لکھتا ہے جنہوں نے مجدد صاحب کی موافقت فقط اسی وجہ سے نہیں
کی کہ مجدد صاحب کی تحریر رد و تکفیر کو قابلِ اعتبار نہ سمجھا اور جان گئے کہ ضرور اس تحریر میں شائبۂ
نفسانیت و افترا پردازی ہے اور ضرور یہ شخص اصحابِ عقائد باطلہ میں سے ہے۔ حضرت الشیخ
الاجل والفاضل الاجبل وحید عصرہ فرید دہرہ البحر الافہام والحبر القمقام نووی الزمان و رازی
الدوران جناب الشیخ حب اللہ المکی الشافعی یہ اقران شیخ دحلان مرحوم میں سے ہے، علامہ وقت،
صاحب فہم و ذکا متقی و پرہیزگار جملہ علوم میں عموماً اور فقہ شافعی و تفسیر میں خصوصاً، حرمین میں
ان کا کوئی نظیر نہیں۔ عمر بھی تقریباً اسی سے متجاوز ہے ان دنوں آنکھوں سے معذور ہو گئے ہیں اکثر
علماء حرمین ان کے شاگرد ہیں عموماً شوافع سے سنا جاتا ہے کہ مکہ معظمہ میں مذہبِ شافعی میں ان سے
بڑھ کر کوئی عالم نہیں جو شخص کچھ دنوں بھی مکہ معظمہ میں رہ آیا ہے وہ ان سے ضرور واقف ہوگا اور
جس کا جی چاہے حرمین شریفین کے لوگوں سے ان کی حالت دریافت کرلے۔ احقر نے ان کا وصف
کچھ بھی ان کی حالتِ اصلیہ کے مقابلہ میں بیان نہیں کیا غرضیکہ انہوں نے بوجہ احتیاط
مجدد صاحب کے رسالہ کی تصدیق کرنے سے انکار کیا ہے۔ شمس سماء التحقیق بدر فلک التدقیق
جامع المعقول والمنقول حاوی الفروع والاصول امام المحدثین و رئیس المفسرین مولانا الشیخ
شعیب المالکی دامت برکاتہم الامام والخطیب بالحرم الشریف المالکی علیٰ ہذا القیاس ان کا حلقہ
درس سب سے بڑا حرم محترم میں ہوتا ہے اور ہزار ہا احادیث ان کو مع اسناد متن حفظ یاد
ہیں حضرت الامام الجلیل والفاضل النبیل مرکز الذکاوۃ والقوۃ رئیس الشجاعۃ والسخاوۃ
مقدام فرسان المعقولات الجامع قصبات السبق فی میادین المنقولات مولانا الشیخ احمد

فقیہ الامام والخطیب بالحرم الشریف دام فضلہ آمین۔ یہ صاحب بھی نہایت تیز طبع ذی علم شخص ہیں۔ دونوں حضرات حرم محترم کی نسبت تعلق خدمت امامت وخطابت کا رکھتے ہیں بوجہ غزارت علم وفطانت اعلیٰ درجہ کے علماء سے شمار ہوتے ہیں شریف صاحب کے ندماء میں سے ہیں۔ حضرت رئیس العلماء العالمین وسید الفضلاء الکاملین الماہر فی صناعات العربیہ الفائق علی الاقران فی الفنون الادبیہ سید المحدثین وامام المتکلمین مولانا الشیخ عبد الجلیل آفندی الحنفی قدس اللہ سرہ العزیز نہایت معمر وصالح شخص تھے۔ حرمین کے مشہور معروف علماء واتقیاء میں سے شمار ہوتے تھے علم ادب میں ان کا نظیر کوئی نہ تھا۔ علاوہ علم ادب دیگر علوم میں بھی دسترس کامل رکھتے تھے۔ ابتدائے ۲۷ھ میں ان کی وفات ہوگئی اگرچہ مدینہ منورہ کے علماء میں سے تھے مگر چند سال سے مکہ معظمہ میں آگئے تھے۔ جب مجدد بریلوی صاحب وہاں رونق افروز ہوئے تو یہ مکہ میں ہی موجود تھے ان کے پاس بھی اپنا رسالہ لیکر اعلیٰ حضرت بریلوی تشریف لے گئے تھے مگر چونکہ وہ تجربہ کار ذی عقل وشعور بڑی عمر کے شخص تھے فوراً پہچان گئے کہ یہ شخص قابل اعتبار نہیں یہ چاروں شخص بہت بڑے اور مشہور علماء مکہ میں سے اس وقت تھے۔ علم وفضل وکمال میں جو حالت ان کی ہے ہرگز ان لوگوں کی نہیں ہے جن کی مہریں اور تصدیقیں مجدد التضلیل کو ہاتھ لگی ہیں جس شخص کا جی چاہے خود اہل مکہ سے ان کی حالت معلوم کرلیوے علاوہ ازیں اور بھی بہت سے علماء ہیں جو اب تک موجود ہیں اور انہوں نے کسی طرح ان کی تصدیق کرنے پر قلم نہ اٹھایا۔ البتہ جو لوگ طالب شہرت تھے یا بوجہ اپنی سادگی کے ان کے دام تزویر میں آگئے انہوں نے مہر ودستخط میں تاخیر ہرگز نہ کی ان اسامی میں جن کو مجدد صاحب نے اہل مکہ سے نقل کئے ہیں بہت سے ایسے ہیں کہ جن کو قوت علمیہ میں کوئی دخل نہیں اور نہ وہ درس وتدریس کے ساتھ مشتغل ہیں علماء مکہ میں ان کا شمار بھی نہیں ہوتا اگر ہم اس درجہ کے ان علماء کو ذکر کریں جنہوں نے ان کی مخالفت کی تھی تو ایک دفتر مستقل تیار ہو جائے۔ مگر ان چار مشہور علماء پر کفایت کرتے ہیں۔

اب کچھ حال مدینہ منورہ کا سنئے، چونکہ احقر اس وقت مدینہ منورہ میں موجود تھا۔ اس لئے وہاں کے احوال اس سے بھی زیادہ بیان کر سکتا ہے مگر تطویل رسالہ کے خیال سے اجمالاً عرض کرتا ہے یہاں بھی وہی طریقہ فریب دہی اور اظہار اخلاص کا زائد از حد برتا نہایت اخفاء کے ساتھ بعد چند روز قیام کرنے کے خاص خاص لوگوں پر رسالہ پیش کیا اور چونکہ چند ابحاثِ غریبہ ہیں جن میں علماء حرمین کو کبھی نظر اور فکر کی نوبت نہ آئی تھی اور انہوں نے کچھ اقوال یاد کر رکھے تھے ان کا مذاکرہ مجالس میں کرتے رہتے تھے جس سے لوگوں کو کچھ خیال علمیت کا ان کی طرف اولاً ہو گیا ادھر صاحبزادے صاحب نے مشہور کر دیا کہ ابا جان شہر علم ہیں، امام اور فاضل اجل ہیں کہیں جذر و مکعب کا ذکر کیا کہیں العلم المطلق اور مطلق العلم کا مسئلہ چھیڑا کہیں نوٹ پر گفتگو کی کہیں بعض ابحاث فرعیہ پر بحث چھیڑی، کہیں تین سو رسالوں کا مذاکرہ کیا اور کہیں مناظراتِ عجیبہ و اسکاتِ خصوم کا افتخار ظاہر کیا۔ لوگوں نے اولاً یہی خیال کیا کہ صاحبزادے صاحب جو کہ شہر علم کا امام بنا رہے ہیں بہت ٹھیک ہے۔ مگر باوجود ان سب باتوں کے نہایت خفیہ طور پر اس رسالے پر مہریں کرائی گئیں، چونکہ ابتداءً یہاں مثل مکہ معظمہ کے کوئی جھگڑا پیش نہیں آیا تھا اس لئے لوگ خالی الذہن تھے بعض بعض لوگ فریب میں آ گئے اور اکثر علماء مدینہ بالکل فریب میں نہ آئے خصوصاً جو لوگ زیادہ تر مشہور و معروف ہیں ان کے نام بھی میں ذکر کروں گا بعض حضرات کو آخر میں تنبہ ہوا اور اسی وجہ سے اکثر اہل مدینہ نے شرط لگا دی کہ اگر یہ قول ان لوگوں کا ہے تو ایسا حکم ہے حالانکہ وہ فریب بازی اس رسالہ میں کی گئی تھی کہ جو شخص سکان حجاز میں کچھ عقل رکھتا ہوا دیکھتا بلاشبہ وہ تصدیق و تکفیر کرتا مگر مجدد کی بے اعتباری پر لوگوں کو شرط لگانا پڑی۔ مولانا سید احمد برزنجی مفتی شوافع انہوں نے اولاً یہ خیال کیا کہ بیشک یہ شخص قابلِ اعتماد و ذی علم معلوم ہوتا ہے اسی وجہ سے ان کے رسالہ کی تصدیق فرمائی اور لوگوں کو ترغیب اس کی دی مگر جب ان کی آخری ملاقات سید عبداللہ مدنی کے مکان پر شب کو ہوئی اور مسئلہ علم غیب میں گفتگو ہوئی اسی وقت ان کی حقیقت علمی و اعتقادی کھل گئی اور ان کو اپنے فعلِ سابق پر تأسف

ہوا اسی وقت تقریظ اپنی منگا کر اپنی مہر کو مٹا دیا اور کہا معلوم ہو گیا کہ تم لوگ اہلِ ضلال و فساد میں سے ہو اور سخت گفتگو کی نوبت آئی خود مفتی صاحب نے بیان فرمایا کہ دوسرے روز مجدد المضلین صاحب نے اپنے فرزند ارجمند کو میرے مکان پر بھیجا اور اس نے آکر میرے پیر اور ہاتھ چومے اور کہا کہ مہربانی فرما کر اس تقریظ پر پھر مہر کر دیں اور اس کی تصدیق سے اعراض نہ فرما دیں کیونکہ ان امور میں آپ سے کوئی مخالفت نہیں ہے باقی رہا مسئلہ علم غیب یہ اگرچہ آپ کی رائے میں ہماری رائے کے خلاف ہے پس اس کو علیٰ حالہٖ باقی رہنے دیجئے اور علاوہ اس کے نہایت تذلل اور عجز کے کلمات و افعال کئے، مفتی صاحب نے بہت کچھ سخت سست رہا بالآخر اس کی عاجزی تذلل پر ترس کھا کر یہ فرمایا کہ خیر پھر مہر کئے دیتا ہوں مگر اس بات کو جان لینا کہ یہ مہر تم کو نفع دینے والی نہیں کیونکہ میں نے شرط لگا دی ہے اگر ان لوگوں کا یہی عقیدہ ہے جو اس نے ذکر کیا ہے تو البتہ یہ حکم ہوگا پس اس عبارت کی وجہ سے تمہارا مقصد ہرگز حاصل نہ ہوگا آپ حضرات غور فرما کر معلوم کر سکتے ہیں کہ جب عموماً علماء حرمین نے اپنی اپنی تقاریظ میں شرط لگا دی ہے تو یہ حرمین کی سیف (تلوار) حقیقت میں اسی کذب کی گردن کو کاٹ رہا ہے اور جن لوگوں نے نہیں شرط لگائی ان کا بھی مقصد "باین شرط" ہے چنانچہ ان لوگوں نے متعدد مرتبہ ذکر کیا مفتی صاحب اس آخری ملاقات کے بعد نہایت پُرغضب و خشمناک ہو گئے تھے۔ اور انہوں نے اسی دن سے ایک رسالہ مرتب فرمانا شروع کیا جس میں تمام بحث اس شب کی ذکر کی جو مجدد صاحب سے پیش آئی تھی اور اس کو اچھی طرح سے واضح کر کے بیان کیا اور ثابت کر دیا کہ مذہب اہل سنت والجماعت کا اس مسئلہ میں وہ نہیں جو مجدد المضلین کا دعویٰ ہے یہ عقیدہ خلاف اہل سنت والجماعت اہل ضلال کا ہے۔ بریلوی صاحب کی مقدار علمی اور اصلی حالت کو اس میں خوب ذکر فرمایا ہے۔ صاحب تمہید شیطانی تو ان الفاظ پر پھولے نہیں سماتے جو بعض لوگوں نے مجدد المضلین کی شان میں اپنے حسن واخلاق کی وجہ سے کہدیئے تھے یا بعض نا واقفیت اور سادہ لوحی کی بناء پر ذکر کیا تھا مگر مہربانی فرما کر ان الفاظ کو

بھی دیکھیں جن کو مفتی برزنجی صاحب اور جملہ علماء مدینہ نے ارشاد فرمایا تھا۔ وہ رسالہ اسی وقت ہندستان میں شائع ہونے کے واسطے بھیجا گیا مگر مجدد صاحب کے ہم وطن لوگ مولوی منور علی صاحب سے چھپوانے کے واسطے لیگئے اور بالآخر امروز فردا میں ابتک ڈالے رکھا اب مولوی صاحب موصوف نے اس کو اپنے اہتمام سے چھپوایا ہے جس سے معلوم ہو جائے گا کہ سیف حرمین نے خود بریلوی صاحب کا گلا کاٹا ہے ان کو اور ان کے متبعین کو ان الفاظ پر دھوکہ نہ کھانا چاہئے بریلوی صاحب کی حالت جب اس شب کی گفتگو میں یہ ہوئی اور مفتی صاحب اس طرح ان سے بگڑ گئے اور مسائل میں اختلاف ہوا تو ان کو خوف ہوا کہ مبادا کری کرائی محنت سب غارت ہو جائے کیونکہ اب تو یہاں کے اکابر سے مخالفت شروع ہوئی اور ایک مجلس میں مجھے سکوت کرنا پڑا ہے پس اور لوگ بھی اگر اس مسئلہ کی وجہ سے مخالف ہو گئے اور علمی گفتگوؤں کی نوبت آئی تو بالکل قلعی کھل جائے گی۔ اور یہ مہریں اور تصدیقات چھن جاویں گی اس لئے اب فرار اختیار کرنا چاہئے۔ چنانچہ یہ جا وہ جا۔ بہت جلد مدینہ منورہ سے بھاگ آئے اور بمبئی میں آکر یہ مشہور کیا کہ ہم نے جملہ علماء حرمین کو ساکت و عاجز کر دیا بھلا اس دروغ گوئی کا کیا ٹھکانہ ہے کوئی ان سے پوچھے کہ بعد عشاء کے آپ کے مکان پر شیخ عبدالقادر طرابلسی شیبی سے کیا گفتگو ہوئی تھی اور کس کو عاجز و ساکت ہونا پڑا تھا۔ آفندی ماموں بری صاحب کے مکان پر جب آپ تصدیق کرانے کے لئے گئے تھے تو کیوں انہوں نے تصدیق نہیں کی اور کیا گفتگو ہوئی جس میں آپ کو نیچا دیکھنا پڑا۔ مفتی برزنجی صاحب سے کیا پیش آیا کہ حسین احمد (صاحب) نے جب بذریعہ سید اسحاق صاحب بردوائی مناظرہ کی استدعا کی تھی تو کیوں مناظرہ سے فرار کیا تھا اور یہ جانکر کہ اس کے اساتذہ یہاں موجود نہیں اور ملک ہندستان جہاں وہ حضرات موجود ہیں کئی ہزار میل ہے یہ بہانہ لیا تھا کہ تم ہمارے قرین نہیں ہو اپنے اساتذہ کو لاؤ۔ آپکے صاحبزادے صاحب نے شیخ عبدالقادر شیبی کے مکان پر مسئلہ علم غیب میں کیسا نیچا دیکھا تھا۔ دیکھئے بڑے بڑے مدرسین و علماء کرام نے ان

کی موافقت وتصدیق نہ کی حضرت الشیخ الاجل والامام الا والاحد الاکمل رئیس الصوفیۃ الکرام امام الفقہاء الفخام مولانا الشیخ یسین المصری الشافعی جو کہ صحیح باب الرحمۃ کے پاس تصوف اور فقہ شافعی کا درس دیتے ہیں تقریباً ستر اسّی آدمی حلقۂ درس میں ہوتے ہیں حضرت امام العلماء الکاملین رئیس الفقہاء العاملین سند المحدثین وسید المفسرین مولانا الشیخ عبد اللہ النابلسی الحنبلی جو کہ بعد مغرب وعصر وظہر حدیث وتفسیر وفقہ حنبلی وغیرہ کا درس دیتے ہیں اور نہایت معمر اور بزرگ شخص ذی علم وتقویٰ ہیں اور اعلیٰ درجہ کے مدرسین میں شمار ہوتے ہیں حضرت العالم الجلیل والفاضل النبیل ذو المجد الثاقب والرائی الصائب ابوحنیفۃ الزمان وابن مالک الدوران مولانا الشیخ عبد الحکیم صاحب البخاری الحنفی یہ بھی معمر اور صالح معتمد مدرسین حرم شریف میں سے ہیں۔ بعد از ظہر وعصر وقبل از ظہر حرم محترم میں درس فقہ وحدیث وغیرہ دیتے رہتے ہیں مدرسہ آوزمکیہ کے مدرس اعلیٰ بھی ہیں حضرت شمس العدالۃ والبہاء وبدر الذکاوۃ والسخاء محی السنۃ البیضاء ومبید البدعۃ الشوہاء علم المحققین وفخر المحدثین حضرت السید ملا سنقر البخاری الحنفی یہ شخص نہایت صالح اور متقی ہیں۔ صبح وظہر وعصر ومغرب کو ہمیشہ علوم مختلفہ میں درس کتب دیتے رہتے ہیں ہزاروں طلبہ ان سے مستفید ہیں۔ حضرت جنید الزمان ومزلی الدوران ترمذی عصرہ وبوصیری دہرہ مولانا الشیخ السید امین رضوان الشافعی نہایت معمر اور صالح شخص ہیں۔ دلائل الخیرات کی اجازت دینے والے شخصوں میں ان سے بڑا اس وقت کوئی نہیں۔ صبح اور مغرب کے بعد درس حدیث کا اور فقہ شافعی کا دیتے رہتے ہیں حضرت عمدۃ الخلف الصالحین وفخر السلف العارفین منبع الحنیفیۃ ومخزن الفیوض المصطفویۃ مولانا الشیخ الآفندی مامون بری شیخ الخطباء الحرم الشریف المدنی نہایت صالح اور ذکی شخص ہیں بعد نماز ظہر درس فقہ حنفی کا دیتے رہتے ہیں قائم مقام شیخ الخطباء اور امام وخطیب ہیں حضرت رئیس العلماء الزاہدین امام الفضلاء المتورعین سند الفقہاء

المحققین سید القضاۃ المدققین مولانا الشیخ فالح الظاہری المالکی یہ بھی معمر اور صالح
شخص ہیں علم حدیث اور فقہ مالکی میں نہایت معروف ہیں بوجہ بعض امراض کے گھر پر ہی درس
دیتے ہیں حضرت الحاکم الشریعۃ الغراء والقائم باحیاء الحنیفیۃ البیضاء
رئیس القضاۃ والحکام محی العدل والانصاف فی بلدۃ سید الانام مولانا
القاضی دام عزہٗ یہ وہ علامہ ہیں جو سلطان المعظم خلد اللہ ملکہٗ کی طرف سے حاکم شرعی ہو کر
مدینہ منورہ میں ہر سال تبدیل ہو کر آتے ہیں۔ عالم الجلیل ہونا شرط ہے حضرت السید الفخیم
والمقدام العظیم البحر الفہام والبحر القمقام مولانا الشیخ نائب المفتی یہ بھی
ایک شخص معمر ذی علم و فتویٰ ہیں شیخ اسماعیل آفندی ترکی زمانہ دراز سے وہاں مشغلۂ علمی
رکھتے ہیں علاوہ ان کے اور بھی علماء مدرسین و معتبرین ہیں۔ جیسے سید عبد اللہ اسعد حنفی
و شیخ موسیٰ ازہری مالکی و شیخ محمد مہدی مالکی و مولانا محمد حماد آفندی الحنفی و ابوبکر آفندی الحنفی و عمر
آفندی امین الفتویٰ آفندی عمر الشافعی الکردی شاعر المدینہ و شیخ یٰسین الشافعی جبرتی نقیب
الفتویٰ و شیخ احمد السنادی المالکی و شیخ احمد آفندی الحنفی امام طابور و شیخ عیسیٰ آفندی بوسنوی حنفی
و شیخ احمد الحنبلی و ملا خان محمد بخاری و ملا عبد الرحمان بخاری و شیخ عبد الوہاب آفندی ارزنجانی
وغیرہ وغیرہ جن کے اسماء و احوال لکھنے کے لئے دفاتر کی ضرورت ہے اختصار کے واسطے فقط
ان مشہورین پر اکتفاء کیا گیا۔ یہ وہ لوگ ہیں جو اکثر مشغلۂ درس و تدریس رکھتے ہیں اور
جیسے اشخاص کہ مجدد صاحب نے اہل مکہ کے اپنی تصدیق کے واسطے لکھے ہیں اکثر ان میں کے
ایسے مرتبے کے ہیں کہ مخالفین بریلوی صاحب کے اس درجہ کے ہزاروں تک دونوں
جگہوں میں پہونچ سکتے ہیں۔ اگر آپ حضرات کو احقر کے کہنے پر اعتماد نہ ہو تو آپ بذریعہ خطوط
یا ان اشخاص کے ذریعہ سے جو ہر سال جاتے رہتے ہیں دریافت کر لیجئے مگر یہ لوگ اہل
شہر سے ملیں خصوصاً طلبہ سے تاکہ اہل علم کی معرفت حاصل ہو چونکہ احقر عرصہ سے وہاں رہتا ہے
مشغلہ بھی سوائے علم کے دوسرا نہیں اس لئے جزئیات و کلیات علمیہ سے وہاں کے بخوبی

واقف ہے ۔ الحاصل مجدد المضلین اور ان کے اتباع کو ہرگز مایۂ افتخار یہ تصدیقات نہ ہونی چاہئیں کیونکہ اولاً یہ سب افترا اور دھوکہ ہی پر موقوف ہیں جن کے وجوہ ہم آگے ذکر کریں گے۔ ثانیاً خود علماء مدینہ نے جنہوں نے ان کی موافقت کی تھی۔ بعد اطلاع حال و کشف خیال ان کی تضلیل و تجہیل کی اور رد میں رسالہ لکھکر سبھوں نے اس پر مہر کی ہے۔ ثالثاً مخالفین ان کے اکثر معتمدین و علماء و مدرسین ہیں جنہوں نے ہرگز موافقت درست نہ رکھی ۔ اہل مکہ کو بھی بعد کو تنبہ ہوا۔ چنانچہ جب ۱۳۲۵ھ ہجری کے رمضان المبارک میں شیخ حبیب اللہ صاحب مدینہ منورہ تشریف لائے تو انہوں نے اسی مجلس میں جسمیں شیخ عبد القادر صاحب طرابلسی الشیبی بھی موجود تھے بیان کیا کہ اس سال ایک فتنہ مکہ معظمہ میں ہوا، ایک ایسا گمراہ شخص آیا تھا اور تمام قصہ بیان کر کے کہا کہ بعض نوعمر ناتجربہ کار اور بعض معمر اور سادہ لوح اس کے ساتھ ہو گئے تھے۔ لیکن شریف صاحب نے ان لوگوں کو بہت سی تہدیدات وغیرہ کیں اور وہ لوگ اپنے فعل پر پشیمان ہوئے۔ شیخ عبد القادر صاحب طرابلسی شیبی کا بیان ہے کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ چند پائخانے بنے ہوئے ہیں اور جو لوگ اس رسالہ پر تصدیق کر رہے ہیں وہ لوگ ان پائخانوں میں جاتے ہیں چنانچہ میں بھی جانے کا قصد کر رہا ہوں۔ اس خواب کے دیکھنے کی وجہ سے ان کو تنبہ ہوا اور بہت ٹال مٹول مہر کرنے میں کی لیکن جب مفتی شافعی نے زور دیا تو تقریظ وہ لکھی جس کی کیفیت ناظرین پر ظاہر ہے اس کی کچھ حالت ہم آگے ظاہر بھی کریں گے۔

صاحبو! ان دونوں واقعوں کی تصدیق کرنا اگر آپ کو منظور ہو تو آپ بلاواسطہ خط بھیجکر شیخ عبد القادر صاحب طرابلسی الشیبی سے مدینہ منورہ میں دریافت کرلیں الحاصل حقر جب ہندستان میں وارد ہوا تو دیکھا کہ اس رسالہ کو بہت سے کندۂ ناتراش جن کو الف کے نام ب بھی نہیں آتا لئے ہوئے جا بجا پھرتے ہیں اور لوگوں کو ترغیب دیکر اس کی اشاعت کی فکر کر رہے ہیں اور بہت سے اسی مجموعۂ دشنام کو لئے ہوئے دربدر دوکان دوکان کوڑی کوڑی چندہ وصول کرتے ہوئے پھر رہے ہیں اس لئے مناسب خیال کیا گیا کہ لوگوں کو اطلاع کے واسطے ایک

مختصر رسالہ موسومہ "الشہاب الثاقب علی المسترق الکاذب" شائع کیا جاوے کہ جس میں حضرت مجدد المضلین کی افتراء پردازی و دروغ گوئی اور بے لوث اکابر کرام پر بہتان کی حقیقت اور مکائد کی تفصیل معلوم ہو جائے جو انہوں نے اپنی خواہش نفسانی اور ہوائے شیطانی کے پورا کرنے میں کی تھی اور جس کے غم و ہم میں شب و روز لگے رہتے ہیں اس مختصر رسالے میں دو باب ہیں اور خاتمہ۔

بابِ اوّل۔ فتوی لینے میں جو دھوکہ اور کید و فریب کیا گیا اس کا بیان۔ اور اس کے بہت سے وجوہ ہیں۔ **باب ثانی**۔ در اظہار افتراء پردازی بر اکابر و تفصیل اجوبہ اور اس میں نو فصلیں ہیں۔ **فصل اول**۔ در تفصیل اتہام بر مولانا نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ **فصل ثانی**۔ در تفصیل ختم نبوت اجمالاً۔ **فصل ثالث** در تفصیل تہمت بر مولانا گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ **فصل رابع** در تفصیل مسئلہ امکان و امتناع۔ **فصل خامس**۔ در تفصیل تہمت بر مولانا سہارنپوری دام مجدہٗ **فصل سادس** در تفصیل عبارت براہین قاطعہ **فصل سابع**۔ در تفصیل تہمت ثانی بر حضرت مولانا سہارنپوری دام مجدہ **فصل ثامن** در تفصیل تہمت بر مولانا تھانوی دام مجدہ **فصل تاسع** در توضیح عبارت مولانا تھانوی در حفظ الایمان۔

باب اوّل

فتوی لینے میں جو دھوکہ اور کید و فریب بازی کی گئی اس کا بیان

کیدِ اول (یعنی پہلا فریب) جن میں عالمانِ دیوبند کی نسبت کفر کا فتوی حرمین سے حاصل کیا ہے

ان پر وہ جھوٹے الزام واتہام لگائے گئے ہیں جن سے وہ بالکل بری اور پاک ہیں اور وہ عقیدے اور خیالات ان کی طرف منسوب کئے گئے ہیں جن سے وہ مقدس عالمانِ ہندستان سخت بیزار ہیں۔ اور خود بھی ان کو کفر سمجھتے ہیں۔ حرمین شریفین کے عالموں نے اسی سوال کے مطابق جواب دیدیا اور ایسا عقیدہ رکھنے والوں پر کفر وشرک کا فتویٰ لگا دیا کیونکہ ہر شخص جانتا ہے کہ جیسا سوال ہوتا ہے ویسا ہی جواب لکھا جاتا ہے۔ اگر یہی سوال لکھکر اور کسی شخص پر یہی الزام اور بہتان لگاکر ہندستان کے ان مقدس عالموں کے سامنے پیش کیا جائے تو وہ بھی کفر وشرک کا حکم لگا دیں گے۔ چنانچہ متعدد فتوے حضرت مولانا گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں آئے کہ جو شخص شیطان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اعلم کہے خدا کو جھوٹا کہے اس کا کیا حکم ہے تو آپ نے فتویٰ اس کے کفر کا دیا اور ہم فتاویٰ سے ان کی عبارت بھی نقل کریں گے اس لئے حرمین شریفین کے بعض عقلمند اور پر احتیاط عالموں نے یہ لکھدیا ہے کہ اگر سائل کا بیان صحیح ہے اور ان لوگوں کا فی الحقیقت یہی عقیدہ ہے تو وہ کافر وجہنمی ہے۔ چنانچہ بطور نمونہ چند عالموں کا قول فتویٰ میں سے نقل کیا جاتا ہے ایک عالم فرماتے ہیں:۔ من قال بھٰذہ الاقوال معتقدا لہا کما ھی مبسوطۃ فی ھٰذہ الرسالۃ الاشبہۃ انہ من الضالین یعنی جو شخص ان باتوں کا قائل ہو اور جس تفصیل سے اس رسالہ میں لکھا ہے اسی تفصیل سے اعتقاد رکھتا ہو وہ بلاشبہ گمراہ ہے ملاحظہ ہو تقریظ نمبر ۲ صفحہ نمبر ۲۰ سطر ۲ حسام الحرمین یعنی فتوی عربی مؤلفہ بریلوی خذلہ اللہ تعالی دوسرے عالم لکھتے ہیں فہم والحاصل ماذکرت کفرۃ مارقون یعنی اگر فی الحقیقت ان لوگوں کا یہی خیال ہے جو تم نے لکھا ہے تو وہ کافر ہیں خارج از دین ہیں۔ ملاحظہ ہو

تقریظ نمبر ۲ صفحہ ۲۴ سطر ۵ تیسرے عالم فرماتے ہیں ومن ادعیٰ ذالک فقد کفر یعنی جو اس کا دعویٰ کرے وہ بے شک کافر ہے ملاحظہ ہو تقریظ نمبر ۳۲ ص ۱۲۸ سطر ۱۶) چوتھے عالم نے تو نہایت ہی احتیاط کی اور بہت تفصیل سے یہ لکھا ہے کہ اگر ان لوگوں سے وہ باتیں ثابت ہو جائیں کہ جن کو بریلوی شیخ جلّی نے لکھا ہے یعنی غلام احمد سے دعویٰ نبوت کا اور مولانا رشید احمد صاحب و مولانا خلیل احمد صاحب و مولانا اشرفعلی صاحب سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین تنقیص ثابت ہو جائے تو ان لوگوں کے کفر میں اور واجب القتل ہونے میں کچھ شک نہیں، عربی عبارت یہ ہے، ان ثبت عنہم ما ذکرہ ھذا الشیخ من ادعاء النبوت للقادیانی وانتقاص النبی صلی اللہ علیہ وسلم من رشید احمد وخلیل احمد واشرف علی المذکورین فلاشک فی کفرھم و وجوب قتلھم ص۱۱۸ تقریظ ۲۹

پانچویں جگہ طویل تحریر میں یہ الفاظ ہیں ھذا حکم ھولاء الفرق والاشخاص ان ثبت عنہم ھذہ المقالات الشنیعۃ۔ یعنی یہ اگر برے قول فی الحقیقت ان لوگوں کے ہوں تب ان کا یہ حکم ہے جو ہم نے لگایا ہے۔ (تقریظ نمبر ۳۲ ص ۱۳۴)

کسی منصف مزاج نے تو احتیاط نصیحت کا حق خوب نبھایا اور اسی جرم میں ان کی مختصر تقریظ سب سے آخر میں ڈالدی گئی ہے۔ وہ کہتے ہیں فاذا ثبت وتحقق ما نسب الی ھولاء القوم مما ھو مبین فی السوال فعندہ ذالک یحکم بکفرھم یعنی اگر پایۂ ثبوت کو پہنچ جائے اور متحقق ہو جائے وہ بات جو کہ ان لوگوں کی طرف منسوب کیگئی ہے جو سوال میں بیان کی گئی ہیں تب ان کے کفر کا حکم لگایا جائیگا۔ (ص۱۵۰ سطر ۱۰)

اپنے اردو رسالے میں خود ہی بریلوی عالموں تے اقوال کا خلاصہ لکھا ہے وہاں نقل کیا ہے کہ "جو ان اقوال کا معتقد ہو وہ کافر گمراہ ہے (ص۳ سطر ۱۱) آگے چلکر نقل کیا ہے کہ جو حال تم نے بیان کیا اس پر وہ کافر دین سے باہر ہیں۔ (ملاحظہ ہو تمہید ص۳ سطر ۱۰)

ان بزرگوں کے اقوال کا نمونہ دیکھنے سے چند باتیں معلوم ہوئیں اور جن حضرات

کے کلام میں یہ شرط ثبوت مذکور نہیں ان کا بھی مطلب یہی ہے کیونکہ حکم تو اس شخص پر ہے جو ان امور کا معتقد ہو اول یہ کہ الزام اتہام جوان بزرگوں پر لگائے گئے ہیں وہ اس انتہا کو پہنچ گئے ہیں کہ ان حضرات علماء کو بھی خود بخود شبہ ہو گیا ہے کہ شاید یہ باتیں محض افترا اور تہمت ہوں۔ اس لئے انہوں کلمات احتیاط کے لکھے ہیں تاکہ جو کچھ وبال ہو وہ بریلوی کی گردن پر رہے ہم بری ہیں۔ دویم یہ کہ انہیں عالموں نے فتوی دیا ہے جوان مقدس عالمان ہند سے بالکل کسی قسم کی واقفیت نہیں رکھتے تھے۔ (جیسا کہ ہم نے کید ہشتم میں ذکر کیا ہے) اور وہ اگر واقف ہوتے اور ان حضرات کو خدانخواستہ بالیقین فاسد العقیدہ اور قابل تکفیر سمجھتے تو ان احتیاطی الفاظوں اور عبارتوں کی کیا ضرورت تھی اور اگر ان کی بزرگی اور تقدس سے واقف ہوتے تو ان کے متعلق ایسا حکم کیوں لکھتے چنانچہ ذرا سی عقل رکھنے والا بھی ادنیٰ تامل سے اس امر کو سمجھ سکتا ہے۔ سوم حرمین شریفین کے لوگ بھی مقدس بزرگان ہند کے ہم عقیدہ ہیں لیکن چونکہ سوال میں ایسی باتیں لکھی تھیں جو بالاتفاق کفر ہیں لہذا دھوکہ میں آکر فتوی دیدیا۔

حضرات پھر خیال کیجئے کہ جب علماء نے خود یہ لکھدیا کہ جن لوگوں کا ایسا عقیدہ ہو وہ کافر ہیں تو ان بزرگوں کو کیا ضرر ہوا اور ان پر کفر کیسے لگ گیا ان کا یہ عقیدہ ہے نہ خیال اگر لگا تو اس پر لگا جس نے بہتان تراشے اور مکہ معظمہ و مدینہ طیبہ کے عالموں کو دھوکہ دیا اور حلال سمجھا دھوکہ کو اور سفر حرمین شریفین کیا اسی دھوکہ دہی کے لئے۔

کیدِ دوم جو بہتان اور تہمت ان بزرگوں پر لگا کر کفر کا فتوی حاصل کیا گیا ہے۔ اس کی کسی قدر تفصیل ملاحظہ کیجئے۔ اور مجدد التضلیل کے ناشائستہ افعال پر لاحول پڑھئے۔

کید ثانی اور عظیم بہتان لکھتے ہیں کہ یہ سب لوگ ضروریات دین کا انکار کرتے ہیں اور خدا تعالیٰ اور رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم کو گالی دیتے ہیں۔ عربی عبارت یہ ہے۔ وانکروا ضروریات الدین وسبوا اللہ رب العالمین وسبوا رسولہ الامین المکین ملاحظہ ہو حسام الحرمین صفحہ ۱۴ اور تمہید شیطانی صفحہ ۱۴۴ پر لکھا ہے۔ "جب صاف صریح انکار ضروریات دین و دشنام دہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رسول رب العالمین آنکھ سے دیکھی"۔ مگر اتنی ہمت نہ ہوئی کہ کوئی مثال بھی دیدیتا کہ مولانا رشید احمد رحمۃ اللہ علیہ اور مولانا اشرف علی صاحب یا حضرت مولانا محمد قاسم صاحب رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ نے کونسی ضروریات دین کا انکار کیا ہے۔ البتہ مرزا غلام احمد بعض ضروریات دین کا منکر تھا مگر اس کو ان سے کیا واسطہ اور کیا تعلق اس کا عقیدہ سب کے ساتھ کیسے چسپاں ہو سکتا ہے۔ اس کی تضلیل و تکفیر یہ سب اکابر خود ہی کرتے ہیں اور بارہا ان کے فتوے اور اشتہارات اس کے بارہ میں چھپ چکے ہیں۔ دیکھو الخطاب المليح۔

کید ثالث بہتان قبیح

قادیانی کے تمام عقائد باطلہ اور دعویٰ نبوت اور دعویٰ مہدیت و مجددیت اور اپنے آپ کو عیسیٰ علیہ السلام سے افضل تبلانا اور وحی کا دعویٰ کرنا وغیرہ وغیرہ کو تین چار ورق میں تفصیل سے لکھنے کے بعد چند بزرگان و مقتدایان ہندستان کا نام لیکر کہتا ہے کہ یہ سب باہم بڑی آفت میں شریک ہیں۔ صرف بعض امور میں اختلاف ہے۔ چنانچہ بکتا ہے کہ فھولاء مع اشتراکھم فی تلک الداھیۃ الکبریٰ مفترقون فیما بینھم علی آراء۔ ترجمہ۔ پس لوگ باوجود مشترک ہونے ان کے اس بڑی مصیبت میں مفترق ہوئے آپس میں چند رایوں مختلفہ پر (ملاحظہ ہو صفحہ ۱۲ سطر ۱۵) صرف علماء حرمین کو دھوکہ دینے کے لئے غلام احمد قادیانی کے عقائد کو ان بزرگان اہل سنت کیساتھ خلط ملط کر کے لکھا ہے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ سب لوگ ایک ہی عقیدہ اور خیال کے ہیں۔ کچھ خفیف سا اختلاف ہوگا چونکہ مرزا غلام احمد باتفاق اہل سنت والجماعت گمراہ ہے۔

اور فی الحقیقت ضروریات دین کا منکر ہے، لہٰذا اہل حرمین نے کفر اور ارتداد کا فتویٰ دیدیا اور سب پر ایک حکم لگا دیا کیونکہ وہ سب کو یکساں سمجھے اور کیسے نہ سمجھتے جبکہ ایک چالباز مفتری کذاب نے صاف لکھدیا کہ یہ سب لوگ باہم شریک ہیں، مگر ہندستان کے عالموں پر بریلوی مجدد التضلیل کا یہ جال نہ چل سکا، کیونکہ وہ خوب جانتے ہیں ع

کجا عیسیٰ کجا دجّال ناپاک

کجا یہ مؤمنین پاکباز اور کجا مرزا مدعی نبوت بے نماز" البتہ قادیانی کے عقائد میں بریلوی شریک ہے اس لئے کہ یہ بھی دعویٰ کرتا ہے کہ میں اس صدی کا مجدد ہوں۔ ملاحظہ ہو ص۱۵ تمہید ایمانی)

ابتداء میں مرزا نے بھی صرف یہی دعویٰ کیا تھا بتدریج ترقی کی ہے اسی طرح بریلوی کا حال ہے۔ بناءً علیہ انہیں حج و زیارت نصیب نہ ہوئی اور یہ گئے بہ نیت مکر و افتراء جانیسے نہ جانا بہتر دنیا کی رسوائی اور آخرت کا وبال ساتھ لائے۔ بریلوی مجدد المفترین نے نہ خدا سے خوف کیا نہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے شرم کی مکہ معظمہ و مدینہ طیبہ میں شیطنت کا جال پھیلایا مگر وہاں بھی وہی حضرات دھوکہ میں آئے جو بزرگان ہند سے ذاتی واقفیت نہیں رکھتے تھے اور جو لوگ مقدس بزرگوں کے حال سے واقف تھے انہوں نے اس کو دروازے پر سے دھکے دلوائے فطوبیٰ لھم وسحقا لھم

چوتھا بہتان و افتراء علماء حرمین کو دھوکہ دینے اور غصے میں لانے کے واسطے اولاً غلام احمد قادیانی کو ذکر کیا اور اس کے اقوالِ خبیثہ کو تمام کمال تفصیل کے ساتھ ذکر کیا تاکہ علماء حرمین کو یکبارگی غصہ آجاوے اور مقصد براری مجدد میں پوری طرح مدد و معاون بن جاویں ورنہ ہرگز مجدد صاحب کو غیظ و غضب اہل ضلال سے نہیں ایسا ہوتا تو نیچریا کے اقوال کو سراسر دہریت سے پر اور ان کے رئیس کی تفسیر کی نصوص کو جو صراحۃً قطعیات کی مخالفت سے بھرے ہیں ضرور ذکر کرتے۔ علیٰ ھٰذا القیاس۔ غیر مقلدین، روافض، قرآنیہ وغیرہ کے حالات اور تردیدات کی ضرورتیں کیا لاحق نہ تھیں

نیچریت و دہریت کا زور شور اور انقلاب اسلام کا ان کے وجوہ سے علیحدہ جو کچھ ہے وہ ایک عالم پر نمایاں ہے پھر کیا وجہ کہ مجدد التضلیل صاحب نے ان کی تردید میں یا عیسائیت کے خلاف میں آریوں کے جواب میں یا غیر مقلدوں کے ابطال میں رسائل تصنیف نہ کئے۔ عموماً آپ کی تصانیف سب و شتم اہل اسلام و تفسیق و تکفیر عمائد دین سے بھری ہوئی ہیں آج تک کہیں نہیں سنا گیا کہ آپ نے کسی مجمع میں عیسائیوں کے رد کا بیڑا اٹھایا ہو۔ یا آریوں کے ابطال کے لئے کوئی مجلس منعقد کی ہو کسی وعظ میں کسی اشتہار میں کسی اخبار میں ان کے مقابلے یا روافض کے مباحثے کی گفتگو کی ہو۔ مبلغ ہمت آپ کا وہ علماء اسلام ہیں کہ جن کو اپنے مشاغل علمیہ و دینیہ سے اتنی فرصت ہی نہیں کہ آپ کی ہفویات و ہزلیات پر توجہ کریں اور سب و شتم کا جواب کلمہ لکھا دیں اس اتباع سنت سنیہ اور سکوت و اعراض عن اللغو کی وجہ سے آپ کو اس کی جرأت ہوئی کہ جہاں تک ہو ان کی آبروریزی اور اہانت کی کوشش کر کے اپنے لقمۂ چرب اور شہرت کی تحصیل کیجائے اور کیوں نہ ہو آخر آپ کو علماء و فضلاء ہند گروہ علماء میں سے شمار کرتے ہی نہ تھے اور نہ ہیں جہلاء میں کبھی یہی حال رہتا تو آج یہ دولت، یہ شہرت، یہ شوکت کہاں نصیب ہوتی، یہ سب علماء حق کی گالیوں، ان کی تکفیر اور ان کی تفسیق کا طفیل ہے، خیر یہ بھی ان کی کرامت ہے کہ ان کی گالیوں کے ہی طفیل سے آپ کو اور آپ کے ہوا خواہوں کو روٹیاں ملتی ہیں نہ وہ حضرات آپ سے بے التفاتی کرتے نہ آپ کو شوقِ شہرت و مخالفت دامنگیر ہو کر موجب تکفیر علماء اسلام ہوتا، نہ یہ آپ کی گرم بازاری ہوتی نہ علماء دیوبند آپ کی ہفویات اور اباطیل کو گوزِ خر خیال کر کے اس طرف توجہ کرنا بے سود اور خلافِ شان افاضل شمار کرتے نہ یہ آپ کی لن ترانیاں دروغ گوئیاں اور دعاوی باطلہ کو فروغ ہوتا بے شک آپ نے قول معروف خالف تعرف پر عمل کر کے ثمرہ مقصود حاصل کیا اگرچہ قصۂ بیشاب کنندہ زمزم کا حال کیوں نہ ہوا ہو اور پھر ایسا کرنا تو آپ کے فرقہ آپ کے طائفہ اور آپ کے گروہ کا لازم ذاتی ہے آخر اہل اہوا و بدع کے فرقۂ عظیمہ ضالہ روافض کے چھوٹے بھائی آپ حضرات ہی ہیں۔ صاحبو! ان کے یہاں سب صحابہ و تکفیر مہاجرین و انصار

داخل دین ہے توان کے یہاں سب علماء و تکفیر عمائدین رکن عقیدہ ہے۔ چنانچہ مجدد صاحب نے اپنے رسالہ عقائد میں اور اس کے شارح بندر آبادی کلنے خوب تفصیل اس کی کی ہے۔ اگر ان کے یہاں خواہش نفسانی کی وجہ سے حریر و متعہ وغیرہ حلال ہے توان کے یہاں جمع احکام کے لئے سود لینا مناکیر شرعیہ سیوم چہلم فاتحہ گورپرستی وغیرہ کے ذرائع شیر مادر ہیں اور اگر ان کے یہاں تبرا عن الصحابہ رضوان اللہ علیہم داخل مجلس ہے توان کے یہاں تبرا عن العلما داخل مواعظ ہے اگر ان کے یہاں ایذا اہل سنت موجب ثواب ہے توان کے یہاں تکلیف دہی و آبرو ریزی اہل حق مستوجب رفع مراتب ہے وہاں اگر افک بر ازواج مطہرات وافترا بر صحابہ کرام وائمہ اعلام ہے تو یہاں بہتان بندیاں بر علماء اسلام و دروغگوئیاں بر حفاظ شریعت ہیں وہاں اگر اظہار دعوی محبت اولیاء اللہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے وہ اگر تقیہ ہے تو یہاں مداہنت ہے۔ وہ اگر تقلیل صحابہ واتباع میں کوشاں ہیں۔ تو یہ تقلیل امت مصطفویہ و توہین علماء امت محمدیہ میں سرگرم ہیں۔ غرضیکہ جملہ احوال ان کے ان سے ملتے جلتے ہیں۔ جس کا جی چاہے ان کی تصانیف ان کے عقائد ان کے خیالات کی بخوبی تحقیق کرلے سب پتہ چل جائیگا اور اہل حق کی وہی حالت ان کے مقابلے میں پائے گا۔ جو اہل سنت کی مقابلہ روافض میں ہے اور ان کی وہی حالت ظاہر و باہر میں دیکھے گا جو روافض کی حالت مقابلہ اہل سنت میں ہے اور اسی وجہ سے ان لوگوں سے کبھی تائید اسلام اور تقویت دین ظہور میں نہیں آپ نے کبھی نہ سنا ہوگا کہ بعض روافض نے عیسائیوں، آریوں، دہریوں کے مقابلہ میں کوئی کتاب لکھی یا ان کا رد کیا ہو، بعینہ اسی طرح اس جماعت کو بھی پائیں گے۔ یہاں پر قادیانی کا ذکر بھی مجدد صاحب نے فقط استرداد اً اور وسیلۃ المقصد کیا تھا چنانچہ تمہید شیطانی کے ملاحظہ او مضامین حسام کے فکر کرنے سے بخوبی ظاہر ہے کہ مبلغ علم و ہمت وغایت کوشش وسعی ان کی اکابر دین ہی کی طرف متوجہ ہے اور یہ بے شک بہت بڑا مکر تھا کہ جس کی وجہ سے علماء حرمین کو موقع شک وشبہ کا باقی نہ رہا۔ اول ہی سے ان کے دل ان احتمالات علمیہ و

وجوہاتِ عقلیہ سے خالی ہوگئی جن کی طرف نظر کرنا ہر عالم کو خصوصاً تکفیر مسلمین میں واجب تھا مگر تاہم اہلِ احتیاط نے شروط وغیرہ لگائیں اور زیادہ تر محتاط لوگوں نے جب کبھی مہریں نہ کیں اور صاف جواب دیدیا۔ اگر یہ چال نہ چلی جاتی تو بے شک مقصد براری میں سختیاں اور دشواریاں پیش آتیں۔

پانچواں بہتان و مکر

حضرت شمس الاسلام قدس سرہ مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت شمس العلماء مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ اور جناب مولانا مولوی خلیل احمد صاحب و مولانا اشرف علی صاحب دامت فیوضہما۔ باوجودیکہ اکابر اور دیگر حضرات علماء دیوبند و سہارنپور و امروہہ و مراد آباد وغیرہ وغیرہ ایک ہی چمنستانِ ہدایت کے گلہائے شگفتہ اور ایک ہی گلستانِ سعادت کے سروہائے زینت دہندہ ہیں۔ باغہائے امدادِ الٰہی کے یہ جملہ حضرات اشجارِ مثمرہ اور خاندانہائے ولی اللٰہی کے یہ سب نونہال درختہائے مزہرہ ہیں۔ طرق اسانید حضرت شاہ شیخ عبد الغنی الدہلوی ثم المدنی اور حضرت مولوی احمد علی صاحب قدس اللہ سرہما العزیز۔ ان اکابر کی ذاتِ پاک سے مسلسل الیٰ غیر النہایہ ہیں اور انہار برکاتِ طریق اربعہ خصوصاً طریقہ چشتیہ صابریہ قدوسیہ امدادیہ ان کے انفاس طیبہ سے جاری لا الیٰ الغایہ ہیں۔

الحاصل یہ جملہ اکابر ایک روح چند قالب اور ایک معنی اور چند الفاظ ہیں۔ انکے خیالات و عقائد و اعمال ایک ہی ہیں۔ ان کے معتقدین، مریدین، تلامیذ سب ایک خیال و یک عقائد ہیں اوقات ان کے اعمالِ صالحہ مرضیات نبویہ سے معمور ہیں، نہ ان میں مختلف فرقے ہیں اور نہ ان کی مختلف رائیں مگر دجال المجددین کو چونکہ عظمت ہول اور امر خطیر ثابت کرنا تھا اس لئے ان سب کو علیحدہ علیحدہ فرقہ گردانا اور ہر ایک کو اپنی اپنی آراء میں متخالف ثابت کیا، ہر ایک کا گروہ علیحدہ ظاہر کیا تاکہ ان لوگوں کو زیادہ تر توجہ کرنی پڑے اور دجال المجددین کا مظلوم ہونا جس سے رسالہ کی ابتداء کی گئی ہے ثابت ہو کر ضرورت نصرت و مدد محقق ہو جاوے اور عیاں ہو جاوے

وہ تنہا ہو کر کتنے فِرَق اور جماعتوں کا مقابلہ کر رہا ہے۔ اللّٰہ اکبر
صاحبو! ذرا غور کے ساتھ ملاحظہ فرما دیں۔ یہ فریب تھوڑا نہیں ہے بلکہ خاص مکر شیطانی ہے جس کو اس نے اپنے استاد خاص ابلیس لعین سے سیکھا ہے۔

چھٹا بہتان و مکر عظیم

یہ فریب اور مکر بہت ہی بڑا دجال المجددین اور اس کے اتباع کا ہے کہ جس کی وجہ سے اہل عرب میں خصوصاً اور اہل ہند میں عموماً اس طائفہ کی اشاعت ہوتی ہے اور اسی نام کی بدولت دنیا جہان سے دھوکہ دیکر روٹیاں ہاتھ آتی ہیں۔ یہ جملہ مکاریوں کی اصل اور تمام دغابازیوں کی بنیاد ہے۔ صاحبو! محمد بن عبد الوہاب نجدی ابتداءً تیرہویں صدی نجد عرب سے ظاہر ہوا۔ اور چونکہ یہ خیالات باطلہ اور عقائد فاسدہ رکھتا تھا اس لئے اس نے اہل سنت والجماعت سے قتل و قتال کیا ان کو بالجبر اپنے خیالات کی تکلیف دیتا رہا ان کے اموال کو غنیمت کا مال اور حلال سمجھا گیا۔ ان کے قتل کرنے کو باعث ثواب و رحمت شمار کرتا رہا۔ اہل حرمین کو خصوصاً اور اہل حجاز کو عموماً اس نے تکلیف شاقہ پہنچائیں۔ سلفِ صالحین اور اتباع کی شان میں نہایت گستاخی اور بے ادبی کے الفاظ استعمال کئے۔ بہت سے لوگوں کو بوجہ اس کی تکلیف شدیدہ کے مدینہ منورہ اور مکہ معظمہ چھوڑنا پڑا اور ہزاروں آدمی اس کے اور اس کی فوج کے ہاتھوں شہید ہو گئے۔ الحاصل وہ ایک ظالم و باغی خونخوار فاسق شخص تھا اسی وجہ سے اہلِ عرب کو خصوصاً اس کے اور اس کے اتباع سے دلی بغض تھا اور ہے اور اس قدر ہے کہ اتنا قومِ یہود سے ہے نہ نصاریٰ نہ مجوس سے نہ ہنود سے غرضکہ مذکورۃ الصدر کی وجہ سے ان کو اس کے طائفہ سے اعلیٰ درجہ کی عداوت ہے اور بے شک جب اس نے ایسی ایسی تکالیف دی ہیں تو ضرور ہونا بھی چاہئے۔ وہ لوگ یہود و نصاریٰ سے اس قدر رنج و عداوت نہیں رکھتے جتنی کہ وہابیہ سے رکھتے ہیں۔ چونکہ مجدد المضلین اور اس کے اتباع کو اہلِ عرب کی نظروں میں خصوصاً اور اہل ہند کی نگاہوں میں عموماً ان کے بہی خواہ اور دوسروں کو ان کا دشمن، دین کا مخالف ظاہر کرنا مقصود ہوتا ہے

اس لئے اس لقب سے بڑھ کر ان کو کوئی لقب اچھا معلوم نہیں ہوتا جہاں کسی کو متبع شریعت وتابع سنت پایا چٹ وہابی کہدیا تاکہ لوگ متنفر ہوجاویں اور ان لوگوں کے مصالح اور ترلقموں میں جو طرح طرح کی مکاریوں سے حاصل ہوتی ہیں، فرق نہ پڑے۔ صاحبو! شراب پیو، ڈاڑھی منڈاؤ گور پرستی کرو، نذر لغیر اللہ مانو، زناکاری اعلام بازی ترک جماعت وصوم وصلوٰۃ جو کچھ کرو یہ سب علامات اہل سنت والجماعت ہونے کی ہو اور اتباع شریعت صورۃً وعملاً جس کو حاصل ہو وہ وہابی ہوجاوے گا۔ مشہور ہے کہ کسی نواب صاحب نے کسی اپنے ہمنشین سے کہا میں نے سنا ہے تم وہابی ہو، انہوں نے جواب دیا حضور میں تو ڈاڑھی منڈاتا ہوں، میں کیسے وہابی ہوسکتا ہوں میں تو خالص سنی ہوں، دیکھئے علامت سنی ہونے کی ڈاڑھی منڈانا ہوگیا" دجال مجدد دین نے اس رسالہ میں اس غرض خاص سے ان اکابر کو وہابی کہا ہے تاکہ اہل عرب دیکھتے ہی غیظ و غضب میں آکر تلملا جاویں اور بلا پوچھے گچھے بغیر تأمل تکفیر کا فتویٰ دیدیویں اور پھر لفظ وہابیت کو متعدد جگہوں میں مختلف عنوانوں سے الفاظ خبیثہ سے یاد کیا ہے حالانکہ عقائد وہابیہ اور   اکابر کے معتقدات واعمال میں زمین وآسمان بلکہ اس سے زائد کا فرق ہے۔ یہ حضرات بالکل سلف صالحین کے عقائد پر ہیں امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ اور فقہائے حنفیہ کے طریق پر ہر طرح علماً وعملاً کاربند ہیں سر مو تفاوت کرنا نہیں چاہتے سلوک اکابر طرق اربعہ خصوصاً چشتیہ و صابریہ ان کا معمول بہا ہے۔

اب میں چند عقائد وہابیہ کے اور اس کے مقابل ان اکابر کے   مختصراً عرض کرتا ہوں کہ مشتے نمونہ خروارے آپ سبھوں پر واضح ہوجائے کہ کس درجہ کا افترا ان بزرگوں پر کیا جارہا ہے اور بریلوی دجال اور اس کے اتباع کس قدر اہل حق پر ظلم وبہتان بندی کر رہا ہے۔ محمد بن عبدالوہاب کا عقیدہ تھا کہ جملہ اہل عالم وتمام مسلمانان دیار مشرک و کافر ہیں اور ان سے قتل وقتال کرنا ان کے اموال کو ان سے چھین لینا حلال اور جائز بلکہ واجب ہے۔ چنانچہ نواب صدیق حسن خاں نے خود اس کے ترجمہ میں ان دونوں باتوں کی تصریح کی ہے

حضرت یہ دونوں بے شک نہایت عظیم الشان امر ہیں۔ اب دیکھئے ان اکابر میں اتباع اس امر کا ہے یا نہیں اور اگر نہیں تو کون حقیقتاً "متبع محمد بن عبدالوہاب کا ہے۔ اول اس امر کی تحقیق تو ابھی آئی جاتی ہے مگر امر ثانی کے بارے میں آپ خود خیال فرماویں کہ دجال المجددین نے جملہ اہل ندوہ کی تفسیق و تضلیل کی جس میں اس وقت سیکڑوں عالم شریک تھے۔ جملہ علماء دیوبند کی تضلیل و تکفیر و تفسیق کی حالانکہ ان حضرات کا مجمع روئے زمین پر پھیلا ہوا ہے۔ عموماً دیار ہندیہ و افغانیہ وغیرہ وغیرہ علماء و مدرسین و فضلاء مبتدعین یہی لوگ اور ان کے تلامیذ و متبعین ہیں ہزاروں بلکہ لاکھوں علماء ان میں سے ہیں اور ہوتے جاتے اور انشاء اللہ العزیز علی رغم الحسود الی یوم القیام ہوا کریں گے۔ یہ مردود بھی مثل اپنے شیخ نجدی کے ان جملہ اکابر سے مناکحت مجالس وغیرہ حرام جانتا ہے ان کو ایذا دینی اور عزت ہتک کرنی اور تکالیف نفسی اور مالی پہنچانی واجب کہتا ہے۔ چنانچہ اس کے رسالہ کی ابتداء و آخر سے بخوبی نمایاں ہے۔ پس در حقیقت یہ پورا پورا متبع اپنے شیخ نجدی کا ہوا اور خود وہ اور اس کے اتباع وہابی ہیں۔ اب ہم کچھ کلمات مختصراً اکابر دین کے دکھاتے ہیں کہ مسئلہ تکفیر مسلمین و تفسیق مؤمنین میں کس قدر احتیاط کو کام میں لاتے ہیں۔

لطائف رشیدیہ صہ ۳۱ میں حضرت مولانا گنگوہی قدس اللہ سرہ العزیز شرح حدیث اٰخر رجل یدخل الجنۃ میں فرماتے ہیں "تیسرے یہ کہ حق تعالیٰ رفعت شان ایمان و مؤمنین کی اس تدریج سے ظاہر فرماتا ہے کیونکہ حدیث بخاری میں ہے کہ جب شفاعت سے وہ لوگ بھی نار سے نکالے گئے جن کے حق میں یہ حکم تھا من قال لا الٰہ الا اللہ وقلبہ ادنیٰ ادنیٰ ادنیٰ من خردل تو فخر عالم علیہ السلام بعد اس کے شفاعت ان کی کریں گے جو فقط لا الٰہ الا اللہ کہنے والے تھے تو حق تعالیٰ ان کے باب میں شفاعت کو قبول فرما کر خود ان کو نکال کر افواہ جنت پر ڈالیں گے۔ اور جب ماء الحیاۃ سے وہ جلد مثل لولو ہو کر جنت میں داخل ہو جاوے گی تو ظاہر اس حدیث سے واضح ہے کہ یہ قوم لا الٰہ الا اللہ کہتی تھی مگر کوئی درجہ خیر کا ان کے قلب میں نہ تھا اور تھا تو ایسا تھا کہ کسی مخلوق کو معلوم نہ ہوتا تھا تو ایسی جماعت بھی

ایک دفعہ در جنت پر پہنچی تو رحل اس جماعت سے بھی ادنیٰ درجہ میں تھا کہ جس کو اس تدریج سے در جنت پر پہنچایا اور یہ تدریج ہی دلیل اس کے کمی مرتبہ کی اس قوم آخر سے ہے تو ایمان کا وہ درجہ کہ کسی ملک اور رسول کو بھی مفہوم نہ ہو عند اللہ موجب نجات و معتبر ہے پھر کسی مومن کو قطعی ناری کہنا اور کسی درجہ مخفی ایمان کو حقارت کی نظر سے نہ دیکھنا چاہئے۔ اسی واسطے فقہائے امت علیہم الرحمۃ نے فرمایا کہ سو وجوہ میں اگر ایک وجہ ایمان کی بھی ہو سکے تو تکفیر مؤمن کی نہ کرنا چاہئے سو یہ ننانوے درجہ فرمانا فقہا کا تحدید نہیں بلکہ تکثیر ہے ہزار میں سے ایک وجہ ہو جب بھی تکفیر نہ کرے کہ ایمان کی بہت بڑی عظمت ہے کہ تصدیق توحید حق تعالیٰ صفت خاصہ حق تعالیٰ کی ہے "قل ھو اللہ احد" پھر جس کی جلد میں یہ نور صفت خاصہ داخل ہے اگرچہ کسی درجہ خفیفہ میں ہو وہ کس طرح مقبول اور جنتی نہ ہو۔ دخول نار اس کی تہذیب اور اصلاح کے واسطے ہے، نہ تحقیر و تعذیب کے واسطے، مگر بظاہر صورت عذاب ہے جیسا دشمن کو مارنا اور اپنے ولد محبوب کو تربیت کے لئے مارنا مشابہ ہے مگر دونوں میں فرق ہے۔ لا الہ الا اللہ وحدہٗ لا شریک لہ لہ الملک ولہ الحمد وھو علی کل شیئ قدیر اس سے قیاس کرنا چاہئے کہ جس کے قلب میں قرآن شریف کل یا جزء ہوگا اس کا کیا مرتبہ ہے۔ لو جعل القرآن فی اھاب ثم القی فی النار ما احترق حدیث صحیح ہے اور جس کا قلب بحضور و مشاہدہ حق تعالیٰ زندہ ہے وہ کس درجہ کا نورمعیت سے مالامال اور محفوظ اور مقرب حق تعالیٰ کا ہوگا یہ حدیث تدریج اس مرتبے کے تحصیل کا شوق دلاتی ہے۔ انتہا کلامہ الشریف۔

حضرات اب غور فرمائیں کہ حضرت مولانا گنگوہی قدس سرہٗ العزیز اور ان کے اتباع کس قدر تکفیر اور مشرک کہنے وغیرہ میں احتیاط فرماتے ہیں۔ اور کسطرح سلف صالحین کے اتباع میں سرگرم ہیں بخلاف وہابیہ کے کہ تمام کو ادنیٰ شبہ خیالی سے کافر و مشرک کرتے ہیں اور ان کے اموال و دماء کو حلال جانتے ہیں۔ ع

ببیں تفاوت راہ از کجاست تابکجا

درج فرمائے ہیں مولانا گنگوہی قدس اللہ سرہٗ ہدایۃ الشیعہ اور رسالہ حج وغیرہ میں بھی اس کی تصریح وتائید فرمارہے ہیں چونکہ اس مسئلہ میں خصوصاً ان حضرات کی عبارتیں بہت طویل طویل واقع ہورہی ہیں اور متعدد رسالے اس مضمون میں تفصیلاً واجمالاً چھپے ہوئے موجود ہیں اس لئے بخوفِ طول میں نقل نہیں کرتا ہوں، جس کا جی چاہے آبِ حیات، وہدایت الشیعہ واجوب ارالعین و لطائفِ قاسمیہ وزبدۃ المناسک وغیرہا رسائل میں دیکھ لیوے یہ ایک خاص مسئلہ ہے جس میں وہابیہ نے علماء حرمین کی مخالفت کی اور بارہا جدال ونزاع کی نوبت آئی اس مسئلہ میں اور مسئلہ آئندہ کی وجہ سے وہاں وہابی سنی سے متمیز ہوتا ہے۔

(۲) زیارت رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم وحضوری آستانہ شریفہ وملاحظہ روضۂ مطہرہ کو یہ طائفہ بدعت حرام وغیرہ لکھتا ہے اس طرف اس نیت سے سفر کرنا محظور وممنوع جانتا ہے لاتشد الرحال الی ثلثۃ مساجد ان کا مستدل ہے بعض ان میں کے سفر زیارت کو معاذ اللہ تعالیٰ زنا کے درجہ کو پہنچاتے ہیں اگر مسجدِ نبوی میں جاتے ہیں تو صلوٰۃ وسلام ذاتِ اقدس نبوی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو نہیں پڑھتے اور نہ اس طرف متوجہ ہوکر دعا وغیرہ مانگتے ہیں۔ صاحبو! ہمارے اکابر اس مسئلہ میں بھی ہر طرح سے مخالف اس طائفہ باغیہ کے ہیں وہ ہمیشہ سفر برائے زیارت حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کرتے رہتے ہیں من حج و لم یزرنی سے خائف اور من زارنی کے ہمیشہ عامل ہیں ان جملہ اکابر کو بارہا حضوری حرمین کی نوبت آئی ہے اور کبھی آستانہ نبوی پر حاضر ہونے سے نہ چوکے اور کیوں کر چوکیں کہ محبت وعقیدت مصطفوی علیہ الصلوٰۃ والسلام ان کے رگ وپے میں سرایت کئے ہوئے ہیں اور شراب اخلاص وعقیدت محمدی ﷺ سے سرشار ہیں، کیونکر صبر اس بارگاہ عالی سے کرسکتے ہیں اگرچہ دولت سے مالامال ہیں، مگر لقاء جسمی اور قرب ظاہری کے تہہ روز متمنی ہیں اور کیونکر نہ ہوں ان کا عقیدہ ہے کہ سفر زیارت قبر حضور اکرم علیہ السلام افضل المستحبات میں سے ہے بلکہ قریب واجب کے ہے، حضرت مولانا گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ زبدۃ المناسک ص۸۵ میں

تحریر فرماتے ہیں "اب جان لے کہ زیارت روضۂ مطہرہ سرور کائنات علیہ الصلوۃ والسلام کی افضل المستحبات سے ہے بلکہ بعض نے قریب واجب لکھا ہے اور فخر عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو کوئی میری قبر کی زیارت کرے اس کے واسطے میری شفاعت واجب ہو گئی۔ اور فرمایا کہ جو کوئی میری زیارت کو آوے اور اس آنے میں محض زیارت ہی مقصود ہو اور کوئی حاجت نہ ہو تو مجھ پر حق ہو گیا کہ میں اس کا قیامت کو شفیع ہوں اور فرمایا ہے کہ جو کوئی بعد انتقال میرے کے زیارت قبر کی کرے تو مثل کے ہے کہ جس نے حال حیات میں میری زیارت کی ہو پس جس شخص پر حج فرض ہو تو اول اس کے حج کر لینا بہتر ہے ورنہ اختیار ہے کہ چاہے حج پہلے کرے یا مدینہ منورہ پہلے آوے غرض جب عزم مدینہ کا ہو تو بہتر یوں ہے کہ نیت زیارت قبر مطہرہ کی کر کے جاوے تاکہ مصداق اس حدیث کا ہو جاوے کہ جو کوئی محض میری زیارت کو آوے شفاعت اس کی مجھ پر حق ہو جاوے انتہا کلامہ الشریف۔ اس عبارت شریفہ سے چند باتیں معلوم ہوئیں۔

اول یہ کہ سفر برائے زیارت حضور اکرم علیہ السلام کو جائز ہے، بخلاف وہابیہ کے کہ وہ اس کو حرام جانتے ہیں۔

دوم یہ کہ امر عبادت میں سے ہوگا اور آخرت میں خاص اجر اس کا ملے گا۔

سوم یہ کہ عبادت یا تو مستحبات میں اعلیٰ درجہ کی مستحب ہے، تب سنن مؤکدہ کے طبقۂ علیا میں سے ہوئی یا قریب واجب ہے۔

چہارم یہ کہ جو جو حدیثیں اس باب میں وارد ہوئی ہیں، یہ سب قابل اعتبار و عمل ہیں۔ ان سب باتوں میں وہابیہ مخالف صریح ہیں اور وہ جملہ احادیث کو اس بارے میں موضوع اعلیٰ درجہ کی ضعیف جانتے ہیں۔

پنجم یہ کہ سفر مدینہ منورہ کا کرے تو مثل قول وہابیہ مسجد ہی نیت کرے کیونکہ وہ کہتے ہیں کہ مدینہ طیبہ کو سفر کرنا جائز نہیں مگر بہ نیت مسجد شریف اور حضرت مولانا قدس اللہ سرہ العزیز صریح مخالف ہو کر فرماتے ہیں کہ فقط زیارت قبر مطہرہ کی نیت ہونی چاہیے اب دیکھئے

دونوں مذہبوں میں کس قدر فرق ہوگیا۔

ششم یہ کہ شفاعت حضرت رسولِ مقبول علیہ السلام کی ثابت مانتے ہیں، بخلاف وہابیہ کے کہ مسئلہ شفاعت میں ہزاروں تاویلیں اور گھڑنت کرتے ہیں اور قریب قریب انکارِ شفاعت کے بالکل پہنچ جاتے ہیں۔

(۴) شانِ نبوت وحضرت رسالت علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام میں وہابیہ نہایت گستاخی کے کلمات استعمال کرتے ہیں اور اپنے آپ کو مماثل سرورِ کائنات ﷺ کرتے ہیں اور نہایت تھوڑی سی فضیلت زمانہ تبلیغ کی مانتے ہیں اپنی شقاوتِ قلبی وضعفِ اعتقادی کی وجہ سے جانتے ہیں کہ ہم عالم کو ہدایت کرکے راہبر لا رہے ہیں ان کا خیال ہے کہ رسولِ مقبول علیہ السلام کا کوئی حق اب ہم پر نہیں اور نہ کوئی احسان اور فائدہ ان کی ذاتِ پاک سے بعد وفات ہے۔ اور اسی وجہ سے توسل دعا میں آپ کی ذاتِ پاک سے بعد وفات ناجائز کہتے ہیں۔ ان کے بڑوں کا مقولہ ہے۔ معاذ اللہ نقل کفر کفر نباشد۔ کہ ہمارے ہاتھ کی لاٹھی ذاتِ سرورِ کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ہم کو زیادہ نفع دینے والی ہے ہم اس سے کتے کو بھی دفع کرسکتے ہیں۔ اور ذاتِ فخرِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے تو یہ بھی نہیں کرسکتے۔ اب اس کے مقابلہ میں ان ہمارے حضراتِ اکابر کے اقوال عقائد کو ملاحظہ فرمائیے۔ یہ جملہ حضرات ذاتِ حضور پُرنور علیہ السلام کو ہمیشہ سے واسطہ فیوضاتِ الٰہیہ ومیزابِ رحمتِ غیر متناہیہ اعتقاد کئے ہوئے بیٹھے ہیں۔ ان کا عقیدہ یہ ہے کہ ازل سے اب تک جو جو رحمتیں عالم پر ہوئی ہیں اور ہونگی عام ہے کہ وہ نعمت وجود کی ہو یا کسی قسم کی۔ ان سب میں آپ کی ذات پاک اسی طرح پر واقع ہوئی ہے کہ جیسے آفتاب سے نور چاند میں آیا ہو اور چاند سے نور ہزاروں آئینوں میں غرض کہ حقیقت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام والتحیہ واسطہ جملہ کمالاتِ عالم وعالمیان ہیں یہی معنی لولاک لما خلقت الافلاک اور اول ما خلق اللّٰہ نوری اور انا نبی الانبیاء وغیرہ کے ہیں اس احسان وانعام عام میں جملہ عالم شریک ہے علاوہ اس کے آپ ذاتِ مقدس

کو ارواحِ مؤمنین سے وہ خاص نسبت ہے کہ جس وجہ سے آپ باپ روحانی جملہ مؤمنین کے ہیں اور یہ احسان بھی ابتداء عالم سے آخر تک کے مؤمنین کو عام ہے علاوہ اس کے مؤمنین امت مرحومہ کے ساتھ ماسوا اس کے اور بھی خاص علاقہ ہے جو کہ اور امم کے مؤمنین کو نہیں حضرت سرور کائنات علیہ السلام کے احسانات غیر متناہیہ کی تفصیل اگر معلوم کرنی منظور ہو تو رسالہ آب حیات حضرت مولانا نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ۔ و نیز رسالہ قبلہ نما و اجوبہ اربعین و تحذیر الناس وغیرہ دیکھئے پھر آپ کو معلوم ہوگا کہ کسقدر خلوص و عقیدت و محبت ذات پاک صلی اللہ علیہ وسلم مصطفوی سے ان حضرات کو ہے اور کیسے اعلیٰ درجہ کی عظمت و فخامت ان کے قلوب میں بھری ہوئی ہے قصیدۂ بہاریہ میں جو کہ نعت حضور سرکار کائنات علیہ السلام میں حضرت مولانا نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ نے تحریر فرمایا ہے اور قصائد قاسمی میں شائع ہو چکا ہے کس تعظیم کے اور خلوص کے الفاظ استعمال کئے ہیں اگر خوفِ طوالت نہ ہوتا تو سب کو نقل کرتا اس لئے بعض اشعار پر قناعت کرتا ہوں۔

تو فخر کون و مکاں زبدۂ زمین و زماں | امیر لشکر پیغمبراں شہ ابرار
تو بوئے گل ہے اگر مثل گل ہیں اور نبی | تو نور دیدہ ہے گر ہیں وہ دیدۂ بیدار
جہاں کے سارے کمالات ایک تجھ میں ہیں | تیرے کمال کسی میں نہیں مگر دو چار
جلو میں تیرے سب آئے عدم سے تا بوجود | بجا ہے تم کو اگر کہئے مبدأ الآثار
لگا تا ہاتھ نہ پتلے کو بو البشر کے خدا | اگر وجود نہ ہوتا تمہارا آخر کار
سما سکے تری خلوت میں کب نبی و ملک | خدا غیور تو اس کا حبیب اور اغیار
کہاں بلندیٔ طور اور کہاں تری معراج | کہیں ہوئے ہیں زمین اور آسمان ہموار
گرفت ہو تو تیرے ایک بندہ ہونے میں | جو ہو سکے تو خدائی کا اک تیرے انکار

غرضیکہ نہایت تعظیم و تکریم کے کلمات استعمال فرما کر فرماتے ہیں۔

خوشا نصیب یہ نسبت کہاں نصیب میرے | تو جس قدر ہے بھلا میں برا ہی مقدار
نہ پہنچے گنتی میں ہرگز تیرے کمالوں کو | میرے بھی عیب شہ دوسرا شہ ابرار

یہ سن کے آپ شفیع گناہگاراں ہیں
کئے ہیں میں نے اکٹھے گناہوں کے انبار

کفیل جرم اگر آپ کی شفاعت ہو
تو قاسمی بھی طریقہ ہو صوفیوں میں شمار

گناہ کیا ہیں اگر کچھ گنہ کئے میں نے
تجھے شفیع کہے کون گر نہ ہوں بدکار

مدد کر اے کرم احمدی کہ تیرے سوا
نہیں ہیں قاسم بے کس کا کوئی حامی کار

جو تو ہی ہمکو نہ پوچھے تو کون پوچھے گا
بنے گا کون ہمارا ترے سوا غم خوار

بوجہ خوفِ طوالت تمام قصیدہ کو نہیں لکھتا ہوں مگر اہلِ فہم سمجھ گئے ہوں گے کہ مولانا کو کس قدر عقیدت و محبتِ عشقیہ ذاتِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہے اور کس قدر تعظیم آنحضرت علیہ السلام کی ان کے قلبِ الور میں بھری ہوئی ہے۔ فی الحقیقت یہ قصیدہ نہایت سچا اور پاکیزہ واقع ہوا ہے کہ جس کو دیکھتے ہی حرز جان کرنے کو بے اختیار جی چاہتا ہے۔ رسالہ آبِ حیات و قبلہ نما و اجوبہ اربعین وغیرہ رسائل علیہ تو حضرت مجدد بریلوی صاحب کیا دیکھ سکتے ہیں۔ کہاں اتنی لیاقت و فہم رکھتے ہیں کہ اس کے مضامین تک پہونچیں اور اپنے سیاہ قلب کو اس کی شعاعوں سے منور کریں اس کی تو ہم کو ان روافض سے امید ہی نہیں، مگر اس قصیدہ نعتیہ کو تو ایک نظر دیکھ لیں، تعجب ہے کہ حضرت مولانا نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ جن کے لفظ لفظ سے عشق و خلوص و غایت ادب ٹپکتا ہے ان کی نسبت تو یہ خبیث الزام دشنام نبوی اور بغض رسالت کا لگا دیا اور خود کو جس کو بطفیل مولانا لیعقوب علی صاحب مرحوم دفتر اہلسنت میں شراوت درج اسمی نصیب ہوئی ورنہ خدا جانے کس تعزیہ کے پیچھے غبار پھانکتے، جوتیاں چٹخاتے پھرتے محب رسول کہلاویں ع

برعکس نہند نام زنگی کافور
العجب العجب ویا للعجب

ہر چند تعزیہ ظاہر چھڑ دیا ہے مگر تبراگوئی جو کہ خمیر اور نطفوں میں پڑی تھی کس طرح زائل ہو سکتی تھی، البتہ صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کی شان میں گستاخی کرنا تو موجب رفضِ ظاہری بین العوام ہو جائے اور ہر طرف سے مطرود اور ملعون ہونے کا

سبب بن جاوے، اس لئے ان کے سچے جانشینوں اور برگزیدہ اولاد پر آپ نے ہاتھ صاف کیا اور ان کی دشنام اور تکفیر سے نامۂ اعمال پر کیا، حضرت مولانا گنگوہی قدس اللہ سرہ العزیز زبدۃ المناسک ص ۵۶ میں فرماتے ہیں، اور جب مدینہ منورہ کو چلے تو کثرت درود شریف کی راہ بہت کرتا رہے، پھر جب درخت وہاں کے نظر پڑیں تو اور زیادہ کثرت کرے جب عبارت وہاں کی عمارت نظر آوے تو درود پڑھ کر کہے اللّٰھم ھٰذا حرم نبیک فاجعلہ وقایۃ لّی من النار و امانا من العذاب و سوء الحساب اور مستحب ہے کہ غسل کرے یا وضو اور کپڑا پاک صاف اچھا لباس پہنے اور نئے کپڑے ہوں تو بہتر اور خوشبو لگائے اور پہلے سے پیادہ ہوئے اور خشوع اور خضوع جس قدر ہو سکے فرو گذاشت نہ کرے اور عظمت مکان کی خیال کئے ہوئے درود شریف پڑھتا ہوا چلے جب مدینہ منورہ میں داخل ہو کہے رب ادخلنی الخ اور ادب اور حضورِ قلب اور دعا اور درود شریف بہت پڑھے، وہاں جا بجا موقع قدم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں، امام مالک رحمۃ اللہ علیہ مدینہ منورہ میں سوار نہیں ہوتے تھے فرماتے تھے کہ مجھ کو حیا آتی ہے کہ سواری کے کھروں سے اس زمین کو پامال کروں کہ جس میں حبیب اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چلے پھرے ہوں اور بعد تحیۃ المسجد کے سجدہ کرے کہ اللہ تعالیٰ نے یہ نعمت اس کے نصیب کی۔ پھر روضہ کے پاس حاضر ہو اور با ادب تمام اور خشوع کھڑا ہو اور زیادہ قریب نہ ہو اور دیوار کو ہاتھ نہ لگا دے کہ محل ادب اور ہیبت ہے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو لحد شریف میں قبلہ کی طرف چہرۂ مبارک کیا ہوا تصور کرے اور کہے السلام علیکم یا رسول اللہ الخ اور بہت پکار کر نہ بولے، آہستہ خضوع اور ادب سے بہ نرمی عرض کرے۔ انتہا کلامہ الشریف

اب اس عبارت میں فکر کریں کہ کس قدر ادب اور ہیبت و تعظیم حضور سرور کائنات علیہ السلام کی لفظ لفظ سے ٹپکتی ہے اور کس طرح لوگوں کو ہدایت آنحضرت علیہ السلام آپ کے ماثر کی تعظیم و تکریم فرماتے ہیں اور زیارتِ آنجناب باعث نجات از دوزخ و سوء حساب وغیرہ سمجھتے ہیں اس تمام عبارت میں مخالفتِ وہابیہ بات بات سے ظاہر ہے نہ وہ اس قسم کی باتیں

کہتے ہیں اور نہ ان کا عقیدہ ہے، نیز لطائف رشیدیہ صہ ۲۳ در بارۂ استعمال لفظ بت یا صنم یا آشوب ترک یا فتنہ عرب بہ نسبت حضور سرور کائنات علیہ السلام فرماتے ہیں کہ یہ الفاظ قبیحہ بولنے والا اگرچہ معانی حقیقہ مراد نہیں رکھتا بلکہ معنی مجازی مقصود لیتا ہے مگر تاہم ایہام گستاخی و اہانت و اذیت ذات پاک حق تعالیٰ شانہ اور جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے خالی نہیں یہی سبب ہے کہ حق تعالیٰ نے لفظ راعنا بولنے سے منع فرمایا اور انظرنا کا لفظ عرض کرنا ارشاد فرمایا الخ۔

اس بحث کو نہایت بسط کیساتھ ذکر فرمایا ہے اور جن الفاظ میں ایہام گستاخی و بے ادبی ہوتا تھا ان کو بھی باعث ایذا جناب رسالت مآب علیہ السلام ذکر کیا اور آخر میں فرمایا کہ بس ان کلمات کفر کے بکنے والے کو منع شدید چاہئے اگر مقدور ہو اور اگر باز نہ آوے قتل کرنا چاہئے کہ موذی و گستاخ شان جناب کبریا تعالیٰ شانہ اور اس کے رسول امین صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے، انتہاء کلامہ الشریف

اب آپ غور فرمائیں کہ کس طرح حضور علیہ السلام کی تعظیم کرنے کی ہدایت اس زمانہ بعد وفات ظاہری میں فرمائی اور الفاظ موہومہ کو بھی باعث کفر قرار دیا، آیا یہی طریقہ وہابیہ کا ہے، کیا یہی نجدیہ خیال کا ہے، ہرگز نہیں، جس کا جی چاہے ان کے الفاظ ان کے کلمات زبانی یا تحریرات سے سنے کہ کس قدر گستاخی اور بے ادبی ان کی گفتگو میں پائی جاتی ہے، یہ جملہ حضرات رضی اللہ عنہم جس قدر ادب و تعظیم واجب بہ نسبت حضور علیہ السلام جانتے اور کرتے ہیں کوئی طائفہ روئے زمین پر آج اس درجہ پر نہیں، جناب مولانا نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ چند منزل برابر اونٹ پر سوار نہ ہوئے حالانکہ اونٹ ان کی سواری کا موجود تھا اور خالی رہا، پیر میں زخم پڑ گئے تھے، کانٹے لگتے تھے، پتھروں نے ٹھکرا ٹھکرا کر حال دگرگوں پاؤں کا کر دیا تھا تمام عمر کیمخت کا جوتہ اس وجہ سے نہ پہنا کہ قبہ مبارک سبز رنگ کا ہے، اگر کوئی ہدیہ لے آیا تو کسی دوسرے کو دیدیا، ان کے احوال گر اتباع سنت اور افعال غلبۂ محبت نبوی کے ذکر کئے جائیں

تو دفتر بھی کافی نہ ہوں، ان اشعار سے عاقل اندازہ کر سکتا ہے۔

امیدیں لاکھوں ہیں لیکن بڑی امید یہ ہے
کہ ہو سگان مدینہ میں میرا نام شمار

جیوں تو ساتھ سگان حرم کے تیرے پھروں
مروں تو کھائیں مدینے کے مجھ کو مور و مار

جو یہ نصیب نہ ہوں اور کہاں نصیب میرے
کہیں ہوں اور سگان حرم کی تیرے قطار

اڑا کے بعد مری مشتِ خاک کو پس مرگ
کرے حضور کے روضہ کے آس پاس نثار

ولے یہ رتبہ کہاں مشتِ خاک قاسم کا
کہ جائے کوچۂ اطہر میں تیرے بن کے غبار

مگر نسیم مدینہ ہی گرد باد بنا
کشاں کشاں مجھے لیجا جہاں ہے تیرا مزار

غرض نہیں مجھے اس سے بھی اب رہی لیکن
خدا کی اور تیری الفت سے میرا سینہ فگار

لگا وہ تیر غم عشق کا مرے دل میں
ہزار پارہ ہو دل خون دل میں ہو سرشار

لگے وہ آتش عشق اپنی جان میں جس کی
جلادے چرخ ستمگر کو اک ہی جھونکار

صدائے صور قیامت ہو اپنا اک نالہ
بجائے برق ہو اپنی ہی آہ آتش بار

چبھے کچھ ایسی مرے نوک خار غم دل میں
کہ چھوٹے آنکھوں کے رستے ایک لہو کی فوار

یہ ناتواں ہوں غم عشق سے کہ جائے نکل
ذرا بھی جان کو اوپر کا سانس دے جو سہار

تمہارے عشق میں رو رو کے ہوں نحیف اتنا
کہ آنکھیں چشمۂ آبی ہوئیں درونِ غبار

یہ لاغری ہو کہ جانِ ضعیف کو دم نقل
نہ ہووے ساتھ اٹھانا بدن کا کچھ دشوار

حضرت ان اشعار کے مضامین پر غور فرمائیں کہ قدر اخلاص و محبت و عقیدت بات بات سے ٹپکتی ہے گویا کہ محبت خاتم المرسلین علیہ السلام میں چور چور ہیں اس قدر منہمک ہیں کہ ماسوا کی خبر نہیں، رگ و پے میں ان کا اخلاص سرایت کئے ہوئے ہے، کیا یہی حالت وہابیہ خبیثہ کی ہے کیا یہی کلمات ان کی گندی زبانوں سے نکلتے ہیں، کیا اسی قسم کی لطیف اور دل آویز تحریرات ان کے ناپاک قلموں سے شائع ہوتی ہیں؟ ہرگز نہیں وہ خبثاء اس قسم کی گفتگو کو معاذ اللہ بد دینی و شرک خیال کرتے ہیں، ان مضامین کو واہیات و خرافات میں مندرج کرتے ہیں، بلکہ اگر

حقیقت الامر کو دیکھیں تو چونکہ اس بریلوی مجدد کو دلی بغض و عداوت سرور کائنات حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے تھی اور ہمارے ان مقدس اکابر کے حضور علیہ السلام کے عشق و غلبۂ محبت میں وہ اقوال اخلاصیہ و افعال عشقیہ تھے جن کی خوشبو بھی مشام مبین تک کبھی نہ پہنچی تھی پس اس عدو رسول علیہ السلام اور مبغض خیر الانام کو سخت ناگوار ہوا اور چاہا کہ افترا پردازیاں کرکے ان حضرات کو مسلمانوں کی طرف سے گراؤں اور لوگوں میں بدنام کروں اس لئے جھوٹے جھوٹے الزام مثل اپنے آبا، روافض کے مقدس بزرگوں پر لگائے اے مجدد بریلوی تجھے خدا کی قسم دکھلا تو سہی تیری زبان یا تیرے قلم کو یہ پاکیزہ مضامین اور اخلاص مندانہ کلمات کبھی خواب میں بھی نصیب ہوئے ہیں اور کیوں ہوتے تیرا باطن تو قبیح تو صحابہ رضوان اللہ علیہم اور حضور علیہ السلام کی عداوتوں سے تاریک اور مظلم ہو رہا ہے، ان انوار کی گنجائش کہاں؟ زبان سے دعویٰ محبت سہل ہے مگر بدن کے رونگٹیں رونگٹیں اور جسم کی بوٹی بوٹی اور پٹھے پٹھے سے اس کا ظاہر ہونا کارے دارد۔ حضرت مولانا گنگوہی قدس اللہ سرہ العزیز کے حالات جس نے مشاہدہ کئے ہیں وہ بے شک آپ کی محبت مصطفویہ اور تعظیم احمدی کا اندازہ کر سکتا ہے ہم چند باتیں چشم دید کہ جن سے اکثر حضرات واقف ہوں گے بیان کرتے ہیں۔

حضرت مولانا کے یہاں تبرکات میں حجرۂ مطہرہ نبویہ کے غلاف کا ایک سبز ٹکڑا بھی تھا بروز جمعہ کبھی کبھی حاضرین و خدام کو جب ان تبرکات کی زیارت خود کرایا کرتے تھے تو صندوقچہ خود اپنے دست مبارک سے کھولتے اور غلاف کو نکال کر اول اپنی آنکھوں سے لگاتے اور منہ سے چومتے تھے پھر اوروں کی آنکھوں سے لگاتے اور ان کے سروں پر رکھتے اس امر کو ہزاروں نے ملاحظہ کیا ہوگا بھلا یہ امر وہابیہ کے نزدیک بدعت و حرام نہیں تو کیا ہے۔

مدینہ منورہ کی کھجوریں آتیں تو نہایت عظمت و حفاظت سے رکھی جاتیں اور اوقات مبارکہ متعددہ میں خود بھی استعمال فرماتے اور حضار بارگاہ مخلصین کو بھی نہایت تعظیم و ادب سے ایسی

طرح تقسیم فرماتے کہ گویا نعمتِ غیر مترقبہ اور ثمار جنت ہاتھ آگئے ہیں، حالانکہ بصرہ، سندھ وغیرہ کی کھجوریں ہمیشہ آتی رہتی ہیں مگر ان کی وقعت اس سے زیادہ ہرگز نہ تھی کہ جملہ میووں میں سے یہ بھی ایک میوہ ہے۔

مدینہ منورہ کی کھجوروں کی گٹھلیاں نہایت حفاظت سے رکھتے لوگوں کو پھینکنے نہ دیتے اور نہ خود پھینکتے تھے ان کو ہاون دستہ میں کٹوا کر نوش فرماتے، مثل چھالیوں کے کترواکر لوگوں کو استعمال کرنے کی ہدایت فرماتے تھے۔

احقر باہِ ربیع الاول ۱۳۱۹ھ میں بہمراہی بھائی محمد صدیق صاحب جب حاضر خدمت ہوا تھا تو بھائی صاحب سے پہلے ہی حاضری میں حضرت قدس اللہ سرہٗ العزیز نے دریافت فرمایا کہ حجرۂ شریف علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کی خاک بھی لائے ہو یا نہیں چونکہ وہ احقر کے پاس موجود تھی اس لئے باادب ایستادہ پیشکش خدمت اقدس کیا تو نہایت وقعت اور عظمت سے قبول فرماکر سرمہ میں ڈلوایا اور روزانہ بعد عشاء خواب استراحت فرماتے وقت اتباعاً للسنۃ اس سرمہ کو آخر عمر تک استعمال فرماتے رہے۔ اس قصہ سے عام خدام واقف ہیں۔

بعض مخلصین نے کچھ کپڑے مدینہ منورہ سے خدمت اقدس میں تبرکاً ارسال کئے۔ حضرت نے نہایت تعظیم اور وقعت کی نظر سے ان کو دیکھا اور شرف قبول سے ممتاز فرمایا۔ بعض طلبہ حضار مجلس نے عرض بھی کیا کہ حضرت اس کپڑے میں کیا برکت حاصل ہوئی، یورپ کا بنا ہوا ہے، تاجر مدینہ میں لائے وہاں سے دوسرے لوگ خرید لائے اس میں تو کوئی وجہ تبرک ہونے کی نہیں معلوم ہوئی۔ حضرت نے شبہ کو رد فرمایا اور یوں ارشاد فرمایا کہ مدینہ منورہ کی اس کو ہوا تو لگی ہے اسی وجہ سے اس کو یہ اعزاز اور برکت حاصل ہوئی بس خیال کرنے کی بات ہے کہ جس شخص کا محبتِ نبوی میں یہ حال ہو کہ دیار محبوب کی گٹھلیاں اور خاک جو کہ محبوب کے روضہ کے ارد گرد برائے چندے آپڑی ہو کیونکہ قبر مبارک تک بوجہ دوسنگی دیواروں کے جملہ اشیاء کا پہنچنا محال ہے، اس عظمت سے رکھی جاوے اور وہ چیزیں کہ جن کو کفار نے دار الکفر میں اپنے ہاتھوں میں بنایا ہو

فقط اور محبوب کے چند روزہ ہوا کھانیکی وجہ سے تبرکِ عظیم بن جاویں اگر قصۂ مجنوں بنی عامر صیبا نہیں تو کیا ہے وہ اگر سگ کوچۂ لیلیٰ پر فدا تھا یہ خاک کوچۂ اطہر مصطفوی پر جان نثار، وہ اگر بوجہ غلبۂ محبت لیلیٰ بے اختیار تھا تو یہ بوجہ عشق مصطفوی بے قرار ہیں کہاں ہیں بدنصیبان جہاں کہاں ہیں عیاران بے ایمان، آئیں دیکھیں تو سہی کیا یہ حال کسی خبیث وہابی کو نصیب ہوا ہے کیا وہ ایسے عقائد اور خیالات رکھتے ہیں؟ ہرگز نہیں خود احقر کا مشاہدہ ہے کہ تین دانے ان کھجوروں کے جو صحن خاص مسجد نبوی میں نصب ہیں اسی سال لاکر حضرت اعلیٰ کی خدمت میں پیش کئے تھے اس کی حضرت نے اس قدر وقعت فرمائی کہ نہایت اہتمام سے اس کے ستر سے کچھ زائد فرما کر اپنے اقربا، مخلصین و محبین میں تقسیم فرمائے اور اپنا بھی ان میں ایک حصہ قرار دیا، صاحبو! یہ ہزاروں مدعین محبت سے احقر کو ملاقات کی نوبت آئی اور وہ خاص کھجوریں ان کو دی گئیں لیکن کسی کو اس اخلاص و عظمت کے ساتھ لیتے ہوئے میں نے نہیں دیکھا۔

حجرۂ مطہرۂ نبویہ کا جلا ہوا زیتون کا تیل وہاں سے حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے بعض مخلصین نے ارسال کیا تھا، حضرت نے باوجود نزاکتِ طبعی کے جس کی حالت عام لوگوں پر ظاہر ہے اس کو پی ڈالا، حالانکہ اولاً زیتون کا تیل خود بے مزہ ہوتا ہے، ثانیاً بعد جلنے کے اس میں اور بھی تغیر ہو جاتا ہے، طبائع کثیفہ بھی ایسے کام پر جرأت نہیں کرتیں، چنانچہ مشاہدہ ہے اور جو اقدام کرتا بھی ہے تو آنکھیں اور بھویں چڑھا کر اور حیل و طرق استعمال کرکے مگر واہ رے عاشق سید الرسل و شیدائے خاتم الانبیا علیہم السلام باوجود اس نزاکت و نظافت کے پیشانی پر بل بھی نہ پڑنے دیا گویا کہ نہایت خوشگوار لذیذ چیز نوش فرما رہے ہیں۔

خود احقر نے سوال کیا کہ بعد چالیس روز کے جالی شریف میں اندرون حجرۂ مطہرہ اہل مدینہ بچوں کو داخل کرتے ہیں اور خادم روضۂ مطہرہ اس کو لیجا کر سامنے روضۂ اقدس کے قبلہ کی طرف لٹا دیتا ہے اور دعا مانگتا ہے یہ فعل کیسا ہے تو آپ نے استحسان فرمایا اور پسند کیا، ذرا غور کی بات ہے کہ کیا وہابیہ خبیثہ ان افعال کو جائز کہتے ہیں کیا ان کو وہ شرک

وکفر و بدعت وغیرہ نہیں کہتے، اسی وجہ سے ہم نے اپنے بچوں کو بھی مدینہ میں بارہا مجرۂ مطہرۂ نبویہ میں داخل کیا ہے۔ ایکمرتبہ احقر نے در بارہ اس قصہ کے جو حضرت امام اعظم امام ابوحنیفہ رح سے منقول ہے، دریافت کیا کہ بعض کتب میں دیکھا ہے کہ امام صاحب خانہ کعبہ شریفہ میں ایک شب داخل ہوئے اور تمام رات ایک پیر پر کھڑے ہوکر پورا قرآن شریف ختم فرمایا اور بعد میں یہ الفاظ فرمائے اللّٰھم عرفتک حق معرفتک وما عبدتک حق عبادتک پس اس کے ظاہری معنی پر انکار فرمایا اور فرمایا کہ خداوند کریم جل وعلیٰ شانہٗ کا مرتبہ تو نہایت اعلیٰ ہے ہم بنی آدم تو حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بھی معرفت حق معرفت نہیں کر سکتے۔ حالانکہ انکی ذات پاک سے ایک قسم کی مجالست ومقاربت محقق ہے۔ پس جناب باری عز وشانہٗ کی معرفت حق معرفت کیسے ہو سکتی ہے جبکہ خود سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام ماعرفناک حق معرفتک فرماتے ہیں (حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے اس کلام کی تاویل علماء نے کتب تراجم میں ذکر کی ہے) اس جواب سے بخوبی اندازہ کر سکتے ہیں کہ ہرگز مولانا اور ان کے متبعین کا عقیدہ بہ نسبت حضرت سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ و السلام کے وہ نہیں جو وہابیہ خبیثہ رکھتے ہیں، ورنہ اس قول کے کیا معنی ہوں گے اور ان افعال کے جو کہ غایت اخلاص ومحبت پر دال ہیں، کیا صورت ہوگی ہم پہلے عرض کر چکے ہیں کہ یہ جملہ حضرات ذات سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام کو باوجود افضل الخلائق وخاتم النبیین ماننے کے آپ کو جملہ کمالات کے لئے اہل علم کے واسطے واسطہ مانتے ہیں یعنی جملہ کمالات خلائق علمی ہوں یا عملی نبوت ہو یا رسالت، صدیقیت ہو یا شہادت، سخاوت ہو یا شجاعت، علم ہو یا مروّت، فتوحات ہو یا وقار وغیرہ وغیرہ۔ سب کیساتھ اولاً بالذات آپ کی ذات والاصفات جناب باری عز شانہٗ کی جانب سے متصف کی گئی اور آپ کے ذریعہ سے جملہ کائنات کو فیض پہنچا جیسے کہ آفتاب سے نور قمر میں آیا اور قمر سے نور ہزاروں آئینوں میں بلکہ وجود جو کہ اصل جملہ کمالات کی ہے اس کی نسبت بھی ان حضرات کا یہی عقیدہ ہے۔ اس مضمون کو نہایت تفصیل سے آب حیات[1] قبلہ نما، اجوبہ

---

[1] یہ جملہ مسائل حضرت خاتم المحققین مولانا محمد قاسم صاحب قدس اللہ سرہٗ العزیز کی تصانیف سے ہیں ۱۲

اربعین، تحذیر الناس وغیرہ میں ذکر کیا گیا ہے۔ اسی واسطے براہین میں صاف تصریح کر دی گئی ہے کہ کمالات روحیہ میں کوئی شخص حضرت سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والسّلام کے مماثل اور مقارب ہو ہی نہیں سکتا اور نہ کسی مسلمان کا یہ عقیدہ ہے اور در حقیقت کمالات تو کمالات روحی ہی ہیں جیسا کہ حقیقت انسان روح ہے اور یہ جسم خاکی تو قالب اور غلاف آدمی ہے، مدار فضائل کا عقلاء کے نزدیک انہیں کمالات روحی پر ہے جسمی پر نہیں، بس باعتبار جسم اطہر کے اگرچہ آپ اولادِ آدم اور بنی آدم ہیں لیکن باعتبار روح کے آپ سب کے امام اور باپ ہیں باوجود اس کے بہ نسبت حضرت علیہ السلام کے جملہ مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ ان کو کمالات جسمیہ میں بھی خلائق میں یکتائی تھی، اور ہے چنانچہ قصیدہ نعتیہ حضرت مولانا نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ سے بخوبی ظاہر ہے مگر اشتراک جسمی و نوعی بشری سے انکار بھی کسی طرح جائز نہیں یہی عقیدہ محققین اہل سنت والجماعت کا ہے وہابیہ ان مضامین کے پاس بھی نہیں پھٹکتے اعتقاد کجا، حضرت مولانا گنگوہی قدس اللہ سرہٗ العزیز امداد السلوک ص۱۲ میں بحث خلوت میں تحریر فرماتے ہیں۔

وحضرات صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین را بے خلوت صرف ببرکت فخر الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم فتوحات می شدند و بیک جلسہ چنداں معارف وغرائب علوم حاصل می شدند کہ دیگراں را بخلوت سالہا سال میسر نہ باید و ایں مرازیں بود کہ ارادت چنانکہ گفتہ اند ترک عادت باشد و عادت صحابہ رضی اللہ عنہم رسوم جاہلیت بود چوں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم چناں کرد کہ ہیچ امر سر موجانب دراطاعت نمی گیرند بدل و جان راضی می بودند، حق تعالیٰ در دل ایشاں ایمان مثبت و بنور ہدایت خود تائید فرمود کہ باوصف مخالطت اہل مال واکتساب مناجات و جہاد بدرہ کمال بودند و ہمہ ہمت ایشاں متابعت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم و ملاحظہ جمال باکمال آں سرحلقہ محبوباں بود و حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مجمع ہمہ فضائل و کمالات بودند، چوں ایشاں را بصدق ارادہ راسخ.

دیدار شمس قلب شریف خود عکسے انداخت وبچشم عنایت سراسر ہدایت
نظرے فروخت وبانوار نبوت وبالمعات جواہر معدن رسالت تشریف بخشید چنانکہ
شیخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ روایت کرد کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم فرمودہ آنچہ حق تعالیٰ در سینۂ من انداختہ بود در سینہ ابوبکر رض انداختم پس
چراغ قلوب ایشاں باں نور روشن شد ومشکوٰۃ وجود ایشاں منور گردید و
صفاتِ بشری ایشاں بالکل مضمحل گشت زہاد وعباد وعلماء وحکماء وعرفاء ومتوحدین
وراسخین درہمہ علوم شدند وازانوار معارف ایشاں بر تابعین عکس افتاد
ودل وجان ایشاں نور محض گردید وعلیٰ ھٰذا القیاس رضی اللہ عنہم اجمعین
چنانکہ حضرت فرید صلی اللہ علیہ وسلم کہ اصحاب من مثل ستارگان اند بہر کہ
پیروی کنید راہ یابید پس چوں یک نظر آں آفتاب کمالات بایں سعادت
رساند کدام خلوت اولیٰ ازیں مجالست بود وکدام عقل است کہ بریں چنیں
صحبت خلوت گزنید، چہ خلوت برائے آں گرفتہ اند آنچہ صحابہ رضی اللہ عنہم،
بمجالست حضرت نبوی حاصل کردہ اند اھ۔

حضرت اس عبارت میں ذرا غور فرمائیں کہ کسطرح فضائل نبوت وصحبت کا اظہار و
بیان کیا گیا ہے۔ اور عقیدۂ کاملہ سنیّہ کی کیفیت واضح کی گئی ہے کیا وہ قلب جس میں یہ اعتقاد
راسخ ہو اور ان انوار سے منور ہو چکا ہو وہ کوئی کلمہ گستاخی کا بہ نسبت حضور سرور کائنات
علیہ السلام کہہ سکتا ہے یا اعتقاد کر سکتا ہے۔ حاشا وکلا خداوند کریم ان افتراء پردازوں
کا لا منہ کالا کرے جو عبارتوں میں قطع وبرید کرکے اور معنی بگاڑ کر ان مقدس حضرات کی طرف
منسوب کرتے ہیں خذلہم اللہ تعالیٰ فی الدارین۔

اس قسم کے مضامین ان اکابر کی تحریرات میں جابجا مسطور ہیں، لیکن ظالمین انکو چھپا کر
اپنے مقصد ردیّہ کے حاصل کرنے کی فکر کرتے ہیں بوجہ طویل عبارت کے زیادہ نقلیں نہیں عرض

کرتا ہوں، جس نے وہابیہ کے خیالات وعقائد پر نظر ڈالی ہوگی واضح طور پر معلوم کرے گا
مثل اس عبارت کے ہرگز وہابیہ کا عقیدہ نہیں وہ اس قسم کے عقائد کو ضلال سے کم شمار نہیں
کرتے یہ مقدس اکابر ہمیشہ اولیاء کرام وانبیاء عظام سے توسل کرتے رہتے ہیں اور اپنے مخلصین کو اس کی
ہدایت کرتے رہتے ہیں جس کو وہابیہ مثل شرک ناجائز وحرام جانتے ہیں حضرت مولانا نانوتوی رحمۃ اللہ
علیہ نے ایک قصیدہ طویلہ دربارہ توسل مشائخ سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ تحریر فرمایا ہے جو کہ امداد السلوک
کے اخیر میں و نیز دیگر رسائل کیساتھ شائع ہو چکا ہے اگر جملہ اشعار کو نقل کیا جاوے تو طویل ہو جاوے گا
اختصاراً چند شعر اخیر کے ذکر کرتا ہوں۔

بہ حق مقتدائے مقتدایاں
در علم لدنی فیض رحماں
علی بن ابی طالب کہ خورشید
فدائے روضہ اش ہفت آسماں ست
پسندیدی زجملہ عالم آں را
نمودی صرف او ہر رنگ ونورا
باآں کو رحمۃ للعلمین ست
مثال او نہ مقدور جہانست

حسن بصری امام پیشوایاں
خلیج بحر رحمت منبع فیض
بنور خاک پائے او درخشید
بہ حق آنکہ محبوبش گرفتی
بما بگذاشتی باقی جہاں را
ہمہ نعمت بنام او نمودی
بدرگاہت شفیع المذنبین ست
کہ کنہش برتر از کون ومکانست
براہ خود مرا چالاک فرما الخ

بحق شیر یزداں شاہ مرداں
تجلی گاہ یزداں مطلع فیض
بحق آنکہ او جان جہان ست
برائے خویش مطلوبش گرفتی
گزیدی از ہمہ گلہا تو اورا
دو عالم را بکام او نمودی
بہ حق سرور عالم محمد
دلم از نقش باطل پاک فرما

برائے خدا آپ انصاف فرمائیں کہ آیا وہابیہ اس قسم کے الفاظ کہنا جائز رکھتے ہیں
یا نہیں، جو حضرت پورے قصیدے پر نظر فرمائیں گے وہ بخوبی معلوم کریں گے کہ یہ اکابر بالکل
از سرتا پا مخالف ومباین عقیدہ وہابیہ کے ہیں ان کے نزدیک توسل انبیاء علیہم السلام جائز
نہیں اولیاء تو درکنار پھر الفاظ بحق فلاں کا استعمال اور بھی زیادہ ان کے یہاں مکروہ
ہے علاوہ ازیں اس قسم کے مدائح جائز نہیں کہتے اور مولانا گنگوہی قدس اللہ سرہ العزیز متوسلین

کو ہمیشہ توسل اولیاء طریقت کا ارشاد فرماتے رہے اور شجرۂ طیبہ خاندان چشتیہ قدوسیہ امدادیہ
ان کو عطاء فرماتے تھے جس میں یہ الفاظ ہوتے تھے الٰہی بحرمت سیدنا و مولانا فلاں بن فلاں
الخ وہ خود اپنے خاندان صابریہ قدوسیہ کے شجرہ کو بطور اختصار ان الفاظ سے نظم فرماتے ہیں۔
دیکھئے امداد السلوک صہ ۳۴۔

بہر امداد و بنور حضرت عبد الرحیم — عبد باری، عبد ہادی عضد دیں مکی ولی
ہم محمدی و محب اللہ و شاہ بوسعید — ہم نظام الدین جلال و عبد قدوس احمدی
ہم محمد عارف و ہم عبد حق شیخ جلال — شمس دیں ترک علاؤ الدین فرید جو دہنی
قطب دیں ہم معین الدین عثمان و شریف — ہم بمودود ابو یوسف محمد احمدی
بو سحاق و ہم بمشاد و ہبیرہ نامور — ہم حذیفہ و ابن ادہم ہم فضیل مرشدی
عبد واحد ہم حسن بصری علی فخر دین — سید الکونین فخر العالمین بشری نبی
پاک کن قلب مرا تو از خیال غیر خویش — بہر ذات خود شفا ہم دہ زامراض دلی

وہابیہ کے متعدد رسائل اس بارہ میں شائع ہو چکے ہیں جس میں کہ وہ صراحۃ توسل از
حضرت سرور کائنات علیہ السلام کو و نیز توسل بالاولیاء الکرام کو منع کرتے ہیں جس کا جی چاہے
تحقیق کرے مگر ان حضرات کے توسل اور اہل بدعت کے توسل میں بڑا فرق ہے۔ یہ
حضرات نہ توسل وہابیہ کے منکر ہیں اور نہ مثل اہل ہوا کے غالی۔ ان حضرات اکابر کے رسائل
و تصانیف جن جن الفاظ مدحیہ و تعظیمہ سے پر ہیں ان کو اگر نقل کیا جاوے تو بہت بڑا دفتر
تیار ہو جاوے جس کا جی چاہے ان کی تصانیف کو ملاحظہ کرے بطور نمونہ کچھ اقوال و الفاظ
نقل کئے ہیں۔ اگرچہ مجدد بریلوی صاحب موافق اپنی عادت افتراء پردازی کے
ان حضرات کی نسبت یہی افترا کر رہے ہیں کہ وہ حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی
نسبت گالیوں کا استعمال کرتے ہیں۔ معاذ اللہ اگر یہ افتراء صریح نہیں تو اور کیا ہے۔
ہم خود پہلے لطائف رشیدیہ صہ ۲۲ سے عبارت نقل کر چکے ہیں کہ حضرت مولانا گنگوہی

قدس اللہ سرہٗ العزیز فرماتے ہیں کہ جو الفاظ موہم تحقیر حضور سرور کائنات علیہ السلام
ہوں اگرچہ کہنے والے نے نیت حقارت کی نہ کی ہو مگر ان سے بھی کہنے والا کافر ہو جاتا ہے۔
اور اس بحث کو بوضاحتِ تامہ حضرت مولانا نے مع دلائل کے ذکر فرمایا ہے تو اب کیونکر ہو سکتا ہے کہ
یہ حضرات کوئی کلمہ گستاخی کا جناب سرور کائنات علیہ السلام کی شان میں فرمائیں البتہ مجدد بریلوی
اگر کہیں اس قسم کی باتیں اپنے خیالات و لوازمات بعیدہ سے نکالیں تو یہ فقط ان کی گندہ خیالی اور
قطع و برید کا ثمرہ ہوگا نہ یہ کہ ان اکابر کے کلام پاک کا اثر جملہ تصانیف حضرات اکابر موجود میں
اور چھپی ہوئی جگہ جگہ دستیاب ہیں۔ دیکھو جس جگہ حضور علیہ السلام کا نام پاک آجاتا ہے کس
القاب و الفاظ سے مع صلوٰۃ و سلام آپ کا نام نامی ذکر کرتے ہیں عموماً قبل آپ کے اسم مبارک
کے لفظ فخر عالم ذکر کیا جاتا ہے یا اور مثل اس کے مگر افسوس کہ اپنے اغراض نفسانی کے حصول
اور طلب شہرت کی نیت سے مجدد بریلوی صاحب اور ان کے ہوا خواہ ان جملہ محاسن و بھلائیوں
کو پس پشت ڈالے دیتے ہیں جن سے ان بزرگوں کی تصانیف بھری ہوئی ہیں اور جو جو
خدمتیں و بھلائیاں ان کی دربارۂ دین قویم مثل آفتاب کے اہل علم پر نمایاں ہیں اور جو جو اقوال
و الفاظ کھٹھوں کے خیال میں قبیح معلوم ہوتے ہیں ان کو اپنے خیال کے موافق برے معنی پر
حمل کر کے تنفیر عوام مسلین کی غرض سے پر کا کبوتر بنا کر ظاہر کرتے ہیں خذلہم اللہ تعالیٰ فی
الدارین ان کا حال وہی ہے جو قرآن شریف میں متبعین متشابہات کے حق میں فرمایا گیا ہے۔
صاحبو! جن لوگوں نے جملہ عالم پر مثل آفتاب کے ظاہر کر دیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی
اتباع کس طرح کرنا چاہیے، سلف صالحین اور ائمہ مجتہدین کا اقتدا کس طرح کرنا چاہیے
ادب اکابر و رحم علی الاصاغر کا طریقہ کیا ہے۔ جنہوں نے چالیس چالیس برس تک جماعتِ
اور تکبیر اولیٰ فوت نہ ہونے دی ہو سفر اور حضر میں قیام شب و تہجد کو کبھی ضائع نہ ہونے
دیا۔ ذکر زبانی و قلبی ورد کی سے کس وقت سوتے جاگتے میں غافل نہ ہوئے ہوں، اٹھتے
بیٹھتے سوتے جاگتے چلتے پھرتے حضور سرور کائنات علیہ السلام کی عادتوں اور سنتوں

بر عملدر آمد رکھا اور ایک ادنیٰ چیز کو فوت نہ ہونے دیا ہو جن کی زندگی بھی ہوئی تو موافق زندگی رسول اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام وصحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے اور وفات بھی ہوئی تو گویا کہ نقشۂ وفات سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام کھینچ گیا تھا۔ چنانچہ جو لوگ اس وقت حاضر تھے بخوبی جانتے تھے اور جو موجود نہ تھے وہ راز وصل الحبیب ملاحظہ فرمالیں۔ حضار خدمت و ملاحظین رسالہ سب کی زبان سے یہی لفظ بشرط واقفیت از احوال حضور علیہ السلام نکلتا ہے کہ "وفات سرور عالم کا یہ نمونہ ہے"۔ ان کے اخلاص وقوت روحانی وفیوض یزدانی وقبولیت سماوی کی دلیل کیا دنیا میں اس سے قوی کوئی ہو سکتی ہے کہ آج ان کے تلامذہ ومخلصین میں جو درجہ دینداری واتباع سنت وادب اکابر ماضیین واستقامت کا موجود ہے اس میں صفحۂ زمین پر شرقاً وغرباً وجنوباً وشمالاً اپنا مماثل نہیں رکھتے ہیں اگر غور وانصاف فرمائیں تو آپ خود اس کو ملاحظہ کریں گے کہ مخالف وموافق جملہ اہل اسلام اس بات کے قائل ہیں کہ علوم دینیہ وکتب درسیہ میں آج کل صفحۂ زمین پر علماء دیوبند اور ان کے تلامذہ سے زیادہ ملنا مشکل ہے جنہوں نے فقط علماء ہند کو دیکھا ہے وہ بہ نسبت علماء ہند کہہ سکتے ہیں اور جنہوں نے اور ملکوں کے علماء کا تفحص کیا ہو گا وہ ان ملکوں کی نسبت بھی یہی کہیں گے مع اس کے جمع بین العلم والعمل اگر حصہ ہے تو انہیں حضرات کا والحمد للہ اگر یہ بات قبولیت عند اللہ کی قوی دلیل نہیں ہے تو بے شک یہی غیظ وغضب اہل بدع اور اہل ہوا کو دامن گیر ہو رہا ہے جو طرح طرح کے حیل ومکر وافترا پردازیاں ان کی ظہور میں تنفیر عوام کے واسطے آرہی ہیں۔ مگر واہ رے اتباع شریعت حضرات علماء دیوبند اور ان کے ہمخیال اکابر اپنے فرائض منصبی علمی وعملی میں۔ اس طرح مشغول ہیں کہ ان کے کانوں پر جوں بھی نہیں رینگتی اور کیوں نہ ہو آخر حکم الٰہی وَإِذَا خَاطَبَهُمُ الْجَاهِلُونَ قَالُوا سَلَامًا اور آیت قرآنی وَإِذَا مَرُّوا بِاللَّغْوِ مَرُّوا كِرَامًا پر کون عمل کرے اور خود جانتے ہیں کہ حضرات انبیاء علیہم السلام کی یہ خاص سنت ہے کہ اہل ضلال وہوا اور ان کے دشمن طرح طرح کی ایذائیں سب وشتم ان کو دیتے رہے ہیں۔ پس یہ خاص علامت ان حضرات کے اہل قبول ہونے کی ہے ان کو بھی اس قسم کی ایذائیں پہنچائی

جاویں۔ آپ اکابرین میں سے کسی کو ایسا نہ پاویں گے جن کو ان کے اہلِ زمانہ نے ایذائیں نہ دی ہوں یا سب وشتم تفسیق و تضلیل نہ کی ہو۔ حضرت امام اعظمؒ وامام مالکؒ وامام شافعیؒ امام محمدؒ وحضرت جنیدؒ وحضرت غوث الثقلین وغیرہ وغیرہ حضرات واکابر رحمۃ اللہ علیہم کے حالات ملاحظہ کرلیں اور تواریخ اسلام کو ابتداء سے آخر تک دیکھیں خود اللہ تعالے فرماتا ہے۔ وَكَذٰلِكَ جَعَلْنَا لِكُلِّ نَبِيٍّ عَدُوًّا شَيَاطِيْنَ الْاِنْسِ وَالْجِنِّ آیۃ آپ ذرا تامل سے خود غور فرما سکتے ہیں کہ یہ عداوتِ خاصہ آیا مجدد بریلوی خذلہ اللہ کو ہے یا ان حضرات کو۔ جملہ مظالم و شدائد کی ابتداء مجدد صاحب اور ان کے اتباع سے ہی ہوتی رہی ہے مگر یہ اکابران کے تحمل میں اسی طرح ثابت قدم ہیں جس طرح اتباع انبیاء کرام اور ائمہ عظام تھے اگرچہ اس تحمل پر بھی لعن طعن ہوتا اور انتقام لینے اور جواب دینے پر طرح طرح سے ابھارا جاتا ہے کہ کسی طرح بولیں اور سب وشتم کے بدلے سب وشتم لکھیں مگر واہ رے استقلال یہ سمجھ کر کہ گالیاں بکنی ان کو مبارک ہوں جن کا یہ پیشہ ہے اور صبر و تحمل انہیں مبارک ہو جن کا یہ شعار ہے مطلق پرواہ نہیں کرتے اور اپنے پاک مشغلہ میں مشغول ہیں تاکہ اجر دوبالا ہو فهنيأ لهم ثم هنيأ لهم

⑤ وہابیہ اشغال باطنیہ واعمال صوفیہ مراقبہ ذکر و فکر و ارادت و مشیخت و ربط القلب بالشیخ وفنا و بقا و خلوت وغیرہ اعمال کو فضول و لغو بدعت و ضلالت شمار کرتے ہیں اور ان اکابر کے اقوال و افعال کو شرک وغیرہ کہتے ہیں اور ان سلاسل میں داخل ہونا بھی مکروہ و مستقبح بلکہ اس سے زائد شمار کرتے ہیں چنانچہ جن لوگوں نے دیارِ نجد کا سفر کیا ہوگا یا ان سے اختلاط کیا ہوگا اس کو بخوبی معلوم ہوگا فیوضِ روحیہ ان کے نزدیک کوئی چیز نہیں ہیں ومثل ھٰذا اب ذرا غور فرمائیں اور ان مقدس اکابر کے احوال کی طرف توجہ کریں یہ جملہ حضرات طرقِ صوفیہ باطنیہ میں منسلک ہیں۔ ریاضت و دوام فکر و ذکر ان کا شعار ہے دونوں حضرات مولانا نانوتوی و مولانا گنگوہی قدس اللہ اسرارہما نے طرق اربعہ میں حضرت قطب العالم

مولانا الحاج امداد اللہ صاحب تھانوی ثم المکی قدس اللہ سرہٗ العزیز سے بیعت کی اور اذکار و افکار اور قوی روحیہ میں اس درجہ کو پہنچے کہ خلافت و خرقہ اپنے مرشد کامل سے علیٰ وجہ اتم و اکمل حاصل فرمایا حضرت حاجی صاحب قدس سرہٗ نے جو جو اوصاف کمالیہ ان دونوں حضرت کی نسبت ضیاء القلوب میں تحریر فرماتے ہیں وہ ہر کہ ومہ پر ظاہر ہیں کہ کس علو مرتبت و رفعت و قدر پر دلالت کرتے ہیں یہ جملہ اکابر مثل سلف صالحین اوراد و اشغال و تصوف کے اسی طرح حامل تھے جیسے کہ سلف صالحین و اکابر امت ہمیشہ سے رہے ہیں۔ دیکھئے حضرت مولانا گنگوہی قدس اللہ سرہٗ العزیز ایک رسالہ مخصوصہ اس فن میں مسمیٰ بہ امداد السلوک لکھتے ہیں جو کہ شائع بھی ہو گیا ہے اگرچہ بظاہر رسالہ مکیہ کا ترجمہ ہے مگر باطناً رسالہ مستقلہ از تصنیف علیہ الرحمۃ کیونکہ ترجمہ لفظی کی رعایت اس میں نہیں کی گئی زوائد اس میں درج کئے گئے ہیں۔ اور اس کی مدائح وغیرہ حضرت علیہ الرحمۃ کرتے رہے ہیں۔ اس کے ابتدا میں اپنے شیخ کامل کو ان الفاظ سے ذکر فرماتے ہیں۔

بنام نامی واسم سامی وافتخار المشائخ الاعلام مرکز الخواص والعوام منبع البرکات القدسیۃ مظہر الفیوضات المرضیۃ معدن معارف الالٰہیۃ مخزن الحقائق لجمع دقائق سراج امۃ قدوۃ اھل زمانہ سلطان العارفین ملک التارکین غوث الکاملین غیاث الطالبین الذی کلت السنۃ الاقلام عن مدائحہ البالغۃ واعجزت التوصیف شمائلہ الکرام الساطعۃ یغبط الاولون والآخرون من شعائرہ ویحسدہ الفاجرون والغافلون من دثارہ مرشدی معتمدی وسیلۃ یومی وغدی مولائی معتقی سیدی سندی الشیخ الحاج المشتہر بامداد اللہ الفاروقی التھانوی سلمہٗ تعالیٰ بالارشاد والھدایۃ وازال بذاتہ المطھرۃ الضلالۃ والغوایۃ الخ

صاحبو! اس عبارت کے الفاظ و معانی پر غور کرو اور بنظر انصاف فرماؤ کہ فرقۂ وہابیہ کیا اس قسم کے الفاظ اور اس نوع کے اعتقادات کسی کی نسبت رکھتے ہیں یا نہیں؟ اس عبارت سے یہ بھی واضح ہو گیا کہ حضرت قطب العالم حاجی امداد اللہ قدس سرہ العزیز کی جتنی تصانیف و عقائد ہیں ان کے حضرت مولانا گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ بالکل موافق اور متبع ہیں اور وہی عقائد رکھتے کہ جن کے ذریعہ سے وہبیہ وہابیت بالکل زائل ہے۔ رسالہ امداد السلوک کا صفحہ صفحہ اور سطر سطر پوری دلیل اور قوی برہان حضرت مولانا قدس سرہ العزیز کے ربانی سنی اور حنفی ولی کامل ہونے کی ہے اگر ان کو نقل کیا جاوے تو دفتر طویل ہو جائے لیکن چند جگہوں سے کچھ عبارتیں نقل فرماتے ہیں ص۴ میں فرماتے ہیں۔

"پس اگر سالک عالم ست او را این امر خود حاصل ست وگرنہ شیخے ملبد کہ اوّلاً او را مسائل صحۃ توحید و فقہ تعلیم فرماید بعدہ طریقہ مجاہد و زہد و تقوی بنماید و ہمیں معنی دارد آنچہ گفتہ اند کہ ع ہر کہ را پیرے نباشد پیر او شیطان بود۔ یعنی ہیچ رہبر ندارد نہ علم نہ صحت مرشد حق الخ۔"

ص۸ میں فرماتے: "بدانکہ سالک را شیخ کامل کہ رفیق طریق او بود ضرور باید" اور اس کے بعد شرط شیخ بیان فرماتے ہیں ملاحظہ ہو۔

ص۸ "پس چوں باو بیعت کند فرمانبردار او شود بتوحید مطلب حلقہ اطاعت او در گوش کشد و توحید مطلب اینکہ بداند کہ بجز این شیخ معین موصوف صفات مرا در عالم کسے بہ مطلب نتواں رسانید اگرچہ دیگر شیوخ اقران او باشند بصفات موصوف بودند و این رکن عظیم اگر توحید مطلب نہ دارد پراگندہ ہر جائی ماندہ مشوش شود و خدا ہم پروائے او نہ کند کہ در کدام صحرائے ہلاک شد بلکہ چنانکہ حق و قبلہ یک ست شیخ راہ رساں ہم یک داند و بسیار آں در پراگندگی ہلاک شدند پس

اگر خطرہ ہم دارد کہ در عالم کسے بجز ایں شیخ مرا بمطلب تواند رسانید شیطان درو تصرف کند و از جائے لغزاند و بسیار شود کہ شیطان بصورت پیر او آمدہ او را خراب کند و چنیں اشیاء نماید کہ باآں عقیدہ او را بر باطل منعقد گردد. معاذ اللہ و بتوحید مطلب ہرگز شیطان را بلید و تمثیل بایں شیخ نتواند کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم شیخ را در مرید خود مثل نبی در قوم خویش فرمودہ علماء امت خویش را مثل انبیاء بنی اسرائیل فرمودہ پس چنانکہ شیطان لعین بشکل حضرت فخر الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نتواند شد چنانکہ خود فرمودہ اند کہ "ہر کہ مرا بخواب دید فی الواقع مرا دید کہ شیطان بصورت من ہرگز نمی تواند آمد ہمچنیں بصورت شیخ متابع شریعت نمی تواند گشت پس مرید محفوظ می ماند و از سیجا گفتہ کہ چار چیز رکن اصول اند، عبرت در دین حق و علو ہمتی وقت مشاہدات و مکاشفات و تجلیات و حفظ عظمت و حرمت شیخ و شفقت بر یاران طریق کہ عبارت از توقیر کبار و ترحم صغار و ایں ہمہ کامل ایماناں را نصیب بود نہ ناقص ایمان را الخ:

صنا میں فرماتے ہیں:

وہم مرید بریقین داند کہ روح شیخ مقید بیک مکان نیست پس ہر جا کہ مرید باشد قریب یا بعید اگرچہ از شخص شیخ دور ست، اما روحانیت او دور نیست چوں کہ ایں امر محکم داند و ہر وقت شیخ را بیاد دارد و ربط قلب پیدا آید و ہر دم مستفید بود و چوں مرید در حل واقعہ محتاج شیخ بود شیخ را بہ قلب حاضر آوردہ بلسان حال سوال کند البتہ روح شیخ باذن اللہ تعالیٰ القاء خواہد کرد مگر ربط تام شرط ست و بسط ربط قلب شیخ لسان او ناطق می بود و بسوئے حق

تعالیٰ راہ می کشاید حق تعالیٰ اورا محدث میکند چنانکہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرمود کہ ورامتہائے سابقہ محدث یعنی درست رائے بودند اگر چہ دریں امت ہم ست او عمر ست رضی اللہ تعالیٰ عنہ یعنی قلب عمر رضی اللہ عنہ بسبب کمال ربط خود باں سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم چناں با حق تعالیٰ ارتباط یافت کہ از حق تعالیٰ ملہم می شود و بہمیں موافق رائے او رضی اللہ عنہ وحی آمد و موافقات رائے او رضی اللہ عنہ زیادہ از سیزدہ گفتہ اند واللہ تعالیٰ اعلم۔

اور بعد اس کے شروطِ شیخ و احوالِ شیخ کامل نہایت تفصیل سے ذکر فرماتے ہیں اور جملہ آداب و طریق سلوک و مراتب عارفین وغیرہ اس متانت و ضبط سے اس میں مذکور ہیں کہ دیگر کتب سلوک میں یہ تحریر و ضبط نہیں۔ اب ناظرین بانصاف غور فرماویں کہ جو جو احوال واقوال مولانا کے نقل کئے گئے ہیں کیا یہ وہابیہ کے مذاق کے موافق ہیں کیا یہ طائفہ اس قسم کے الفاظ کے قائل کو متبع سنت خیال کرتے ہیں آیا ان سب باتوں کو حدود معصیت سے نکالکر اپنی تقشف و شدتِ بغاوت کے سبب درجات شرک تک نہیں پہنچاتا کیا وہ ان سب خیالات کو پیر پرستی وغیرہ نہیں کہتے ہیں کیا وہ فناء و بقاء و فناء الفناء و بقاء البقاء و چلہ کشی و مراقبات و اذکار و اشغال وغیرہ وغیرہ کو بدعتِ سیئہ و ضلالت خیال نہیں کرتے ہیں افسوس صد افسوس کہ ایسے بزرگانِ دین و اہل اللہ جنہوں نے تمام عمر اپنی تجرید و تفرید میں گذاری، ہزاروں کو عقباتِ سلوک طے کرائے ان کی مجالس سوائے ذکر و فکر شغل و مراقبہ کے جملہ اوصافِ دنیاویہ و نفسانیہ سے پاک رہے ہیں وہ تو وہابی کہے جاویں اور جن کی حالتیں یہ ہوں کہ سود کھاویں، حظوظِ شہوانیہ و نفسانیہ میں عمریں گنوادیں مثل اراذل گالی گلوج میں دن رات مشغول رہیں حیل و مکر کے ہزاروں طریقے علماء امت محمدیہ کی تکفیر کے واسطے عمل میں لاویں اور خیالات علمیہ و ارادتِ صوفیہ صافیہ کا حال بلکہ قال بنانا

تو کیا معنی کبھی خیال بلکہ خواب میں بھی نہ آئے ہوں وہ اہل سنت و مسلم شمار کئے جاویں۔

فالی اللہ المشتکی من زمان قد امتلأ جوراً وظلماً وکفراً وقباحۃ۔

۶ وہابیہ کسی خاص امام کی تقلید کو شرک فی الرسالۃ مانتے ہیں اور ائمہ اربعہ اور ان کے مقلدین کی شان میں الفاظ وہابیہ خبیثہ استعمال کرتے ہیں اور اس کی وجہ سے مسائل میں وہ گروہ اہلسنت والجماعت کے مخالف ہو گئے چنانچہ غیر مقلدین ہند اسی طائفہ شنیعہ کے پیرو ہیں وہابیہ نجد عرب اگرچہ بوقت اظہار دعویٰ حنبلی ہونے کا اقرار کرتے ہیں لیکن عملدرآمد ان کا ہرگز جملہ مسائل میں امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کے مذہب پر نہیں ہے بلکہ وہ بھی اپنے فہم کے مطابق جس حدیث کو مخالف فقہ حنابلہ خیال کرتے ہیں اس کی وجہ سے فقہ کو چھوڑ دیتے ہیں ان کا بھی مثل غیر مقلدین کے اکابر امت کے شان میں الفاظ گستاخانہ بے ادبانہ استعمال کرنا معمول بہ ہے اب آپ خیال فرمائیں کہ یہ اکابر ان امور میں بھی بالکل مخالف اس طائفہ کے ہیں۔ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے جملہ مسائل اصولیہ و فروعیہ میں مقلد ہیں ائمہ اربعہ میں سے ایک شخص کی تقلید کو واجب کہتے ہیں چنانچہ حضرت مولانا نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ نے لطائف قاسمیہ میں اور مولانا گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ نے سبیل الرشاد میں اس کو مفصل طور سے لکھا ہے بلکہ مولانا گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کا ایک رسالہ فقط وجوب تقلید شخصی میں چھپا ہوا ہے۔ حضرت مولانا گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ نے وہابیہ کی رد میں جبکہ ان لوگوں نے امام ابوحنیفہ رح اور ان کے اتباع پر چند مسائل میں زبان درازی کی تو چند رسائل تصنیف فرمائے مثل ہدایۃ المعتدی فی الانصاف للمقتدی جس میں قراءت خلف الامام کے مسئلہ پر محققانہ گفتگو فرما کر مخالفین کے دلائل کے ضعف کو ظاہر و باہر فرمایا ہے اور جن جن دلائل و آثار پر وہابیہ کو ناز تھا ان کی حقیقت کو عیاں کر دیا ہے "الرای النجیح فی عدد رکعات التراویح" اس رسالہ میں وہابیہ کے ان خیالات و کمالات کا ابطال کیا ہے جو وہ بمقابلہ اہلسنت والجماعت مسئلہ تراویح میں استعمال کرتے ہیں اور بیس رکعات

کو بدعت عمری رضؓ وغیرہ الفاظ شنیعہ کے ساتھ یاد کرتے ہیں۔ اس میں حضرت مولانا مرحوم نے ان کے جملہ اعتراضات کو رد کیا ہے اور مذہب حنفیہ کو نہایت وضاحت کے ساتھ ثابت کیا اور عیاں کر دیا کہ جو لوگ گمان کرتے ہیں کہ بیس رکعتیں بدعت ہیں وہ فی الحقیقت صراطِ مستقیم پر نہیں ہیں۔ حضرت مولانا نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ نے مسئلہ قرأت خلف الامام میں توثیق الکلام فی الانصاف خلف الامام تحریر فرمایا ہے جو چھپکر شائع بھی ہو چکا ہے جس میں دلائل عقلیہ ونقلیہ سے بخوبی حضرت امام صاحب رح کے مذہب کو ثابت کر دکھایا ہے۔ اور مسئلہ تراویح میں بھی دو رسالہ مصباح التراویح اور الحق الصریح فی عدد رکعات التراویح تصنیف فرمائے ہیں۔ نہایت عجیب اور قابل دید رسالے ہیں۔ حضرت مولانا گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ نے مختلف مسائل مختلفہ وہابیہ کی رد میں رسالہ سبیل الرشاد بھی تصنیف فرمایا اور ان کے مختلف مسائل کا پورے طور سے رد فرمایا ہے۔ اوقاف القرآن کے بارے میں علماء طائفہ وہابیہ نے بدعت ہونے کا فتویٰ دیا تھا اور جملہ معشر قراء حنفیہ کو اہلِ بدعت وجور قرار دیا تھا اس کا رد حضرت مولانا گنگوہی رحؒ نے رسالہ الطغیان فی اوقاف القرآن میں واضح طور سے فرمایا۔ اکثر وہابیہ نے مذہب حضرت امام اعظم رح پر دربارۂ مسئلہ عدمِ جواز جمعہ فی القریٰ اعتراضات سخت کئے تھے حضرت مولانا نے ان سب اعتراضات کا رسالہ اوثق العریٰ فی عدم جواز الجمعہ فی القریٰ میں رد فرمایا اور مذہب حنفیہ کو پورے طور سے ثابت فرمایا اور جبکہ بوجہ دقت مسائل مخالفین نے نہ سمجھا اور تین چار رسالے لوگوں نے اس کے رد میں لکھے تو حضرت مولانا دیوبندی سلمہ تعالیٰ نے ان جملہ رسالوں کے رد میں رسالہ احسن القریٰ فی توضیح اوثق العریٰ لکھا جس کی کیفیت ملاحظہ سے ظاہر ہے علاوہ اس کے اور بھی رسائل ان اکابر کے ردّ وہابیہ میں شائع ہو چکے ہیں جن کو ہر کوئی ملاحظہ کر سکتے ہیں مگر مجدد بریلوی اور ان کے اتباع اپنے خواہش نفسانی کی وجہ سے جملہ محاسن کو ان اکابر کے چھپاتے ہیں اور افترا پردازیوں کے ذریعہ سے ان مقدس بزرگواروں کو فرقۂ ضالہ کی طرف منسوب کرتے ہیں۔ فسود اللّٰہ وجہہٗ فی الدنیا والآخرۃ وخذل جنودہٗ

ی اللہ ادیین۔ آمین۔

فتاوی رشیدیہ میں متعدد مقامات میں حضرت مولانا گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ نے طائفہ وہابیہ غیر مقلدین کو فاسق تحریر فرمایا ہے اور ان کے اقتدا کو مکروہ کہا کہ سلف صالحین و ائمہ مجددین رحمہم اللہ تعالیٰ کی شان میں گستاخی کرنے کی وجہ سے فسق عائد ہوتا ہے یہ جملہ اکابر اپنے حلقات درس حدیث وغیرہ میں ہمیشہ تائید مذہب حنفیہ و عقائد سنیہ کرتے رہے اور کرتے رہتے ہیں۔ انہیں حضرات کے فیض عام کا ثمرہ ہے جو آج دیار ہندیہ میں اس پر آشوب زمانے میں عقائد اسلام و اہلسنت کے حامی نظر آتے ہیں ورنہ دہریت و نیچریت بدعت و ضلالت کی وہ ہوا چل رہی ہے کہ جس نے ہزاروں بلکہ لاکھوں کا احاطۂ اسلام سے اخراج کر دیا۔ انہیں حضرات کا طفیل ہے کہ مذہب حنفیت کو اس زمانہ آزادی میں جبکہ ہر شخص اپنے آپ کو ابو حنیفہ و شافعی خیال کرتا ہے قوت و سلامتی رہی۔ انہیں حضرات کی کوششہائے بلیغہ کا ثمرہ ہے کہ جا بجا مدرسین علم حدیث موجود ہیں جو حمایت شرع متین و دین مبین میں راسخ القدم و مستقل مزاج ہیں انہیں حضرات کی توجہات کی برکت سے علم طریقت بلا بدعت و ضلالت سرسبز و شاداب ہے ہزاروں مقصد اصلی پر پہنچ کر کامیاب ہوتے ہیں فطوبیٰ لہم وویل لاعدائہم اللہم ابین۔ آمین۔

علاوہ ان مذکورۃ الصدر اور بھی مسائل ہیں جن میں وہابیہ اہل سنت کے مخالف ہوئے اور یہ اکابر طریقۂ اہل سنت پر ثابت قدم رہ کر اس طائفہ کی مخالفت کرتے ہیں۔

مثلاً علی العرش استوی وغیرہ آیات میں طائفہ وہابیہ استواء ظاہری اور جہالت وغیرہ ثابت کرتا ہے جس کی وجہ سے ثبوت جسمیت وغیرہ لازم آتا ہے مگر یہ مقدس بزرگواران سب آیات و احادیث میں مثل سلف بنفی لوازم حدوث و جسمیت توقف فرماتے ہیں اور یا مثل خلف ان کی تاویلات جائز فرماتے ہیں۔ علی ھذا القیاس مسئلۂ ندا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں وہابیہ مطلقاً منع کرتے ہیں اور یہ حضرات نہایت

نہایت تفصیل فرماتے ہیں اور کہتے ہیں کہ لفظ یا رسول اللہ علیہ السلام اگر بلحاظ معنی اسی طرح نکلا ہے جیسے لوگ بوقت مصیبت و تکلیف ماں اور باپ کو پکارتے ہیں تو بلاشک جائز ہے علیٰ ھٰذا القیاس اگر بلحاظ معنی درود شریف کے ضمن میں کہا جاوے گا تو بھی جائز ہوگا علیٰ ہٰذا القیاس اگر کسی سے غلبۂ محبت و شدت وجد و توفر عشق میں نکلا ہے تب بھی جائز ہے اور اگر اس عقیدہ سے کہا کہ اللہ تعالیٰ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تک اپنے فضل و کرم سے ندا کو پہنچادے گا۔ اگرچہ ہر وقت پہنچا دینا ضروری نہ ہوگا مگر اس امید پر وہ ان الفاظ کو استعمال کرتا ہے تو اس میں بھی کوئی حرج نہیں علیٰ ہٰذا القیاس اصحاب ارواح طاہرہ و نفوس ذکیہ جن کو بعد مکانی اور کثافت جسمانی اپنے عرائض کی تبلیغ مانع نہ ہوں اس میں بھی کوئی قباحت نہیں مگر ہر دو طریقۂ اخیرہ میں عوام کے سامنے نہ کرنا چاہئے کیونکہ وہ اپنی کم فہمی کے باعث سے حضور اکرم علیہ السلام سے نسبت یہ عقیدہ ٹھہرا لیتے ہیں کہ جیسے جناب باری عز اسمہ پر جملہ اشیا ظاہریہ و باطنیہ مخفی نہیں اور ہر جگہ کے جملہ امور اس کے نزدیک ظاہر و معلوم و مسموع ہیں اسی طرح رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی تمام اشیاء معلوم ہیں اور آنجناب کو عالم الغیب خیال کرنے لگتے ہیں حالانکہ عالم الغیب والشہادۃ ہونا صفات مخصوصہ جناب باری عز اسمہ سے ہے اور اس طرح ندا کرنا حضور علیہ السلام کو یعنی بایں اعتقاد کہ آپ کو ہر منادی کی ندا کی خبر ہو جاتی ہے ناجائز ہے۔ وہابیہ خبیثہ یہ صورت نہیں نکالتے اور جملہ انواع کو منع کرتے ہیں چنانچہ وہابیہ کی زبان سے بارہا سنا گیا کہ والصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ کو سخت منع کرتے ہیں اور اہل حرمین پر سخت نفریں اس ندا اور خطاب پر کرتے ہیں۔ اور ان کا استہزاء اڑاتے ہیں اور کلمات ناشائستہ استعمال کرتے ہیں حالانکہ ہمارے مقدس بزرگان دین اس صورت اور جملہ صورت درود شریف کو اگرچہ بصیغۂ خطاب و ندا کیوں نہ ہوں مستحب و مستحسن جانتے اور اپنے متعلقین کو اس کا امر کرتے ہیں اور اس تفصیل کو مختلف تصانیف و فتویٰ میں ذکر فرمایا ہے۔ چنانچہ براہین قاطعہ میں بھی

مفصلاً مذکور ہے، وہابیہ نجدیہ یہ بھی خیال کرتے ہیں اور برملا کہتے ہیں کہ یا رسول اللہ میں استعانت بغیر اللہ ہے اور وہ شرک ہے اور یہ وجہ بھی ان کے نزدیک سبب مخالفت کی ہے حالانکہ یہ اکابر مقدسان دین متین اس کو ان اقسام استعانت میں سے شمار نہیں کرتے جو کہ مستوجب شرک یا باعث ممانعت ہو البتہ اگر وہ چیزیں سوال کیجاویں کہ جن کا اعطاء مخصوص بجناب باری عز اسمہ ہے تو البتہ ممنوع اسی وجہ سے ندا بلفظ یا رسول اللہ اور خطاب حاضرین مسجد نبوی و بارگاہ مصطفوی کے واسطے جائز و مستحب فرماتے ہیں اور وہابیہ وہاں پر بھی منع کرتے ہیں۔ دو وجہ سے اولاً یہ کہ استعانت بغیر اللہ تعالیٰ ہے اور دوم یہ کہ ان کا اعتقاد یہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام کے واسطے حیات فی القبور ثابت نہیں بلکہ وہ بھی مثل دیگر مسلمین کے متصف بالحیات البرزخیہ اسی مرتبہ سے ہیں پس جو حال دیگر مسلمین کا ہے وہی ان کا ہوگا۔ یہ جملہ عقائد ان کے ان لوگوں پر بخوبی ظاہر و باہر ہیں جنہوں نے دیار نجد عرب کا سفر کیا ہو یا حرمین شریفین میں رہ کر ان لوگوں سے ملاقات کی ہو یا کسی طرح سے ان کے عقائد پر مطلع ہوا ہو یہ لوگ جب مسجد شریف نبوی میں آتے ہیں تو نماز پڑھ کر نکل جاتے ہیں اور روضۂ اقدس پر حاضر ہو کر صلوٰۃ و سلام و دعا وغیرہ پڑھنا مکروہ و بدعت شمار کرتے ہیں انہی افعال خبیثہ و اقوال واہیہ کی وجہ سے اہل عرب کو ان سے نفرت بےشمار ہے مجدد بریلوی اور ان کے اتباع نے جب ان بزرگواران دین کو وہابیت کی طرف منسوب کیا تو ان لوگوں نے یہ خیال کیا کہ یہ حضرات بھی وہابیہ کے پورے موافق ہیں مگر حقیقت الحال سے ان کو اطلاع ہی نہیں ورنہ وہ لوگ بھی پوری طرح عقائد میں ان بزرگواروں کے موافق ہیں۔

۸ وہابیہ خبیثہ صلوٰۃ و سلام و درود بر خیر الانام علیہ السلام اور قرأت دلائل الخیرات و قصیدہ بردہ و قصیدۂ ہمزیہ وغیرہ اور اس کے پڑھنے اور اس کے استعمال کرنے و ورد بنانے کو سخت قبیح و مکروہ جانتے ہیں اور بعض اشعار کو قصیدۂ بردہ میں شرک وغیرہ کیطرف

نسوب کرتے ہیں۔ مثلاً ؎

یا اشرف الخلق مالی من الوذ بہ ‏ ‏ سواک عند حلول الحادث العم

اے افضل المخلوقات میرا کوئی نہیں جسکی پناہ پکڑوں ‏ ‏ بجز تیرے بروقت نزول حوادث

حالانکہ ہمارے مقدس بزرگانِ دین اپنے متعلقین کو دلائل الخیرات اوغیرہ کی سند دیتے رہتے ہیں اور ان کو کثرتِ درددوسلام وتحزیب و قراءت دلائل وغیرہ کا امر فرماتے رہے ہیں۔ ہزاروں کو مولانا گنگوہی اور مولانا نانوتوی رحمۃ اللہ علیہما نے اجازت عطا فرمائی اور مدتوں خود بھی پڑھتے رہے ہیں اور مولانا نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ مثل شعر بردہ فرماتے ہیں ؎

مدد اے کرم احمدی کہ تیرے سوا ‏ ‏ نہیں ہے قاسم بیکس کا کوئی حامی کار

جو تو ہی ہمکو نہ پوچھے..... تو کون پوچھیگا ‏ ‏ بنے گا کون ہمارا تیرے سوا غمخوار

حضرت مولانا ذوالفقار علی صاحب مرحوم و مغفور دیوبندی نے فہم عوام کے واسطے قصیدۂ بردہ کی اردو میں شرح فرمائی اور اس کو باعثِ سعادت خیال فرمایا۔ غرض ہمیشہ یہ جملہ اکابران سب کی قراءت وغیرہ کی اجازت دیتے رہے۔

(۹) وہابیہ تمباکو کھانے اور اس کے پینے کو حقہ میں ہو یا سگریٹ میں یا چرٹ میں اور اس کے ناس لینے کو حرام اور اکبر الکبائر میں سے شمار کرتے ہیں۔ ان جہلاء کے نزدیک معاذ اللہ زنا اور سرقہ کرنے والا اس قدر ملامت نہیں کیا جاتا جس قدر تمباکو استعمال کرنے والا ملامت کیا جاتا ہے اور وہ اعلیٰ درجہ کے فجار و فساق سے وہ نفرت نہیں کرتے جو تمباکو کے استعمال کرنے والے سے کرتے ہیں۔ ان حضرات کا خیال دیکھئے تو یہ جملہ بزرگانِ دین تمباکو کے استعمال پر سوائے کراہتِ تنزیہی و خلاف اولیٰ دوسرا کوئی حکم نہیں فرماتے ہیں اور بعض بعض حضرات بوجہ ضرورت خود استعمال فرماتے ہیں چنانچہ متعدد فتاویٰ اور تصانیف میں یہ امر شائع ہو چکا ہے۔

۱۰ وہابیہ امر شفاعت میں اس قدر تنگی کرتے ہیں کہ بمنزلہ عدم کے پہنچا دیتے ہیں۔ حالانکہ یہ اکابر ظاہراً و باہراً تحقیق اور ثبوت شفاعت کے حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے لئے قائل ہیں اور اقسام خمسہ مذکورہ کتب کلامیہ سب آپ کے واسطے خصوصاً اور عموماً ثابت مانتے ہیں اور زائر کو حکم کرتے ہیں کہ بوقت حضوری بارگاہ مصطفوی اس کا سوال کرے۔ زبدۃ المناسک باب الزیارت ملاحظہ ہو۔

۱۱ وہابیہ سوائے علم احکام الشرائع جملہ علوم اسرار حقانی وغیرہ سے ذات سرور کائنات خاتم النبیین علیہ الصلوٰۃ والسلام کو خالی جانتے ہیں اور یہ حضرات یہ فرماتے ہیں کہ علم احکام و شرائع علم ذات وصفات وافعال جناب باری عزاسمہٗ واسرار حقانی کونیہ وغیرہ وغیرہ میں حضور سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام کا وہ رتبہ ہے کہ وہ کسی مخلوق کو نصیب ہوا اور نہ ہوگا علم اور ماسوا اس کے جتنے کمالات ہیں سب میں بعد خداوند اکرم عزاسمہٗ مرتبہ حضور علیہ السلام کا ہے علوم اولین وآخرین سے آپ مالا مال فرمائے گئے ہیں۔ کوئی بشر کوئی ملک کوئی مخلوق آپ کے ہم پلہ علوم اور دیگر کمالات میں نہیں ہو سکتا چہ جائیکہ آپ سے افضل ہو، ہاں البتہ احاطہ جملہ جزئیات وکلیات کونیہ کا مخصوص بجناب باری تعالیٰ عزاسمہٗ ہے، وہی علام الغیوب والشہادات ہے۔ پس دیکھئے کس قدر فرق ان حضرات کے عقائد اور وہابیہ کے عقائد میں ہے اگرچہ مجدد بریلوی اور ان کے اتباع قطع وبرید و تفرقات خبیثہ کر کے ان حضرات کی طرف امور واہیہ لایعنیہ اور عقائد فاسدہ نسبت کرتے ہیں سو اس کا مزہ عنقریب چکھیں گے، مثل مشہور ہے خدا کے یہاں دیر ہے اندھیر نہیں الغرض وہ امور جن کو ہم نے ذکر کیا ہے مختلف رسائل وفتاویٰ میں ان حضرات نے ذکر فرمایا ہے چنانچہ براہین قاطعہ کی عبارتیں صاف طور سے اس پر دال ہیں اور لطائف قاسمیہ آب حیات وغیرہ وغیرہ رسائل تو بوضاحت ان ابحاث پر دلالت کر رہے ہیں۔

۱۲ وہابیہ نفس ذکر ولادت حضور سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام کو قبیح و بدعت

کہتے ہیں اور علیٰ ھٰذا القیاس اذکار اولیاء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کو بھی برا سمجھتے ہیں اور یہ جملہ حضرات نفس ذکر ولادت شریفہ کو جبکہ بروایات معتبرہ ہو مندوب اور مستوجب برکت فرماتے ہیں البتہ ان قیود کو منع کرتے ہیں کہ جن کو جہلاء زمانہ نے زیادہ کرکے لازم ٹھہرالیا ہے اور ان کی وجہ سے شرعاً کوئی قباحت پیدا ہو (ملاحظہ ہو براہین قاطعہ اور طریقہ مولد) مگر مجدد الدجالین کی روٹیاں سیدھی ہونی محال تھیں اس لئے ان پر طرح طرح کے جھوٹے الزام لگائے سو کیا ہوتا ہے کاٹھ کی ہانڈی تو ایک ہی بار چڑھتی ہے اب وہ وقت آیا جاتا ہے کہ حق و باطل کا فیصلہ ہو جائے گا منتظر رہیں۔

صاحبان آپ حضرات کے ملاحظہ کے واسطے یہ چند امور ذکر کر دیئے گئے ہیں جن میں وہابیہ نے علماء حرمین شریفین کے خلاف کیا تھا اور کرتے رہتے ہیں اور اسی وجہ سے جبکہ انہوں نے غلبہ کرکے حرمین شریفین پر حاکم ہو گئے تھے ہزاروں کو تہ تیغ کرکے شہید کیا اور ہزاروں کو سخت ایذائیں پہنچائیں بار بار ان سے مباحثے ہوئے ان سب امور میں ہمارے اکابر ان کے سخت مخالف ہیں پس توہب اور وہابیت کا الزام لگانا ان پر سخت افترا اور بہتان بندی ہے اور چونکہ ان لوگوں کا جال نہایت قوی لوگوں کو بدگمان کرنے کا یہی ہے اس لئے ہم نے اس میں زیادہ تفصیل کی ہے اب عاقلین پر بخوبی ہویدا ہو گیا ہوگا کہ یہ کتنا بڑا مکر اور فریب مجدد بریلوی کا ہے اور کس قدر چالبازیاں اس میں کی گئی ہیں" واللہ مجازی والیہ المشتکٰی" اور یہ طریقہ ان لوگوں کا ایسا ہے جیسا کہ روافض نے اہل سنت اور اکابر صحابہ شیخین رضی اللہ عنہم کو عدو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور طائفہ خارجیہ میں سے شمار کیا ہے۔ یہی بعینہ طریقہ ان جھوٹے رافضیوں کا ہے۔

ساتواں بہتان

مجدد بریلوی کہتا ہے کہ براہین قاطعہ میں حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمہ اللہ نے تصریح کی ہے کہ بدعتیوں کے استاذ یعنی ابلیس کا علم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ ہے۔ بریلوی کے عربی الفاظ یہ ہیں فانہ صرح

فی کتابہ البراھین القاطعۃ بان شیخہم ابلیس اوسع علماً من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ص۱۲ سطر ۱۶۔

مسلمانو! تمہیں خدا کی قسم ذرا انصاف سے کہو یہ بے حیائی اور جھوٹ نہیں تو اور کیا ہے، نہ کسی کتاب میں یہ تصریح مولانا رشید احمد گنگوہی رحمہ نے لکھی نہ مولانا خلیل احمد صاحب رحمہ نے نہ ان کے کسی مرید اور خادم نے۔ مجدد صاحب نے بے حیائی کا برقع پہنکر جو الزام دل میں آیا لگا دیا اگر کچھ بھی ہمت اور حیا ہے تو یہ تصریح ان بزرگوں کے کسی رسالے میں دکھلا دیں ورنہ لعنت اللہ علی الکاذبین کا طوق گلے میں ڈالکر کو دیں۔

آٹھواں بہتان

لکھتا ہے کہ براہین کا مصنف یعنی مولانا خلیل احمد صاحب رح اور ان کے استاد وغیرہ اس بات پر ایمان لائے ہیں کہ ابلیس خدا کا شریک ہے۔ اصلی الفاظ بریلوی کے دیکھنے ہوں تو ص۱۷ سطر ۲۰ پر دیکھو لکھتا ہے کہ آمن بان ابلیس شریک لہٗ تعالیٰ بھلا کسی ادنیٰ عقل والے کو یقین آسکتا ہے کہ مولانا رشید احمد صاحب رح اور ان کے شاگرد خدام ایسا عقیدہ رکھتے ہوں جو شرک و بدعت کے جانی دشمن اور سچی توحید پھیلانے والے تھے سبحانک ان ھٰذا بہتان عظیم جب ایسے جھوٹ پر کمر باندھی جاوے اور ایسی بڑی تہمت لگائی جاوے تو حرمین شریفین کے عالم خواہ نخواہ کفر کا فتویٰ نہ دیں گے۔ اور کیا ہوگا لیکن یہ ظاہر ہے کہ ان باخدا بزرگوں کو تو کچھ بھی ضرر نہیں سارا کفر پھر پھرا کر حسب قاعدہ شرعیہ اسی مرکز اصلی یعنی گمراہ کنندۂ عالم مجدد بریلوی پر جائے گا۔

نواں بہتان

مولانا رشید احمد صاحب رح کی نسبت لکھتا ہے کہ وہ اس کا قائل ہے کہ خدا بالفعل جھوٹا ہے اور جھوٹ بولتا ہے دیکھئے اس بریلوی نے تمہید بے ایمانی ص $\frac{15}{19}$ خدا کی مار جھوٹے بہتان بندوں پر بس ایسے الزامات کی وجہ سے علماء نے کفر کا فتویٰ دیدیا اور جس شخص سے پوچھیں وہ یہی فتویٰ دیگا۔ حالانکہ مولانا رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے خادم و معتقد اس عقیدے سے ہزار ہا

منزل دور ہیں چنانچہ آئندہ فصل میں ہم اصلی عقیدہ بہت تحقیق اور تفصیل سے لکھیں گے یہاں صرف اس قدر کہہ دینا کافی ہے کہ مجدد صاحب اگر سچے ہوں تو تمہیں خدا کی قسم ہے ان بزرگوں کی کتاب میں یہی الفاظ دکھادو ورنہ کاذبین کا اصلی طوق زیب گردن ہوگا۔

دسواں بہتان ہندوستان کے مشہور و معروف یگانۂ آفاق عالم یعنی حضرت مولانا سید نا محمد قاسم صاحب رح کی نسبت بریلوی نے یہ ہذیان بکا ہے کہ مولانا موصوف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم الانبیاء ہونیکا انکار کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اگر آپ کے بعد کوئی دوسرا نبی آجائے تو کچھ مضائقہ نہیں چنانچہ تمہید شیطانی ص۲۶ پر لکھا ہے۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی جدید ہونا کچھ منع نہیں اور حسام الحرمین ص۱۲ ص۱۳ ص۱۴ ص۲۳ بھی ملاحظہ ہو۔

جب بے حیاء مؤلف نے یہ عقیدہ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کا ظاہر کیا اور کمال شقاوت وافترا پردازی اور تہمت کا اعلیٰ نمونہ دکھلایا تو اہل حرمین نے کفر فتویٰ دیا اور اس کے سوا کر بھی کیا سکتے تھے۔ لیکن جیسا کہ سابق عرض کیا گیا ہے بعض اہل فہم نے جواب میں یہ تصریح فرمادی کہ اگر لوگوں کا یہی عقیدہ ہے جو سائل نے بیان کیا ہے تب کافر ہیں اور چونکہ مولانا علیہ الرحمۃ اس عقیدہ اور خیال سے بالکل بری اور پاک ہیں اس لئے اس کفر کا اثر ان کی متبرک ذات تک تو ہرگز نہیں پہنچا بلکہ چاروں طرف سے پھر پھر اکر بریلی پہنچا اور نشان پتہ دریافت کرکے گھومتا ہوا پاگل خانے کے اسی سنڈ اس میں جا پڑا جہاں سے نکلا تھا کل شیئ یرجع الیٰ اصلہ۔ ہم اس مسئلہ کو بھی اگلی فصل میں مشرح لکھکر دکھلائیں گے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم الانبیاء ماننے والا اور آپ کی خاتمیت کا ثبوت دینے والا مولانا رحمۃ اللہ علیہ کے برابر اس اخیر زمانہ میں تو کوئی ہوا ہی نہیں علماء سابقین میں بھی کوئی مشکل سے نکلے گا۔ اس جگہ صرف یہ کہتے ہیں کہ اگر کسی نا قدرداں مفتری کذاب میں ہمت اور حیاء ہے تو یہ عقیدہ اور الزام مولانا قدس سرہٗ کی کسی کتاب کسی رسالہ میں دکھلادے کہ رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء نہ تھے۔

گیارہواں بہتان

مولانا اشرف علی صاحب مدظلہ کی نسبت لکھا ہے کہ وہ نبی کو چوپایوں کی مانند سمجھتے تھے چنانچہ ایک عربی فتاوی صہ۲ سطر ۱۲ میں لکھا ہے کہ یسوی بین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وبین کذا وکذا اور تمہید شیطانی کے صہ۱۳ سطر ۱۸ پر لکھا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے علوم کو جانوروں پاگلوں سے ملا دے۔

بارہواں بہتان

مولانا اشرف علی صاحب کے اوپر یہ بھی الزام لگایا ہے کہ ان کو نبی میں اور حیوان میں کچھ فرق معلوم نہیں۔ چنانچہ فتاوی عربیہ کے صہ۲۲ سطر ۳ میں لکھتا ہے کہ اخذ یسئل عن الفرق بین النبی والحیوان۔ اور تمہید بے ایمانی صہ۱۲ سطر ۱۴ پر کہتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور جانوروں اور پاگلوں میں فرق نہ جاننے والا۔

بھلا اس بہتان بندی اور دیدہ دلیری کا کچھ ٹھکانہ ہے۔ کیا کوئی حواری اور حمایتی اس مؤلف کذاب کی یہ عبارت مولانا کے کلام میں دکھا سکتا ہے۔ ہرگز نہیں۔

مسلمانو! یہ دونوں الزام بھی دیگر الزامات کی طرح بالکل بے اصل ہیں اور وہی یہودیوں والی تحریف بریلوی نے کی ہے مولانا مدظلہم نے مخالفین کو الزام دیا تھا کہ تم لوگوں کے کہنے کے موافق حیوانات کو بھی عالم الغیب ماننا پڑتا ہے اس کا جواب تو بن نہ پڑا نہ بریلوی سے نہ اس کے استاد معلم سے اتو یہ تہمت تراشی کہ یہ لوگ نبی اور حیوانات کو برابر سمجھتے ہیں عقل کا دشمن یہ نہ سمجھا کہ مولانا تو اس خیال فاسد کی بیخ کنی کرتے ہیں کہ اگر اپنے عقیدے پر جمے رہوگے تو تم کو ایسا کہنا پڑے گا، لہٰذا اس خیال کو چھوڑو خود ایک خیال فاسد جمانا اور دوسروں کے ذمہ اس کو چپیک کر کفر کے فتوے دے کر اپنے گلے کا طوق بنانا بریلوی کو مبارک رہے ان بزرگوں کو تو نہ اس سے کچھ دنیا کا ضرر ہے نہ دین کا۔

تیرہواں بہتان

مولانا رشید احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی نسبت لکھا ہے[1] کہ وہ کہتے ہیں کہ معاذ اللہ خدا تعالیٰ کا جھوٹا کہنا بہت سے علماء سلف کا مذہب تھا

اس جگہ صرف یہ سمجھ لینا چاہیے کہ یہ بالکل افترا اور سفید جھوٹ ہے۔ اگر بریلوی کے تمام چھوٹے بڑے شیاطین الانس وجن ملکر بھی زور لگائیں تو مولانا رحمۃ اللہ علیہ کی بلکہ ان کے کسی شاگرد اور خادم کی کتاب میں بھی یہ بات ہرگز نہیں دکھلا سکتے اور اصل مسئلہ کی تحقیق علیحدہ فصل میں ہوگی جیساکہ ہم نے پانچویں اور چھٹے بہتان کو نقل کرنے کے بعد وعدہ کیا ہے۔

چودہواں بہتان

یہ گھڑا ہے کہ ان لوگوں کا عقیدہ اور قول ہے کہ زبان سے لا الٰہ الا اللہ کہنے سے گویا خدا کا بیٹا بن جاتا ہے جس نے لا الٰہ الا اللہ کہہ لیا وہ ما ہے خدا تعالیٰ کو جھوٹا کذاب کہے چاہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سڑی سڑی گالیاں دے اس کا اسلام نہیں بدل سکتا (دیکھو تمہید بے ایمانی صہ ۲۱ سطرہ ۵ و ۱۳)

اے مسلمانو! ذرا غور تو کرو بھلا کوئی ادنیٰ سے ادنیٰ مسلمان بھی یہ عقیدہ رکھ سکتا ہے۔ یا کوئی ذرا سی عقل والا بھی اعتبار کر سکتا ہے کہ کسی مسلمان کا بھی ایسا عقیدہ ہوگا چہ جائیکہ وہ بزرگوار جن کی خدمت کو آج علماء نے اپنا مایۂ فخر سمجھ رکھا ہے بریلوی مجدد کو اتنی بھی تو شرم نہیں آئی کہ کیسا خبیث عقیدہ جس کو زبان سے نکالنے میں کافر بھی تامل کرے کیسے بزرگوار وں کی طرف منسوب کر رہا ہے جنہوں نے دنیا کی ساری راحت وعزت کو آخرت پر نچھاور کر دیا اور افسوس ہے ان ناسمجھوں پر جنہوں نے بریلوی کے اس بہتان پر یقین کر لیا اور ایمان لے آئے یہ انتہاء درجہ کا دجل اور فریب ہے جس کو مؤلف کذاب نے بے حیائی کے ساتھ دلیر بن کر گانٹھا اور جہتاب ہائے ہندستان پر بے اصل اور خارج از عقل الزام اور اتہام لگائے اگر صحیح النسب ہے تو بہت جلد ان علماء حقانی کی کتابوں رسالوں فتاواؤں میں یہ بات دکھلا دے۔ فان لم تفعلوا ولن تفعلوا فاتقوا النار التی الآیۃ

---

[1] تمہید شیطانی صہ ۱۶ سطر ۲-۱۲

پندرھواں بہتان

یہ لگایا کہ ان لوگوں کا خیال یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کے بتلانے سے ایک بات بھی نبی کو نہیں معلوم ہو سکتی اور خدا تعالیٰ سے ساری چیزیں غائب ہیں اور وہ کسی کو ذرا سا بھی علم نہیں دے سکتا۔ عبارت تمہید شیطانی کی یہ ہے۔

(جو ایک بات بھی خدا کے بتانے سے بھی نبی کو معلوم ہونا محال و ناممکن بتاتا ہے اس کے نزدیک اللہ سے سب چیزیں غائب ہیں اور اللہ کو اتنی قدرت نہیں کہ کسی کو ایک غیب کا علم دے صہ ۲۴)

یہ وہ الزام ہے جو ان بزرگان ہندوستان کے کبھی خیال میں بھی نہیں گذرا اور صرف عوام کو دھوکہ دینے کے لئے اور اپنے شیطانی جال میں پھنسانے کے لئے بریلوی نے محض افترا کیا ہے تنہا تو اس کی کیا حقیقت ہے اگر اس کی تمام فوج شیطانی بھی آجائے تو یہ کلمات و عبارت ان بزرگوں کے رسائل و تصانیف میں یا ان کے معتقدین کے کلام میں ہرگز نہیں دکھلا سکتے البتہ اگر خود بریلوی کا یہ عقیدہ ہو تو کچھ عجب نہیں کیونکہ اس کے نزدیک ہزار ہا امور قدرت الٰہی سے خارج ہیں۔ فضحہ اللہ تعالیٰ علیٰ رؤس الخلائق یوم الحشر وخذلہ فی الدارین آمین۔

باب ثانی

فصل اوّل تفصیل اتہام بر مولانا نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت مولانا شمس الاسلام والمسلمین حجۃ اللہ علی العالمین مرکز دائرۃ التحقیق والتدقیق قطب افلاک الحکم واسرار التشریع والتخلیق مولانا محمد قاسم النانوتوی الحنفی الصدیقی الچشتی الصابری النقشبندی القادری السہروردی قدس اللہ سرہٗ العزیز کی نسبت یہ بہتان باندھا ہے کہ معاذ اللہ وہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم النبیین اور آخر المرسلین ہونے کے منکر ہیں اور یہ فرماتے ہیں کہ آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد دوسرے نبی کا آنا ممکن ہے اور جو شخص اس کا قائل ہوا ور صراحاً کہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آخر النبیی اور خاتم الرسل نہیں ہیں وہ کافر نہیں ہے۔ چنانچہ فلاں اور فلاں کتاب میں مسطور ہے اور اس افتراء کے قوت دینے کے واسطے اس نے قطع برید کر کے عبارت تحذیر الناس کی اس طرح نقل کی ایک سطر ص۱۴ کی لے لی اور پھر اس کے بعد ایک سطر ص۲۸ کی ملادی پھر اس کے ساتھ دو سطر ص۳ کی ملادیں اور تینوں عبارتوں کو جمع کرنے سے ایک خراب اور فاسد معنی پیدا کر دیئے جیسے کسی شاعر نے کہا ہے ؎

لا تقربوا الصلوٰۃ زہیم نجاطرست   وازامر یاد ماندہ کلوا واشربوا مُرا

جیسے اس نے نماز کے حرام ہونے پر لا تقربوا الصلوٰۃ سے استدلال کیا تھا اور وانتم سکاریٰ کو حذف کر دیا تھا اور ایسے ہی مفتری کذاب نے قطع برید کر کے مولانا نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ پر بہتان باندھا ہے۔ فاخذہ اللّٰہ فی الدارین۔

حضرات ذرا غور کیجئے! انصاف فرمایئے عقل و دانش کو کام میں لایئے یہ کیسا افتراء

خالص اور کذبِ سفید ہے۔ حضرت مولانا کا رسالہ تحذیر الناس موجود ہے بار بار چھپ چکا ہے ہزاروں نسخے مل سکتے ہیں اس میں از سرتا پا اس کے خلاف مصرح ہے حضرت مولانا صاف طور سے تحریر فرما رہے ہیں کہ جو شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آخر النبیین ہونے کا منکر ہوا اور یہ کہے کہ آپ کا زمانہ سب انبیاء کے بعد نہیں بلکہ آپ کے بعد کوئی نبی آسکتا ہے۔ تو وہ کافر ہے اور پھر اس کے دلائل ذکر فرمائے ہیں اولاً یہ ان کی عبارت نقل کرکے آپ کے سامنے پیش کرتا ہوں اور پھر آپ کی خدمت اقدس میں تفصیل اس امر کی بھی ذکر کروں گا کہ اقرار خاتم النبیین ہونے میں جسقدر مولانا بڑھے ہوئے ہیں اور جس فضیلت کو جنابِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت وہ ثابت فرما رہے ہیں مجدد الدجالین اور ان کے پشتہا پشت کو کبھی خواب میں بھی نصیب نہ ہوئی ہوگی صفحہ ۱ سطر ۳ کی یہ عبارت ملاحظہ ہو۔

"سو اگر اطلاق اور عموم ہے تب تو ثبوتِ خاتمیت زمانی ظاہر ہے۔ ورنہ تسلیم لزوم خاتمیتِ زمانی بدلالت التزامی ضرور ثابت ہے اور تصریحاتِ نبوی مثل انت منی بمنزلۃ ھارون من موسیٰ الا انہ لا نبی بعدی او کما قال جو بظاہر بطرز مذکور اسی لفظ خاتم النبیین سے ماخوذ ہے اس باب میں کافی ہے کیونکہ یہ مضمون درجہ تواتر کو پہنچ گیا ہے پھر اس پر اجماع بھی منعقد ہوگیا گو الفاظِ مذکور بسند متواتر منقول نہ ہوں سو یہ عدم تواتر معنوی ایسا ہی ہوگا جیسا تواتر اعداد رکعات فرائض و وتر وغیرہ باوجودیکہ الفاظ حدیث مشعر تعداد رکعاتِ متواتر نہیں جیسا ان کا منکر کافر اس کا منکر بھی کافر ہوگا۔ اھ"

حضرت! دیکھئے اس عبارت میں کس طرح تصریح حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے نبی آخر الزماں ہونے کی فرما رہے ہیں اور آپ کے خاتم زمانی ہونے کے منکر کو خود کافر کہہ رہے ہیں۔ پس اس شخص گمراہ کنندۂ عالم مجدد الدجالین کی جرأت اور دروغگوئی کو دیکھیے کہ کس طرح ان کی نسبت لکھتا ہے اور تشہیر کرتا ہے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نبی

آخر الزماں ہونے کے منکر ہیں اور آپ کے بعد دوسرے نبی کے آنے کو جائز فرماتے ہیں بھلا اس خباثت اور نجاست کا کیا ٹھکانہ ہے اس عبارت میں حضرت مولانا نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ حضور اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خاتم زمانی ہونے کی پانچ دلیلیں فرما رہے ہیں، تین دلیلیں آیتِ قرآنی سے اور ایک حدیث سے اور ایک اجماع امت سے۔ آیتِ قرآنی اس بارے میں یہ ہے۔ مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَ خَاتَمَ النَّبِيّٖنَ۔ پس لفظ خاتم النبیین یا تو عام مانا جاوے کہ جس کے دو افراد ہوں ایک خاتم مرتبی اور دوسرا خاتم زمانی اور لفظ "خاتم" کا دونوں پر اس طرح اطلاق کیا جاتا ہے جیسے کہ مشترک معنوی اپنے متعدد افراد پر اطلاق کیا جاتا ہے پس اس دلیل سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ہر دو صف اس آیت سے ثابت ہوں گے یہ دلیل اول کی تقریر اجمالاً ہوئی اور دلیل ثانی کی تقریر یہ ہے کہ لفظ خاتم کے معنی حقیقی خاتمیت مرتبی کے لئے جاویں اور خاتمیتِ زمانی معنی حقیقی نہ ہوں بلکہ مجازی ہوں لیکن آیت میں مراد ایسے معنی ہوں کہ جو معنی حقیقی اور مجازی دونوں کو شامل ہوں بطریق عموم مجاز کے اس صورت میں ہر دو وصف کا ثبوت آپ کی ذاتِ پاک کے لئے ظاہر ہے اور دلیلِ ثالث یہ ہے کہ معنی حقیقی خاتم کے خاتمیتِ مرتبی کے ہیں لیکن خاتمیتِ مرتبی کو خاتمیت زمانی لازم ہے اس لئے بدلالت التزامی آیت خاتمیت زمانی پر دلالت کرے گی اور اس آیت سے خاتمیتِ مرتبی و زمانی کا ثبوت لازم آئے گا۔ دلیلِ چہارم۔ یہ کہ احادیثِ متواترہ سے ثابت ہو گیا کہ آنجناب صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہ ہوگا اس لئے ثبوت خاتمیتِ زمانی کا ضرور ہوگا اور منکر اس کا اسی طرح کافر ہوگا جیسے کہ منکر احادیثِ متواترہ کا۔ لیکن ان احادیث کا تواتر لفظی نہیں ،،، تواتر معنوی ہے۔ دلیل پنجم۔ یہ کہ اجماع امت کا منعقد ہو گیا ہے کہ آنجناب علیہ الصلوٰۃ و السلام خاتم النبیین زماناً ہیں اور اقرار اجماع کا کرنا ضروری ہے اور منکر اس کا کافر ہے۔ اب خیال فرمائیے کہ انکار ختم زمانی کیا ہے یا اس کا ثبوت ہو رہا ہے اور دلیلیں قائم

کی جارہی ہیں اور اس کے منکر کو کافر ثابت کیا جارہا ہے۔ اسی لئے اسی صفہ ا سطر ۱ میں فرمارہے ہیں۔

"اب دیکھئے اس صورت عطف بین الجملتین اور استدراک اور استثنامذکورہ بھی بغایت درجہ چسپاں نظر آتا ہے اور خاتمیت بھی بوجہ احسن ثابت ہوجاتی ہے اور خاتمیت زمانی بھی ہاتھ سے نہیں جاتی" الخ

اور صفحہ ۸ سطر ۲ میں فرماتے ہیں۔

"بالجملہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وصفِ نبوت میں موصوف بالذات سوا آپ کے اور انبیاء علیہم السلام موصوف بالعرض اس صورت میں اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اول یا اوسط رکھتے تو انبیاء متاخرین کا دین اگر مخالف دین محمدی ہوتا تو اعلیٰ کا ادنیٰ سے منسوخ ہونا لازم آتا حالانکہ خود فرمارہے ہیں مَا نَنْسَخْ مِنْ اٰیَةٍ اَوْ نُنْسِهَا نَاْتِ بِخَیْرٍ مِّنْهَآ اَوْ مِثْلِهَا اور کیوں نہ ہو یوں نہ ہو تو عطاء دین منجملہ رحمت نہ رہے آثار غضب میں سے ہوجاوے ہاں اگر یہ بات متصور ہوتی کہ اعلیٰ درجہ کے علماء کے علوم ادنیٰ درجہ کے علماء کے علوم سے کمتر اور ادون ہوتے ہیں تو مضائقہ بھی نہ تھا یہ سب جانتے ہیں کہ کسی عالم کا عالی مراتب ہونا علو مراتب علوم پر موقوف یہ نہیں تو وہ بھی نہیں اور انبیاء متاخرین کا دین اگر مخالف نہ ہوتا تو یہ بات ضرور ہے کہ انبیاء متاخرین پر وحی آتی اور افاضہ علوم کیا جاتا ورنہ نبوت کے کیا معنی سو اس صورت میں اگر وحی علوم دین محمدی ہوتے تو بعد وعدہ محکم اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّکْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ کے جو بہ نسبت اس کتاب کے جس کو قرآن کہئے بشہادت آیۃ وَنَزَّلْنَا عَلَیْکَ الْکِتٰبَ تِبْیَانًا لِّکُلِّ شَیْءٍ جامع العلوم ہے کیا ضرورت تھی اور اگر علوم انبیاء متاخرین علیہم السلام علوم محمدی علیہ السلام کے علاوہ ہوتے تو اس کتاب کا تِبْیَانًا لِّکُلِّ شَیْءٍ ہونا غلط ہوجاتا ہے بالجملہ آپ جیسے نبی جامع العلوم کے لئے ایسی ہی کتاب چاہئے تھی تا علو مراتب نبوت جو لاجرم علو مراتب علمی ہے جیسا کہ معروض ہوچکا میسر آئے۔ ورنہ یہ علو مراتب نبوت بے شک

ایک قول دروغ اور ایک حکایت غلط ہوتی ہے ایسے ہی ختم نبوت بمعنی معروض۔ معروض کو تاخر زمانی لازم ہے۔ چنانچہ اضافت الی النبیین بہ این اعتبار کہ نبوت منجملہ اقسام مراتب ہے یہی ہے اس کا مفہوم مضاف الیہ وصف نبوت ہے زمانہ نبوت نہیں اور ظاہر ہے کہ درصورت ارادت تاخر زمانی مضاف الیہ حقیقی زمانہ ہوگا۔ اور امر زمانی اعنی نبوت بالعرض، ہاں اگر بطور اطلاق یا عموم مجاز اس خاتمیت کو زمانی اور مرتبی سے عام لے لیجئے تو پھر دونوں طرح کا ختم مراد ہوگا۔ الخ

حضرت ذرا اس عبارت کو غور سے ملاحظہ فرمائیے اور دیکھیے مولانا مرحوم کس تصریح کے ساتھ خاتمیت زمانی کو اپنے معنی راجح یعنی خاتمیت مرتبی کے لازم مانتے ہیں اور ثبوت خاتمیت زمانی کے واسطے دلائل قائم فرما رہے ہیں۔ یہ عبارتیں صاف طور سے بتا رہی ہیں کہ مجدد التضلیل نے عمدہ عبارتوں کی قطع برید کر کے افترا پردازی کی ہے لَا تَأْلُو جُهْتَانٍ تَفْتَرُوْنَهٗ بَيْنَ اَيْدِيْكُمْ پر عمل خلاف اور آیت كَذٰلِكَ جَعَلْنَا لِكُلِّ نَبِيٍّ عَدُوًّا شَيَاطِيْنَ الْاِنْسِ وَالْجِنِّ کا مصداق بن کر آپنے آپ کو شیاطین الانس میں شمار کیا ہے اور موافق من یرم بہ بریئا فقد احتمل الآیۃ اثم مبین میں داخل ہو کر طوق کفر ولعنت اپنی گردن میں حسب حدیث مشہور ڈالا ہے خذلہ اللہ تعالیٰ فی الدارین وسوّد وجہہٗ ووجوہ اتباعہٖ فی الکونین آمین ویرحم اللہ عبداً قال آمینا حضرت مولانا نانوتوی قدس سرہٗ العزیز ص۲۱ سطر اول اسی رسالہ تحذیر الناس میں فرماتے ہیں کہ مگر درصورتیکہ زمانہ کو حرکت کہا جاوے تو اس کے لئے کوئی مقصود بھی ہوگا جس کے آنے پر حرکت منتہی ہو جاوے سو حرکت سلسلہ نبوت کے لئے فقط ذات محمدی منتہی ہے اور یہ فقط اس ساق زمانی اور اسی ساق مکانی کے لئے ایسا ہے جیسے نقطہ اور اس کا زاویہ، تا کہ اشارہ شناسان حقیقت کو یہ معلوم ہو آپ کی نبوت کون و مکان و زمین و زماں کو شامل ہے۔ اور پھر اسی صفحہ سطر ۱۰ میں فرماتے ہیں۔ منجملہ حرکات سلسلہ نبوت بھی تھی سو بوجہ حصول مقصود اعظم ذات محمد وہ حرکت مبدل بسکون ہوئی البتہ اور حرکتیں ابھی باقی ہیں اور زمانہ آخر میں آپ کے ظہور کی ایک یہ بھی وجہ ہے۔ الخ

ان دونوں عبارتوں کو ملاحظہ کیجئے کہ کس تصریح کے ساتھ مولانا ممدوح فرما رہے ہیں کہ حضور اکرم علیہ السلام نبی آخر الزماں ہیں اور سلسلہ نبوت بوجہ انقطاع حرکتِ ارادی در بارۂ نبوت اب بعد ظہور سرور کائنات علیہ السلام بالکل منقطع ہو گیا کسی طرح ممکن نہیں کہ کوئی دجال خبیث دعویٰ نبوت کرکے مقصد میں کامیابی حاصل کرے پھر تعجب ہے مجدد بریلوی آنکھوں میں دھول ڈال رہا ہے اور کذب خالص کو مشہور کر رہا ہے۔ لعنہ اللہ تعالیٰ فی الدارین

جس صفحہ ۳۰ کی عبارت اس مفتری کذاب نے نقل کی ہے اور اس کے معنی کو خراب کیا ہے اسی صفحہ کی بارہویں سطر میں حضرت مولانا تصریح فرما رہے ہیں باقی یہ احتمال کہ دین آخری دین تھا اس لئے سد باب مدعیان نبوت کیا ہے جو کل جھوٹے دعوی کرکے خلائق کو گمراہ کرینگے البتہ فی حد ذاتہ قابل لحاظ ہے پر جملہ ما کان محمد أبا احد من رجالکم و جملہ ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین میں کیا تناسب تھا جو ایک دوسرے پر عطف کیا اور ایک کو مستدرک منہ اور دوسرے کو استدراک قرار دیا اور ظاہر ہے کہ اس قسم کی بے ربطی خدا کے کلامِ معجز نظام میں متصور نہیں اگر سد باب مذکور منظور ہی تھا تو اس کے لئے اور بیسیوں موقع تھے بلکہ بناء خاتمیت پر ہے جس سے تاخر زمانی اور سد بابِ مذکور خود بخود لازم آجاتا ہے اور فضیلتِ نبوی دوبالا ہو جاتی ہے۔ اھ

اب اس عبارت کو ملاحظہ کریں کہ اس سے کیا ظاہر ہوتا ہے۔ انکار نبی آخر الزماں ہونے کا یا اقرار خود فرما رہے ہیں "بناء خاتمیت اور بات پر ہے جس سے تاخر زمانی اور سد بابِ مذکور خود بخود لازم آجاتا ہے"!! اس سے صاف طور سے ظاہر ہو گیا کہ مولانا مرحوم حضور علیہ السلام کے نبی آخر الزماں ہونے اور اس کے لازم از معنی آیۃ ہونے کے مقر ہیں کہ جو شخص بعد حضور علیہ السلام کے دعوی نبوت کا کرے بے شک جھوٹا کذاب ہے اور یہی آیت اس دعوی اور خیال کو اور دور کرے گی ہرگز جائز نہ ہوگا۔ کہ کوئی متنبی بوجہ اس آیت کے اپنے مقصد میں کامیاب ہو مگر مجدد الدجالین نے اپنے ثبوت مدعا کے واسطے اس عبارت ونیز

دیگر عباراتِ مسطورہ کو ہضم کر دیا ہے اور جس قدر کہ ان کو خواہشِ شیطانی پورا ہونے میں کافی تھا ذکر کیا اور سمجھنے کی طرف یا تو قصداً توجہ نہیں کی اور یا نہ سمجھا، چونکہ لوگوں کو غلطی میں ڈالنا مقصود تھا اس لئے اس کے معنی کو خراب کیا۔

اب ان جملہ عبارتوں سے آپ بخوبی سمجھ گئے ہوں گے کہ حضرت مولانا نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ ہرگز نبی آخر الزماں اور خاتمیتِ زمانی کے منکر نہیں بلکہ اس وصف کے ثبوت کو ضروری اور واجب سمجھتے ہیں اس لئے ان کے دامن مقدس تک کوئی دھبہ نہیں لگ سکتا اور اہل حرمین کو بوجہ ناواقفیت دھوکہ ہوا۔ کذاب نے ان کے ساتھ مکر کیا اور یہ بھی معلوم ہو گیا کہ اس وجہ سے کوئی فائدہ مجدد بریلوی کو نہیں ہوا بلکہ بوجہ اس افتراء کے خود طوقِ لعنت میں گرفتار ہوا۔ اور موافق حدیثِ نبوی ملازمِ کفر ہوا اور اس میں جملہ حرمین کو اپنا گواہ بنایا بلکہ اس وجہ سے کہ اس نے مدینہ منورہ جا کر بحضور سرور کائنات علیہ السلام یہ عیاری اور افترا بندی کی ہے اور حضرت علیہ السلام قبر مبارک میں زندہ ہیں ان کے روضۂ اقدس پر اس رسالہ کو لیجا کر اپنی خواہش شیطانی کو پورا کیا ہے۔ پس اس کی تکفیر میں اور حضرت مولانا نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کی براءت میں خود حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شاہد ہوئے۔ اور موافق آیت ومن یرد فیہ بالحاد بظلم نذقہ من عذاب الیم یہ کردار چونکہ مکہ معظمہ میں واقع ہوا ہے اس لئے مجدد بریلوی عذابِ الیم کا مستحق ہوا۔ لعنۃ اللہ تعالیٰ علی الکاذبین فی الدارین اب اجمالاً حقیقۃ کلام مولانا نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ سنئے۔

فصلِ ثانی تفصیل ختم نبوت اجمالاً

ختمِ نبوت کے دو معنی ہیں۔ اوّل ختمِ زمانی کہ جس کے معنی یہ ہے کہ خاتم کا زمانہ سب نبیوں کے آخر میں ہوا اس کے زمانہ کے بعد کوئی دوسرا نبی نہ ہو اس کو ختمِ زمانی کہتے ہیں پس جو شخص سب کے بعد ہو زمانہ میں اس کو خاتم اس معنی کے اعتبار سے کہہ سکیں گے چاہے وہ اپنے پہلے والوں سے افضل ہو یا سب سے کم درجہ کا ہو یا بعض سے اعلیٰ اور بعض سے افضل۔

دوئم رتبی اور ذاتی اور وہ اس سے عبارت ہے کہ مراتبِ نبوت کا اس پر خاتمہ ہو اس سلسلہ میں کوئی اس سے بڑھ کر نہ ہو جتنے مرتبے اس سلسلہ کے ہوں سب اس کے نیچے اور اس کے محکوم ہوں، مثلاً سلسلہ انوار میں، عالم اسباب میں آفتاب خاتم مراتب نور ہے جتنی روشنیاں دنیا میں موجود ہیں ماہتاب میں ہو یا کواکب سیارہ میں ہو یا دوسرے ستاروں میں یا زمین و زمان آئینہ وغیرہ میں سب کی سب آفتاب پر جاکر ختم ہوجاتی ہیں۔ یا مرتبہ حکام مملکتِ سلطانی میں خاتم مراتب حکومت وزیر اعظم ہوتا ہے وہاں پہنچکر جملہ مراتب حکومت ختم ہوجاتے ہیں اس کو حاکم الحکام و خاتم الحکام کہا جاتا ہے جتنے ملازمین حکومت ہوں پیادہ سے لیکر وزیر ادنیٰ تک سب اس کے ماتحت شمار ہوتے ہیں جو جو احکام زیریں پر آتے ہیں بذریعہ وزیر اعظم آتے ہیں جیسے کہ جو کچھ روشنی چاند و کواکب دگر میں آتی ہے بذریعہ آفتاب ہی آتی ہے۔ علیٰ ھٰذا القیاس۔ زمین و کہسار آتشی در و دیوار دھوپ سے مستفید ہوتے ہیں، کشتی کو حرکت اولاً عارض ہوتی ہے اور اس کے ذریعے بیٹھنے والے کو حصہ پہنچتا ہے۔ پس سلسلہ حرکت کشتی پر ختم ہوجاتا ہے اس صورت میں کشتی کو موصوف بالحرکت اولاً بالذات کہیں گے اور جانشین کشتی کو ثانیاً و بالعرض۔ جبکہ آپ یہ معنی خیال کر چکے تو یہ بھی معلوم کرنا ضروری ہے کہ چونکہ یہ مرتبہ نہایت بڑا ہے اس لئے خاتم سلسلہ کو تمام سلسلہ سے افضل اور اس وصف

میں اعلیٰ ہونا ضروری اس وجہ سے وزیر اعظم کا جملہ احکام زبردست سے اعلیٰ تر ہونا اور آفتاب کا سب روشنیوں سے قوی تر ہونا ضروری ہے جیسے کہ گشتی میں بھی یہ امر ہے پس جو شخص خاتم نبوت ہوگا اس کو نبی الانبیاء اور سید الرسل ہونا ضروری ہے اور جتنے کمالات نبوت ہونگے وہ سب اس میں اولاً و بالذات کامل درجہ کے موجود ہوں گے اور دوسروں میں اس کا فیض ہوگا جہاں کہیں نبی ہوں اور جس زمانہ کے رسول ہوں سب کا وہ سردار اور رئیس اعظم ہوگا سب اس کے خوشہ چیں ہوں گے اور وہ کسی کا ان میں سے محتاج نہ ہوگا مگر ایسا شخص اس تمام مرتبہ کا خاتم ہوسکتا ہے چاہے کسی زمانہ میں پایا جاوے بنظر اس کے علو مرتبے کے اور اس کی ذات والاصفات کے لئے زمانہ اول ضروری ہے نہ اوسط نہ آخر اگرچہ اور دوسرے وجوہ سے اس کا آخر زمانہ میں ہونا ضروری ہو پس بنظر اس کے وصف اصلی اور کمالِ ذاتی کے ممکن ہوگا کہ کوئی نبی اس کے بعد آوے اگرچہ یہ ممکن کسی وجہ خارجی سے ممتنع ہوگیا ہو۔ یہ وہی مطلب اس عبارت کا ہے جو صہ ۱۴ میں مجدد بریلوی نے نقل کی ہے کہ اگر فرض کیا جائے وجود کسی نبی کا بعد آپ کے تو آپ کی خاتمیت میں خلل نہ ہوگا یعنی خاتمیت ذاتی کے مفہوم میں اگرچہ بنظر امور خارجہ مذکورہ سابقہ خاتمیت زمانی لازم ہوا اور دوسروں کا آنا ممتنع ہوگیا ہو۔ جب یہ بات ظاہر ہوگئی تو یہ معلوم کرنا چاہئے کہ آیت وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ کی تفسیر میں عام مفسرین اس طرف گئے ہیں کہ مراد خاتمیت سے فقط خاتمیتِ زمانی ہے خاتمیتِ مرتبی جو کہ دوسرے معنی ہیں وہ نہیں۔ حضرت مولانا نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ اس حصر پر انکار فرما رہے ہیں کہ اگر خاتمیتِ زمانی ہی مراد لی جاوے تو اس میں کوئی خاص مدح اور شرافت حضور اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذاتِ والاصفات میں بہ نسبت دیگر انبیاء کرام لازم آنا ضروری نہیں اور چونکہ یہ صفت مدح کی ہے اس لئے ایسے معنی لینے چاہئیں کہ جس سے فضیلت اعلیٰ درجہ کی ثابت ہو اور خاتمیت زمانی بھی قائم رہے اس کے تین طریقے ذکر کئے ہیں۔

اولاً۔ یہ کہ لفظِ خاتم مشترک بالاشتراک المعنوی اور یہاں آیت میں اس کے دونوں

معنی مراد ہوں جیسے کہ مشترک معنوی کے دونوں افراد مراد ہوتے ہیں۔
دوم یہ کہ لفظ خاتمیت حقیقۃً خاتم رتبی میں استعمال کیا جائے اور خاتم زمانی معنی مجازی ہوں اور بطریق عموم مجاز کے ہر دو معنی مراد لے لئے جاویں ان ہر دو طریق پر لفظ خاتم النبیین کے دونوں معنی مراد ہوں گے۔ اور تیسرا طریقہ یہ ہے کہ فقط ایک ہی معنی خاتم سے مراد ہوں اور وہ خاتمیت مرتبی ہے اور اس کو خاتمیت زمانی لازم ہے جس کی دلیل پہلے نقل کرچکا ہوں۔ پس آیت میں اگرچہ ایک ہی معنی مراد تھے لیکن اس سے آخر الزماں ہونا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا لازم آگیا۔ حضرت مولانا رحمۃ اللہ علیہ کا نزاع عام مفسرین کے ساتھ فقط اس بارے میں ہے کہ اس آیت میں کون سے معنی لینے چاہئیں اور کون سے معنی اعلیٰ و احسن ہیں اس میں ہرگز نہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نبی آخر الزماں ہیں یا نہیں وہ بے شک بالاتفاق و نیز نزد حضرت مولانا رحمۃ اللہ علیہ آخر الانبیاء ہیں اور اس کا منکر ان کے نزدیک کافر ہے مگر مجدد الدجالین خذلہ اللہ تعالیٰ کی عقل و حیات پر پردہ جہالت پڑا ہوا ہے کہ تصریحات کو نہیں دیکھتا ہے حضرت مولانا کی مراد پر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو فقط اس طبقہ کے انبیاء کا خاتم نہیں کہا جاوے گا بلکہ آپ کی نبوت زماناً اور ذاتاً ختم کرنے والی ساتوں طبقات کے انبیاء کے واسطے ہوگی ہر طبقہ کے لوگ جناب علیہ السلام کی ذات والا صفات سے مستفیض ہوں گے اور جتنے انبیاء کہیں گذرے ہیں سب کے سب حقیقۃ محمدیہ سے اسی طرح مستفیض ہوں جس طرح جانشین کشتی سے اور نجوم ہائے آسمان آفتاب سے کہیں بھی ہوں اس تفصیل کو نہایت بسط اور شرح کے ساتھ مولانا دام شآبیب رضوان علیہ نے تحذیر الناس میں بیان کیا ہے جس کا جی چاہے ملاحظہ کرے۔ اب غور کیجئے اس معنی میں اور اس معنی میں جس کو عامۃ مفسرین مراد لے رہے ہیں، زمین و آسمان کا فرق ہے یا نہیں اور فضیلت نبوی دوبالا بلکہ زائد اس سے ہوگئی کہ نہیں۔
متبعین شیطانی۔ مبتدعین دجلہ جلانے بجائے اس کے کہ ادائے شکریہ مولانا رحمۃ اللہ

علیہ کا کرتے اور کفران نعمت میں کوشش کی فسود اللہ تعالےٰ وجوھہم گویا کہ ان کو مثل روافض حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے عداوت ہے کہ جناب سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ و السلام کی اس فضیلت کو دیکھ کر دم نکلا جاتا ہے اور محبین نبوت کی تکفیر کی جاتی ہے۔ آخر بنی اسرائیل میں سے ہیں، کیوں نہ ہوں، فعلِ آبائی محبوبِ خاطر ہے۔ بعض بنی اسرائیل نے اس طریق سے ظہور کیا ہے کہ انبیا قتل کرنے کو نہ ملے تو وارثین انبیا علیہم السلام پر ہاتھ صاف کرنا چاہا۔ مگر کیا کریں گورنمنٹ کے خوف سے قتل تو ممکن ہی نہ تھا، تکفیر میں کوشش کی

فاللہ حسیبہ فی الدارین سلب
اللہ تعالےٰ ایمانہ وادخلہ فی الدرک
الاسفل مع المنافقین والمشرکین
آمین یارب العالمین

فصلِ ثالث تفصیل تہمت بر مولانا گنگوہی قدس اللہ سرہٗ

حضرت مولانا شمس العلماء العاملین و بدر الفضلاء الکاملین ابو حنیفۃ الزماں جنید الدوران امام ربانی و محبوب سبحانی جناب مولوی حافظ حاجی رشید احمد صاحب گنگوہی حنفی چشتی صابری نقشبندی سہروردی قادری ایوبی قدس اللہ سرہٗ العزیز کی نسبت اہلِ عرب کے نزدیک یہ ظاہر کیا کہ میرے پاس ایک فتویٰ فوٹو گراف موجود ہے جس کا مضمون یہ ہے کہ "اگر کوئی خداوند تعالیٰ جلِ شانہٗ کو بالفعل جھوٹا کہے (نعوذ باللہ) تو اس کی تکفیر نہ کرو بلکہ تفسیق اور تضلیل بھی نہ کرو اور بہت سے لوگ سلف صالحین اور ائمہ ماضیین میں سے اس کے قائل ہوئے ہیں" اور مع اس کے اپنی جھوٹی بڑائیاں کہ اولاً مولانا موصوف الصدر مسئلہ امکان کے قائل تھے اور پھر میں نے ایک رسالہ ایسا لکھا اور یہ واقعہ پیش آیا غرض کہ اپنی ہر طرح سے لیاقت و کمال علمی کا اظہار کیا۔ خذلہ اللہ تعالیٰ فی الدارین۔

اب آپ حضرات ذرا انصاف فرمائیے اور اس بریلوی دجال سے دریافت کریں کہ جو امر نہ مولینا گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کی کسی تصنیف میں موجود نہ ان کے کسی معتقد و مرید و تلمیذ کو معلوم نہ کہیں کسی نے سنا نہ دیکھا وہ آپ کی نسبت کر دینے اور جعلی فتویٰ بنا لینے سے کیسے ثابت ہو سکے گا ہم ہزاروں طریقے سے ان کی تصانیف میں ان کے معتقدین و تلامیذ کے کلام سے اس کے خلاف دکھلانے کو تیار ہیں یہ ایک ایسی جھوٹی نسبت اور بہتان بندی حضرت مولانا موصوف رحمۃ اللہ علیہ کی نسبت کی گئی ہے کہ جس کا کبھی کسی کو خواب و خیال بھی نہ ہوا تھا اور نہ ہوگا۔ آخر مجدد الدجالین اور رئیس الکذابین ہیں۔ تجدید دجالیت ہی کیا ہوئی اگر ایک عظیم الشان افترا نہ باندھا۔ اگر نئے سے نیا طریقہ اضلالِ خلق نہ اختراع کیا تو مجددیت قرنِ رابع عشر ہی کیونکر ہوگی اگر جعلسازی بدایونی

و مکاری بریلوی اس امر میں کام نہ آئی تو کب آئے گی۔ وہ سمجھا کہ اگر اسرائیلیت سے آفتاب انصار و ماہتاب ہند و امام ہند و امام حدیث و تفسیر کے قتل کرنے کی فکر نہ کی تو اتباع آباء میں فائق کیونکر ہوں گا اگر ایسا کذب سفید نہ بولوں گا لقمہ چرب کیونکر ہاتھ آوے گا اگر ایسا صریح خالص جھوٹ نہ نسبت کروں گا تو اہل عرب کیونکر موافقت کریں گے۔ تقوی، طہارت خوف خداوندی، ایمان اور اسلام سے پہلے ہی ہاتھ دھو چکا ہوں، اب اگر ایسے ایسے افعال نہ کروں تو دنیا بھی ہاتھ سے جاتی ہے۔ معاذ اللہ اگر بے حیائی ہو تو ایسی ہو اور اگر بے ایمانی ہو تو آپ جیسی ہو۔ اے فوارۂ لعنت اور اے چشمہ تکفیر و تضلیل اگر خدا تعالیٰ کا خوف اور رسول اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شرم نہ تھی خلق خدا کی شرم بھی چشم سے اٹھ گئی تھی۔ خدا تعالیٰ تیرا منہ دنیا و آخرت میں کالا کرے اور رسوا کرے لا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم ط۔

ناظرین حضرت مولانا گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کے فتویٰ اور ان کی تحریرات معتمدہ ملاحظہ کریں خود حضرت مولانا موصوف رحمۃ اللہ علیہ ایسے شخص کو کافر و زندیق تحریر فرما رہے ہیں جو کہ اس بات کا قائل ہو کہ معاذ اللہ خداوند اکرم جھوٹ بولتا ہے یا جھوٹا ہے اور نہایت شدومد سے ایسے خیال کو رد فرما رہے ہیں کہ کذب بالفعل تو درکنار بلکہ اور ان کے متبعین تو یہاں تک فرما رہے ہیں کہ اگر کوئی شخص یہ اعتقاد رکھے کہ ممکن الوقوع ہے کہ خدا اکریم کا کوئی کلام جھوٹا ہو جاوے، زمانہ ماضی کا کلام ہو یا زمانہ استقبال کا یا یہ اعتقاد رکھے کہ ممکن ہے کہ خداوند کریم جھوٹ بول دیوے تو وہ بھی کافر و زندیق ملعون ہے اس مضمون کو بھی متعدد رسالوں اور تحریرات میں لکھا گیا ہے جس کی نقل میں بعض تحریرات کو پیش کرتا ہے جس سے آپ صاف طور سے معلوم کرلیں گے کہ دجال بریلوی اور اس کے اذناب نے محض افتراء پردازی کر رکھی ہے سوائے خبث باطنی اور دروغگوئی کے کوئی چیز ان کے پاس مایۂ افتخار نہیں ہے قبحہم اللہ تعالیٰ فتاویٰ رشیدیہ جلد اول ص ۱۱ سطر نمبر ۳ میں ملاحظہ کیجئے۔ ذات پاک حق تعالیٰ جل جلالہ کی پاک اور منزہ ہے اس سے کہ متصف بہ صفت کذب کہا جاوے معاذ اللہ اس کے کلام میں ہرگز

ہرگز شائبہ کذب نہیں ہے قال اللہ تعالٰی و من اصدق من اللہ قیلا۔ جو شخص حق تعالٰی کی نسبت یہ عقیدہ رکھے یا زبان سے کہے وہ کذب بولتا ہے وہ قطعاً کافر ملعون ہے اور مخالف قرآن اور حدیث اور اجماع امت کا ہے وہ ہرگز مومن نہیں تعالی اللہ عما یقول الظالمون علوا کبیرا البتہ یہ عقیدہ اہل ایمان سب کا ہے کہ اللہ تعالٰی نے مثلاً فرعون و ہامان و ابی لہب کو قرآن میں جہنمی ہونیکا ارشاد فرمایا ہے وہ حکم قطعی ہے اس کے خلاف ہرگز ہرگز نہ کرے گا مگر وہ حق تعالٰی قادر ہے اس بات پر کہ ان کو جنت دیدے عاجز نہیں ہوگیا قادر ہے، اگرچہ ایسا اپنے اختیار سے نہ کرے گا۔ قال اللہ تبارک و تعالٰی ولو شئنا لاٰتینا کل نفس ھداھا ولکن حق القول منی لاملئن جہنم من الجنۃ والناس اجمعین اس آیت سے واضح ہے اگر خدا تعالٰی چاہتا سب کو مومن کردیتا مگر جو فرما چکا ہے اس کے خلاف نہ کریگا اور سب اختیار سے ہے اضطرار سے نہیں وہ فاعل مختار فعال لما یرید ہے، یہ عقیدہ تمام علماء امت کا ہے چنانچہ بیضاوی کی تحت تفسیر قولہ تعالٰی وان تغفر لہم الاٰیۃ لکھا ہے کہ عدم غفران شرک کا مقتضی وعید کا ہے ورنہ کوئی امتناع ذاتی نہیں اور یہ عبارت اس کی وعدم غفران المشرک مقتضی الوعید فلا امتناع فیہ لذاتہ واللہ اعلم بالصواب۔

کتبہ رشید احمد گنگوہی

(مہر)

اور یہ فتوی عربی ہوکر مکہ معظمہ بھی گیا جو کہ ص۱۱۹ میں بعینہٖ منقول ہے اور اس کی تصدیق علماء مکہ معظمہ نے بھی کی ہے۔ الحاصل۔ مولانا گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ نے خود اس شدومد سے اپنے فتاوی میں اس کو تحریر فرمایا ہے کہ جو شخص نسبت کذب باری عزوشانہ کی طرف کرے گا وہ کافر ملعون ہے، ہرگز مومن نہیں پھر نہ معلوم کہاں سے اس مجدد التضلیل نے یہ خبیث فتوی اختراع کیا مسئلہ امکان کے البتہ حضرت مولانا اور ان کے متبعین حسب

رائے اکابر سلفِ صالحین قائل تھے اور ہیں مگر امکان ذاتی کے مع الامتناع بالغیر امکان وقوعی کے جملہ حضرات منکر ہیں۔ چنانچہ اس فتوی میں بھی اس کو فرمایا اس مسئلہ میں البتہ مولانا کا کاخلاف معروف ہوا اور لوگوں نے رسالے تصنیف کئے جیسے مولوی احمد حسن صاحب کانپوری کا رسالہ تنزیہ الرحمان اور مولوی عبد اللہ صاحب ٹونکی کا رسالہ عجالۃ الراکب وغیرہ اور ان رسالوں کے جوابات بھی دیئے گئے اور چھپکر شائع ہوئے چونکہ یہ رسالہ مضامین علمیہ سے پر اور طریقہ علماء سے حلو تھے ان کے جوابات کی طرف توجہ ہوئی۔

مجدد التفضیل صاحب نے خیال کیا کہ ہم بھی خون لگاکر شہیدوں میں داخل ہو جائیں جٹ ایک رسالہ "سبحان السبوح" لکھکر کھینچ مارا۔ اس کو دیکھا گیا تو گالی گلوچ اور خرافات بازاری باتوں کے اور کوئی مضمون علمی ایسا نہیں تھا کہ جس کی طرف توجہ کیجاوے۔ علاوہ ازیں کبھی کسی عالم نے ان کو اہلِ علم سے شمار ہی نہ کیا اور نہ کچھ علمی باتیں تھیں، بازاریوں کی سی گفتگو تھی اس کے رسالے کے رد کی طرف توجہ کرنا محض بے سود بلکہ خلافِ شان و ہتک عزت شمار کیا گیا اور جو بعض باتیں قابل جواب تھیں بھی ان کا جواب دوسری کتابوں میں آچکا تھا۔ مگر مجدد بریلوی نے اس سے یہ سمجھا کہ اقوہ ہمچو ما دیگرے نیست جیسے یاجوج ماجوج نے خیال کیا کہ ہم نے آسمان فتح کر لیا۔ ایسے ہی انھوں نے سمجھا کہ ہم نے سود فراغم کو ساکت کر دیا۔ مجدد صاحب ان رسائل کو ملاحظہ کریں کہ جو اس مسئلہ کی تحقیق اور اعتراضاتِ مخالف کی رد میں شائع ہو چکی ہیں۔ انشاء اللہ مثل الشمس فی نصفِ النہار روشن ہو جائے گا کہ ان کی اور ان کے ہم خیال لوگوں کی جملہ لچر دلیلیں ھباءً منثوراً ہو گئی ہیں۔ ہاں البتہ ان کی گالیوں اور دشنام کا جواب نہیں دیا گیا کہ یہ فعل اہلِ علم نہیں ہے اس لئے بعد میں زیادتی وضاحت کے لئے مسئلہ امکان کی تقریر تفصیلی اکابر کے کلام سے نقل کرتا ہوں کہ جس کی وجہ سے آپ جملہ حضرات پر ظاہر ہو جاوے کہ مجدد دو متعین و مجدد التفضیل جو جو افترا اکابر اہلسنت پر کہتے ہیں اور ان حضرات کیطرف لغویات منسوب کرتے ہیں وہ محض کذب اور دروغ خالص ہے ان اکابر کا دامن تقدس

ان کا عمل اصلاف اور ... ہ ع

فصلِ رابع تفصیلِ مسئلہ امکان وامتناع

مجدد الضالین صاحب فرماتے ہیں کہ ہم گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ بمحض اتباع مولانا شہید رحمۃ اللہ علیہ مسئلہ امکان کے قائل ہوئے ہیں۔ یہ قول ان کا محض افتراء اور جہالت ہے۔ مولانا گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ نے سلفِ صالحین امت مرحومہ کا اتباع کیا ہے تمام اشاعرہ بلکہ تمام ماتریدیہ بھی حضرت رحمۃ اللہ کے اس مسئلہ میں متفق ہیں، کتبِ معتبرہ علم کلام کی شاہد ہیں اور ان کی نصوص صراحۃً موجود ہیں۔ "شرح مواقف" میں اس مسئلہ کو اس طرح تین جگہ ذکر کیا ہے۔ مسامرہ میں بھی تفصیلاً مذکور ہے۔ "تقریر الاصول شرح تحریر الاصول" میں محقق ابنِ ہمام صاحب فتح القدیر اور ان کے تلمیذ ابن امیر الحاج رحمہما اللہ نے اس مسئلہ کو اور یہ کہ یہی رائے اکابر اہلِ علم اور معشر اہل سنت اشاعرہ ماتریدیہ کی ہے نہایت وضاحت سے بیان کر کے یہ دکھلایا ہے کہ بعض لوگوں نے جو درمیان اشاعرہ ماتریدیہ کے اس مسئلہ میں خلاف ثابت کیا ہے وہ محض نزاع لفظی ہے اور اس کی تقریر فرمائی ہے۔

علامہ کلینوی نے حاشیہ شرح عقائد جلالی میں اس مسئلہ کی پوری تقریر کی ہے اور جمہور اشاعرہ کا یہی مذہب ثابت کر کے دکھلایا ہے کہ امام رازی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام اس مسئلہ میں مخالف مذہب نہیں ہے۔ قاضی عضد رحمۃ اللہ علیہ نے شرح مختصر الاصول ابن حاجب رحمۃ اللہ علیہ میں صاف طور پر تقریر فرمائی ہے علاوہ اس کے اور بھی کتابیں علم کلام کی اس مسئلہ میں توضیح کر رہی ہیں مگر اعتماد کے واسطے یہ کتبِ مذکورہ بھی کافی ہیں اگر زیادہ تحقیق کرنی منظور ہو جہد المقل فی تنزیہ المعز والمذل کو ملاحظہ کریں اگر رسالے کے طول کا خوف نہ ہوتا تو ان کتب مذکورہ بالا کے ذکر کو منصوص کرتا مگر ان نصوص کا پتہ بخوبی جہد المقل سے چل جائے گا۔ مجدد المضلین صاحب کی قلت واقفیت اور عدم تبحر اس کے باعث ہوئی ہے

کہ گمان کرتے ہیں کہ اس مسئلہ کی تصریح علماء امت اور سلفِ صالحین میں سے کسی نے نہیں کی۔ سوائے مولانا شہید رحمۃ اللہ علیہ کے اور یہ گمان بھی ان کا کہ قائلین اس مسئلہ کے مخالف اہلِ سنت و الجماعت ہیں۔ محض بے بضاعتی اور کم فہمی اور عدمِ واقفیت پر مبنی ہے۔ مہربانی فرما کر ان کی کتب کو ملاحظہ کریں اور اپنے خیالاتِ فاسدہ سے رجوع کریں۔ اگر ان کو اتنی قابلیت نہ ہو کہ خود ان نصوص کو کتب ہائے مذکورہ بالا سے نکال سکیں تو ہم کو لکھیں ہم جلد و صفحہ و سطر لکھ دیں گے اور اگر ضرورت ہوگی تو عبارتیں بھی ان کتابوں کی نقل کریں گے اور اس سے عاکریں تو ترجمہ بھی بزبان اردو بامحاورہ لکھ دیں گے چونکہ اکثر لوگ ہمارے اکابر کے مقاصد اور ان کی مراد سے غافل ہیں اس لیے مسئلہ امکان کذب میں کچھ کا کچھ سمجھ جاتے ہیں اور مخالفین اس کو خلافِ واقعہ بیان کریں گے، لوگوں کو برانگیختہ کرتے ہیں حالانکہ ادنیٰ سے ادنیٰ درجہ کا مسلمان جناب باری عزاسمہٗ کی بارگاہِ عالی کے واسطے کسی درجہ کی منقصت اور عیب کا وہم و خیال بھی نہیں کر سکتا چہ جائیکہ کوئی عقیدہ فاسدہ اپنے قلب میں جمالیوے پس کیونکر ہو سکتا ہے کہ ایسے ایسے علمائے محققین و فضلائے مدققین جن کے علم و فضل زہد و تقویٰ کا ایک عالم لوہا مانے ہوئے ہے کوئی منقصت اور عیب جناب باری میں جائز رکھیں گے۔ نعوذ باللہ بلکہ ان کا مطلب وہ ہے جو کہ جہد المقل حصہ اول صفحہ ۴۲ میں مسطور ہے ملاحظہ کریں۔

تحریر مقدمات کے بعد تعیین مبحث بھی ضروری ہے تاکہ یہ امر معلوم ہو جاوے کہ مسئلہ کذب میں جو باہم نزاع و خلاف ہو رہا ہے اس کا منشا کیا ہے تاوقتیکہ اس کی تعیین معلوم نہ ہوگی دلائل فریقین کا سقم و صحت بخوبی سمجھ میں نہ آئے گا۔ اور صاحب تنزیہ الرحمان نے بوجہ فرطِ شوق اثبات مدعیٰ اس سے پہلے کہ منشا نزاع فریقین معین فرماویں اپنے دلائل تحریر فرمانے شروع کر دیئے ہیں واضح رہے کہ جملہ فرق اسلامیہ حق تعالیٰ شانہٗ کے متکلم ہونے کے قائل ہیں۔ کیفیت تکلم و حقیقۃ کلام میں مختلف ہو ناجدا امر ہے مگر کلام لفظی کے عقد و اصدار کو سب مقدور باری کہتے ہیں۔ بالخصوص اہل سنت و

والجماعت تو انعقاد کلام لفظی کے عقد و اصدار کو پوری صراحت کے ساتھ بیان فرمارہے ہیں کسی کا نزاع ہی نہیں۔ البتہ سیزدہم صدی کے بعض علماء نے یہ اختلاف کیا کہ جملہ غیر مطابق للواقع کا عقد و تنزیل قدرت قدیمہ سے خارج ہے یعنی حالت قیام زید میں تو حق تعالیٰ شانہٗ جملہ زید قائم کو منعقد اور نازل فرماسکتا ہے لیکن حالتِ قعود زید میں جملہ مذکورہ کا ارشاد و انعقاد اس کی قدرت سے خارج اور اس کے اختیار سے ذاتِ واجب معذور و عاجز ہے اور ایک دوسرے فریق کا یہ قول ہے کہ اہل سنت کے نزدیک یہ جملہ مذکورہ کے تکلم پر دونوں حالتوں میں سر مو تفاوت نہیں مگر چونکہ وہ ذاتِ بابرکت اپنے صفات و افعال میں جملہ قبائح سے منزہ اور تمام ذمائم سے مقدس ہے۔ اس لئے کسی کلام غیر مطابق واقع کے تکلم کا ارادہ محقق نہیں ہوسکتا اگر بالفرض آدم علیہ السلام سے اکل شجرہ یا فرعونِ لعین سے دعویٰ ربوبیت محقق نہ ہوتا تو بھی جملہ عَصٰی اٰدَمُ رَبَّہٗ اور فَقَالَ اَنَا رَبُّکُمُ الْاَعْلٰی عقد و تکلم پر حق تعالیٰ کو ایسی ہی قدرت حاصل ہوتی جیسے اب ہے لیکن بوجہ کمال صدق و حکمت اور بہ سبب مقتضائے تقدس ان جملوں کے تکلم کی نوبت آنی محال تھی اور جس قدر کلامِ حق تعالیٰ شانہٗ کی ظاہر ہو چکی ہیں اور جن کے تکلم و ظہور کی نوبت آگے آئے گی سب ضروری الصدق ہیں کسی کلام میں بھی اگر کوئی بوجہ احتمال کذب اس کی تصدیق و تسلیم میں متامل ہو تو زندیق و ملحد اور اسلام سے خارج ہے خلاصہ نزاع یہ نکلا کہ صدق کے وجوب اور کذب کے امتناع پر سب متفق ہیں مگر حضرت مولانا اسماعیل شہید رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے اتباع بوجہ ارادہ و اختیار حق تعالیٰ شانہٗ صدق کو ضروری اور کذب کو محال فرماتے ہیں اور فریق ثانی بوجہ عدم قدرت و مجبوری صدق باری کو واجب اور کذب ممتنع بتلاتا ہے یعنی ان کے نزدیک تو ایزد تعالیٰ نے اپنے اختیار سے صدق کا التزام اور کذب سے احتراز فرمایا ہے اور انکے نزدیک بوجہ مجبوری و عجز حق تعالیٰ سے صدق صادر اور کذب متروک ہو رہا ہے۔ اس تمام عبارت کے ملاحظہ کرنے سے آپ پر پوری طرح سے مسئلہ ھٰذا کی تفصیل منکشف ہو گئی ہوگی اور یہ بھی ظاہر ہو گیا ہوگا کہ مجدد صاحب اور ان کے متبعین حق اکابر کی

آبرو میں وہبہ لگانے کے واسطے عوام و خواص میں مسئلہ امکان لیکر بیٹھ جاتے ہیں اور اس کے معانی اور تفصیل بعنوانات مختلفہ عبارت ہائے مختلفہ بیان کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ان لوگوں کے نزدیک معاذ اللہ خداوند اکرم جلّ وعلا شانہٗ کاذب اور جھوٹا ہو سکتا ہے اور ہو سکتا ہے کہ خدا کے کلام میں جھوٹ ہو یہ سب بالکل غلط اور افترا محض ہے ہرگز ہمارے اکابر اس کے قائل نہیں بلکہ اس کے معتقد کو کافر و زندیق کہتے ہیں وہ صاف طور سے تصریح فرما رہے ہیں کہ خداوند کریم جملہ عیوب سے منزہ اور پاک ہے اسکا کاذب ہونا مستحیل بالذات ہے اور کوئی کلام باری عز وجل کا کذب اور جھوٹ نہیں ہوگا اور نہ ممکن الوقوع ہے کذب کا شائبہ بھی اسکے کلام میں پایا جانا محال ہے اور اس کا سچا ہونا ضروری ہے لیکن یہ امر اس کے ارادہ اور اختیار سے ہے یہ نہیں کہ وہ اس میں مجبور و عاجز ہو گیا ہو۔ اب اس امر میں غور فرمائیں کہ اب اس مسلک میں جناب باری عز اسمہٗ کی تنزیہہ و تقدیس میں سر مو خلل نہیں آتا اور نہ اس کی قدرتِ کاملہ کی تنقیص ہوتی ہے۔ البتہ مجدد الدجالین اور اس کے معتقدین نے اس امر کو گوارا کیا کہ قدرتِ کاملہ میں جو نقصان آوے کچھ باک نہیں مگر تنزیہہ میں فرق نہ آوے وہ مثل فلاسفہ و معتزلہ گمان کئے ہوئے ہیں کہ افعال قبیحہ کے مقدور نہ ہونے سے اگرچہ ان کا صدور محال ہی کیوں نہ ہو۔ تنزہ و تقدس میں فرق آتا ہے جیسا کہ معتزلہ قدرۃ علی الظلم والقبائح میں صاف طور سے کہتے ہیں اور فلاسفہ قدرۃ علی البخل وغیرہ میں تصریح کرتے ہیں اور اسی طرح سے ہر دو فریق ان اشیاء کے انسداد کو واجب علیہ سبحانہٗ قرار دیتے ہیں اور بالاضطرار ان کے صدور کے قائل اور مجبوریت کے مقر ہو کر اہل سنت والجماعت پر طرح طرح کے الزام لگاتے ہیں۔ افسوس صد افسوس کہ باوجود ان قبائح و شرور کے مجدد صاحب اور ان کے ہوا خواہ اہل سنت کے امام اور مجدد ہونے کو تیار ہوں اور منہ بھر کے اپنی مدائح کریں اگرچہ صراحۃً خلاف عقائد اہل سنت والجماعت کے کر رہے ہیں۔ نصوص کلام اور عقائد کو ترک کر رہے ہوں متبعین سنت

کو طرح طرح کے دشنام وسب وشتم دیتے رہے ہیں اور جو لوگ ہر عمل اور اعتقاد میں سلف صالحین اور اکابر ماضیین کے قدم بر قدم ہوں شب و روز مرضیات الٰہی میں صرف کر رہے ہوں وہ خارج از دائرہ اسلام شمار کئے جاویں اگر یہ خاصۂ دجالیت نہیں ہے تو کیا ہے پھر اس طرفہ ماجرا یہ کہ اپنی بڑائی اور تفاخر ظاہر کرنے کے واسطے ظاہر کیا جاتا ہے کہ ہم نے اس قدر رسالے تصنیف کر ڈالے اور ہزاروں مناظرے کئے مخالفین کو پسپا کر دیا ہمارے مقابلے کو کوئی نہ نکلا ہمارے خطوط کے جواب نہ دیئے گئے چونکہ شرم وحیا کا جامہ اتار رکھا ہے اذا لم تستحیی فافعل ما شئت پر عمل ہے جو چاہا زبان سے بک دیا۔ اگر میں ان مواقع کی تفصیل لکھوں کہ جہاں پر آپ مناظرہ کے واسطے طلب کئے گئے اور ٹال مٹول کر کے بھاگ گئے تو شاید ایک دفتر طویل تیار ہو جاوے جس قدر رجسٹریاں آپ نے ہضم کی ہیں ان کے واسطے پورا رجسٹر چاہیئے بھلا کس روز وہ میدان مناظرہ میں حریف کے سامنے نکلے ہیں۔ لوگوں نے تو گھر تک پیچھا کیا اور ان کی خاص مسجد تک گئے مگر خود ان کو اور ان کے پشت پناہوں تک کو سوائے گھر کے کونا دبا لینے کے اور کوئی صورت نہ بن پڑی گھر بیٹھ کر گالیاں دینے کو موجود ہوتے ہیں۔ اب یہی دیکھئے کہ سید مرتضٰی حسن صاحب نے کتنی مدتوں سے آپ کو مناظرہ کے واسطے طلب کر رکھا ہے کیوں نہیں نکلتے کتنی رجسٹریاں ان کی ہضم کر کے بیٹھے ہو مگر جب حیا و شرم ہی نہ ہو تو زبان کے آگے خندق کیا چیز ہے گھر بیٹھکر تو جلاہے کی لونڈیاں بھی شہنشاہ کو گالی دے لیتی ہے۔ ذرا میدان میں نکلئے شیروں کے سامنے تو آئیے۔ انشاء اللہ اس محمدی کچھار کے شیروں میں ایک دو نہیں ہزاروں آپ سے مناظرہ کرنے کو تیار ہیں۔ چھوٹے سے طالب علم سے بھی آپ بغلیں نہ جھانکیں تو ذمہ سہی۔

سود اللہ وجھک فی الدارین

فصلِ خامس

تفصیل تہمت بر حضرت مولانا سہارنپوری
دامت برکاتہم

اس صاحبِ شرم و حیاء نے موافق اپنے آباء روحانی و جسمانی کے وارث انبیاء مرسلین زبدۃ العلماء الکاملین امام الفقہاء والمحدثین رئیس الاصفیاء والمفسرین محی السنت البیضاء قامع البدع الظلماء حضرت مولانا الحاج الحافظ المولوی خلیل احمد صاحب الحنفی، الانصاری الایوبی الچشتی القادری النقشبندی السہروردی السہارنپوری دامت سحب فیوضہٗ باطلۃ آمین، مؤلف براہین قاطعہ پر تہمت لگائی کہ معاذ اللہ شیطان لعین کو حضرت رسول مقبول علیہ الصلوٰۃ والسلام سے اعلم وواسع علماً کہتے ہیں اور یہ بھی کذبِ محض اور دروغ گوئی ہے۔ براہینِ قاطعہ حضرت مولانا دام فضلہٗ کی بارہا بار چھپ چکی ہے اور ہزاہوں نسخے اس کے عالم میں موجود ہیں کہیں سے یہ ایماندار اس کی تصریح کیوں نہیں دکھاتا حسام الحرمین میں لکھتا ہے۔ فانہ صرح فی کتابۃ البراھین بان شیخھم ابلیس اوسع علماً من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جس کا ترجمہ یہ لکھتا ہے کہ اس نے اپنی کتاب براہین قاطعہ میں تصریح کی کہ ان کے پیر ابلیس کا علم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے علم سے زیادہ ہے دیکھو (ص ۱۴-۱۵) اور اسی قسم کے الفاظ تمہید شیطانی میں بھی نقل کئے ہیں اور پھر نسیم الریاض کی عبارت نقل کر کے جس میں یہ لکھا ہے کہ اگر کوئی شخص کسی کو رسولِ مقبول علیہ الصلوٰۃ والسلام سے اعلم کہے تو وہ کافر ہے۔ دیکھئے حضرات ذرا غور کیجئے کہ اس کاذب نے دعویٰ تو کیا ہے کہ وہ براہین میں تصریح کر رہے ہیں کہ ابلیس کا علم حضور علیہ الصلوٰۃ والسّلام سے زیادہ ہے اور وہ آپ سے علماً اوسع ہے اور اس عبارت کا کہیں تمام براہین میں پتہ نہیں اور پھر اپنے مدعا کے اثبات کے واسطے وہاں کی

عبارت جو نقل کی ہے وہ ہرگز صریح اس معنی پر نہیں دیکھئے عبارت جو نقل کی ہے وہ یہ ہے۔
"شیطان و ملک الموت کو یہ وسعت نص سے ثابت ہوئی فخر عالم کی وسعت علمی کی کونسی نص قطعی ہے"
الخ اب اس میں کہاں وہ الفاظ مذکور ہیں جس پر دجال بریلوی فتویٰ کفر کا لگا رہا ہے، کہیں
لفظ اعلم کا آیا ہے یا کہیں ابلیس کو اوسع علماً کے ساتھ تعبیر کیا ہے یا کہیں یہ کہا ہے کہ
معاذ اللہ ابلیس کا علم حضور علیہ السلام سے زائد ہے۔ یہ بحث ص۴۶ سے لیکر ص۵۲ تک
لکھی ہوئی ہے مگر کوئی متنفس ان الفاظ کو کہیں سے نکال سکتا ہے اور اگر یہ کہے
کہ اس عبارت سے یہ بات سمجھ میں آتی ہے کہ معاذ اللہ ابلیس حضور علیہ السلام سے
اعلم اور اوسع علماً اور زائد ہے، تو بندۂ خدا یہ تصریح کہاں ہوئی، اس دریدہ دہن نے تو
علماء حرمین کے نزدیک یہ ظاہر کیا کہ براہین میں اس امر کی تصریح کی ہے۔

صاحبو! تصریح تو جب ہی ہوگی جب دعوے کو صراحۃً اسی طرز پر تحریر کیا
ہو اور اگر آپ کی سمجھ میں کسی عبارت سے کوئی بات آرہی ہو تو تصریح کہاں ہوئی، یہ کہو کہ
براہین کی عبارت سے یہ سمجھ میں آتا ہے یا وہ عبارت اس مقصد کو لازم ہے، یہ تصریح کہنا
اگر افترا محض اور دروغ نہیں تو اور کیا ہے جس سے علماء حرمین کو دھوکہ دیا گیا اور
سمجھ میں آپ کے آنا یہ بھی آپ کی سمجھ ناقص اور رائے نارسا کی خوبی ہے اور تمام عبارتیں
اگلی اور پچھلی کے حذف کر دینے سے یہ مرض مہلک پیدا ہوا ہے کہ جس کو ہم آگے چلکر
صاف طور سے ظاہر کر دیں گے کہ دجال بریلوی نے یہاں پر محض بے سمجھی اور بے عقلی
سے کام لیا ہے اور تحریف و قطع برید پر جملہ اعتراضات کا مبنیٰ ہے آپ نسیم الریاض کی
عبارت سے بخوبی معلوم کر لیں گے کہ تکفیر اس شخص پر ہو سکے گی۔ وہ معاذ اللہ کسی کو
رسول مقبول علیہ السلام سے اعلم اور اس کے علم کو حضور علیہ السلام سے علی الاطلاق زائد
بتا دے اور جبکہ یہ بات براہین میں موجود نہیں تو تکفیر ہرگز عائد نہ ہوگی۔ اب ہم آپ کو
خود براہین کی عبارت دکھلاتے ہیں جس سے بخوبی اس کے خلاف ظاہر ہو جاوے گا۔

صلہ میں تحریر فرماتے ہیں، پس کوئی ادنی مسلم بھی فخر عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے تقرب و شرف کمالات میں کسی کو مماثل آپ کے نہیں جانتا ہے۔ اھ۔

اس قسم کے مضامین متعدد جگہ ذکر فرمائے ہیں آپ خود خیال فرمائیں کہ جملہ کمالات میں اعلیٰ درجہ کا کمال علم ہے بلکہ مدار کمالات کا علم ہی ہے پس جبکہ کسی کو آپ کے مماثل بھی شرف کمالات میں نہیں کہہ سکتے تو آپ سے بڑھکر کیونکر کوئی خیال کر سکتا ہے کوئی ہو یہ محض سفسطہ دجال ہے کوئی ادنی مسلمان بھی ایسا خیال بہ نسبت حضور علیہ السلام نہیں کر سکتا کہ کوئی بھی آپ سے اعلم ہو، چہ جائیکہ ایک عالم متبحر کہ جس کی تمام عمر دینیات کی کتابیں پڑھاتے ہوئے گئی ہزاروں علما اس سے کتب درسیہ و دینیہ پڑھکر مدرس و ہادی خلق بن گئے یہ خیال ہرگز ہرگز نہ اس کا ہو سکتا ہے اور نہ وہ لکھے گا، اس وجہ سے حضرت مولانا گنگوہی قدس اللہ سرہٗ العزیز نے متعدد فتوی میں یہ تصریح فرمائی کہ جو شخص ابلیس لعین کو رسول مقبول علیہ السلام سے اعلم واوسع علماً کہے وہ کافر ہے اسی وجہ سے شریف مکہ کی مجلس میں جب یہ افترا دجال بریلوی نے بھیجا سب نے سنتے ہی کہا سُبْحَانَکَ اِنْ ھٰذَا اِلَّا بُھْتَانٌ عَظِیْمٌ سوائے افترا اور کذب کے کوئی امر دیگر نہیں ہے پس اگر یہ عبارت صراحۃً بھی موجود ہوتی تب بھی یہ قرینہ حالی ایک ایسا قرینہ قوی تھا کہ جس کی وجہ سے ضرور بالضرور اس کے ظاہری معنی سے پھرنا ضروری تھا حالانکہ یہ عبارت بھی موجود نہیں بلکہ اس عبارت کے الفاظ اور لاحق و سابق بالکل اس کے خلاف پر صریح دلالت کرتے ہیں۔ مجدد الدجالین نے فقط تحصیل مقصد کے واسطے ان جملہ عبارتوں سے اپنی آنکھوں کو ڈھانپ لیا۔

اب تفصیل اس عبارت کی ملاحظہ کیجئے۔

فصل سادس تفصیل عبارت براہین قاطعہ

آپ جملہ حضرات بخوبی واقف ہیں کہ انواع علوم کے دنیا میں بہت سے ہیں علم حدیث وتفسیر واصول حدیث، اصول فقہ ومنطق وفلسفہ وصرف ونحو ومعانی وبیان وبدیع وعروض وادب وتاریخ وجغرافیہ وحساب وپیمائش وعلم زراعت وعلم سحر وکہانتہ و رمل وعلم تجارت وغیرہ وغیرہ اور یہ بھی ہر شخص کو معلوم ہے کہ ہر علم میں باعتبار اس کے کثرت مسائل کے نہایت وسعت ہے مثلاً علم جغرافیہ ونحو ہے کہ اس میں بھی ہزاروں عالم موجود ہیں اور ہوئے اور ایک دوسرے سے اعلم واوسع علماً ہے بایں معنی کہ جس کو اس علم مسائل بہت سے یاد ہیں وہ دوسرے جسکو اس قدر مسائل یاد نہ ہوں اعلم کہیں گے مگر اس فن میں مثلاً یہ کہیں گے کہ زید عمر سے نحو زیادہ جانتا ہے یا جغرافیہ وتواریخ میں اس زیادہ وسعت علمی رکھتا ہے۔

الحاصل ہر علم میں خواہ وہ علم کلی ہو یا علم جزئی علوم شریفہ میں سے ہو یا علوم رذیلہ میں سے متعلق ذات وصفات ہو یا متعلق اجساد عالم اس میں اعمال سے بحث ہو یا عقائد سے ایک خاص وسعت رکھتا ہے جس کا مدار باعتبار اس علم کے مسائل وجزئیات کے تکثر وتعدد اور اس کی معلومات کی زیادتی وکمی پر ہے۔

اس کے بعد آپ یہ بھی خیال فرمالیں کہ جملہ عقلاء کے نزدیک علوم میں تفاوت عظیم ہے، اہل اسلام وحکماء یونان کے نزدیک اشرف علوم، علوم الٰہیہ ہیں جو کہ متعلق ذات وصفات وافعال باری عزوجل ہیں جس قدر اس میں کسی کو کمال ہوگا وہ ان کے نزدیک افضل خلق ہوگا اہل اسلام کا مدار ان علوم میں نقل ومجاہدات وغیرہ ہیں اور حکماء فقط عقل سے کام لیتے ہیں اس کے بعد علوم متعلقہ بالعباد ہیں کہ جن میں احکام الٰہیہ کا نزول

ہوا ہے اور اس کے بعد جملہ علوم غیر الٰہیہ ہیں جیسے صرف و نحو منطق وغیرہ اسی وجہ سے اہل اسلام
کے یہاں بعض علوم فرض بعینہ ہیں اور بعض فرض کفایہ بعض واجب بعض مستحب بعض مباح
بعض حرام بعض مکروہ وغیرہ وغیرہ اہل دنیا وعقلاء یورپ کے نزدیک بھی جملہ علوم ایک درجہ
میں نہیں ہیں۔ اعلیٰ درجہ تاریخداں وجغرافیہ وغیرہ کے عالم کی برابری وہ گڈریا نہیں
کرسکتا جو کہ اپنے حرفہ کے جملہ جزئیات سے واقفیت تامہ رکھتا ہے خلاصۂ کلام یہ ہے کہ جملہ
عقلاء کے نزدیک علوم میں تفاوت مراتب ہے اسی وجہ سے تفاوت مراتب علمیہ ہوتا رہتا
ہے اور ہر عاقل بداہتہ اس کو بھی جانتا ہے کہ ادنیٰ درجہ کے علوم پر اطلاع نہ ہونا کسی شخص کا اس
کے کمال میں جو اس نے باعتبار علوم کمالیہ ومعارف علیا حاصل کئے ہیں سر مو تفاوت نہیں ڈالتا
آپ ہی خیال فرمائیں کہ نجاست کا کیڑا جو دن رات نجاست میں رہتا ہے بے شک نجاست کے
احوال وخواص سے اس قدر واقف ہے کہ جالینوس وافلاطون ومجدد بریلوی کو ہرگز
اس کی خبر نہیں۔ علیٰ ھٰذا القیاس۔ گڈریا بکریوں اور اس کے چرانے وغیرہ سے اس
قدر واقف ہے کہ بڑے سے بڑے مؤرخ وڈاکٹر کو اس کی اطلاع نہیں اس کو اپنے ادنیٰ علم
میں اس قدر بڑی وسعت حاصل ہے کہ اتنی وسعت ہرگز ہرگز اس مؤرخ وڈاکٹر کو حاصل نہیں
اسی طرح علم شعر میں متنبی اور ابو تمام اور فردوسی وغالب کو جو وسعت حاصل ہے حضرت امام
اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کو نہیں مگر اس کی وجہ سے کوئی عاقل نجاست کے کیڑوں کو جالینو
س وافلاطون ومجدد بریلوی سے عالم اور اوسع علماً نہیں کہہ سکتا، نہ گڈریے کو ابن خلدون
وابن خلکان وسقراط سے اور نہ متنبی وغیرہ کو حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے اعلم و
افضل کہہ سکتا ہے ہاں کوئی مجدد بریلوی جیسا کوڑ مغز ہو تو در کنار، جب یہ عرض بوتاً
آپ کے خیال مبارک میں آگئی تو آپ اس کو بھی خیال فرمائیں کہ انبیاء علیہم السلام جیسے
افضل ترین خلائق اور اشرف مخلوقات ہیں ایسے ہی ان کے علوم بھی نہایت اعلیٰ درجہ کے
مطابق واقع کے صحیح صحیح ہیں اور کیوں کر نہ ہوں آخر نبوت بھی تو کمالات علمی میں سے ہے جس

کی تحقیق تفصیلی کتبِ کلامیہ اور تصانیف حضرت مولانا نانوتوی قدس اللہ سرہٗ العزیز میں
علیٰ وجہ اتم موجود ہے پھر حضرت رسولِ مقبول علیہ الصلوٰۃ والسلام تو اس کمال میں
مرکز ہیں جملہ کمالات انبیاء علیہم السلام کے واسطے ذات والاصفات حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام
منبع اور واسطہ ہو رہی ہے۔ پس جو کچھ فیوضات کمالاتِ علمیہ کے انبیاء عظام واولیاء کرام پر
ہوتے ہیں وہ سب آپ میں اولاً بالذات عطیہ ہوئے اور دوسروں میں ثانیاً و بالعرض پس آپ
مصداق اعطی علم الاولین والآخرین اور علم الخلائق قاطبہ" ہوئے کوئی ادنیٰ شخص بھی حضور علیہ
السلام کے علم الخلائق قاطبۃً بالذات والصفات وافعالہ تعالیٰ وحکم واسرار وکلیات کونیہ وغیرہ
ہونے میں شک نہیں کرسکتا چہ جائیکہ اس کے خلاف کا معتقد ہو البتہ جو چیزیں کہ خلاف شانِ
نبوت ہوں یا کمالات نبوت میں اس کی وجہ سے کوئی زیادتی و مدرگ نہ ہو اس کا ثابت کرنا بے شک
خلافِ اصل ہوگا خود باری تعالیٰ فرماتا ہے مَا عَلَّمْنٰهُ الشِّعْرَ وَمَا يَنْبَغِي لَهٗ ہم نے حضور علیہ
السلام کو شعر نہیں سکھلایا اور نہ ان کے لائق تھا پس معلوم ہوگیا کہ بعض علوم ردیہ کا نہ جاننا انبیاء
علیہم السلام کے کمالات میں نقص نہیں ڈالتا اگر کوئی رذیل شخص اس کو جانتا ہو تو اس کا انبیاء سے
اعلم ہونا لازم نہیں آتا دیکھئے حضرت سلیمان علٰے کے قصہ میں ہُدہُد کا یہ قول اللہ تعالیٰ نے نقل فرمایا
ہے احطت بما لم تحط بہٖ کہ میں نے ایسی چیز کا احاطہ کیا ہے کہ جس کا تم کو احاطہ نہیں ہوا
پس ھُدھُد کا ایک ایسی جزئی کو جان لینا اس بات کا باعث ہرگز کسی کے نزدیک نہیں ہو
سکتا کہ اس کو حضرت سلیمان علیہم السلام سے اعلم اور اوسع علماً کہیں وجہ یہ ہے کہ ان جزئیات
دنیادیہ وحادثہ کا علم کمال نہیں ہے خود رسول مقبول علیہ السلام صحابہ رضوان اللہ علیہم
اجمعین کو فرماتے ہیں کہ اَنْتُمْ اَعْلَمُ بِاُمُوْرِ دُنْيَاكُمْ کہ تم اپنی دنیا کی باتوں کے زیادہ
جاننے والے ہو۔ اس کی وجہ سے کوئی یہ نہیں کہہ سکتا کہ معاذ اللہ صحابہ رضوان اللہ علیہم
اجمعین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اعلم تھے اور نہ ان امور جزئیہ دنیادیہ کا بعض جگہ
حضور علیہ السلام سے غائب ہو جانا اور نہ جاننا آپ کی علمیت میں نقص ڈالتا ہے اسی طرح

جزئیات کونیہ کے بعض افراد کا علم اگر خبیث ابلیس کو بوجہ اس کے کہ وہ عالم اضلال و امتحان کے لئے پیدا کیا گیا ہے دیدیا گیا ہو اور وہ خبیث ہر وقت اپنی توجہ کاملہ کو اسی طرف متوجہ رکھتا ہو جیسے کہ متعدد آیتیں اور احادیث اس پر دلالت کرتی ہیں اور حضور علیہ السلام سے اس قسم کی جزئیات غائب ہوں باوجودیکہ علم ذات وصفات و اسرار وغیرہ کمالات مشاہدہ میں آپ اس درجہ کے ہوں کہ اس کے ارد گرد کوسوں تک کسی کا خیال بھی نہیں پہنچ سکتا اور ایسے جزئیات کے جاننے سے بوجہ عدم ورود نصوص صریحہ انکار کیا جاوے۔ علاوہ بریں ان کی طرف توجہ کرنا خود حضور علیہ السلام کے منصب علیا کے مناسب نہیں جیسے کہ شعر و کہانت و سحر وغیرہ کی طرف توجہ کرنا خلاف شان کمالی حضور علیہ السلام ہے تو کسی طرح ابلیس لعین کا آپ سے اعلم اور اوسع علماً ہونا لازم نہیں آتا البتہ مجدد الدجالین اور ان کے ہم خیال ان چیزوں کے نظر اقدس سے غائب ہونے کی وجہ سے آپ کی شان عالی میں منقصت شمار کرتے ہوں گے۔ ہزارہا احادیث اس قسم کی موجود ہیں کہ آپ کو جزئیات مخصوصہ کا علم نہ ہوا اور ہزارہا احادیث اس قسم کی بھی موجود ہیں جس میں بہت سی جزئیات کا علم ہو گیا پس مدار کمال و فضل یہ جزئیات ہرگز نہیں اور نہ ان کی وجہ سے اعلیت و اوسعیت علم تھی۔

بریلوی مجدد نے بوجہ اس کے کہ ان کی عقل اور حیا پر پردے پڑے ہوئے ہیں اس طرف ہرگز توجہ نہ کی کہ صاحب انوار ساطعہ کس چیز کو ثابت کر رہا ہے اور کس علم کی وسعت میں گفتگو کر رہا ہے جس کا جواب حضرت مؤلف براہین قاطعہ دے رہے ہیں وہ بھی فقط اسی وسعت کا اثبات ابلیس لعین اور اس کے جواز نفی از حضرت فخر عالم علیہ السلام پر بحث فرما رہے ہیں وہاں مطلق علم کی وسعت پر ہرگز بحث نہیں اسی وجہ سے لفظ "یہ" کا فرما رہے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ وسعت یعنی جس میں بحث ہو رہی ہے اور جس کو صاحب انوار ساطعہ نے ذکر کیا ہے اور پہلے جس میں گفتگو ہوتی چلی آرہی ہے پس مضمون اس تقریر براہین کا یہ ہے کہ ایک خاص علم کی وسعت آپ کو نہیں دی گئی ہے اور ابلیس لعین کو

دی گئی ہے جس کی وجہ سے وہ اضلال عالم کرے اور بداہتہً معلوم ہے کہ اس سے اس خبیث کا عالم اور اوسع علماً ہونا ہرگز لازم نہیں آتا دیکھئے کوئی بھی سیبویہ اور ابن حاجب کو امام ابوحنیفہ رح سے اعلم نہیں کہہ سکتا کہ ہم نے اس کی متعدد نظیریں سابق میں پیش کر دی ہیں اسی عبارت میں مذکور ہے۔ "اور ملک الموت سے افضل ہونے کی وجہ سے ہرگز ثابت نہیں ہوتا کہ علم آپ کا ان امور میں ملک الموت کے برابر بھی ہو چہ جائیکہ زیادہ۔ پس بحث ایک خاص علم کی وسعت میں ہو رہی ہے اور اسی کا جواب دیا جارہا ہے اس لئے بار بار تقییدِ لفظ (یہ) اور ان کے ساتھ کر رہے ہیں مگر مجدد الدجالین اور اس کے اتباع عناداً سمجھتے ہی نہیں یا عوام کو جان کر دھوکہ دے رہے ہیں۔ قبحہم اللہ تعالیٰ۔

الحاصل جملہ عقلاء اور ہمارے مقدس بزرگان دین کے نزدیک کسی کے اعلم ہونے کے یہ معنی ہیں کہ وہ شخص ایسے ایسے علوم شریفہ و معارفِ کمالیہ کو حاوی اور جاننے والا ہو جن کو دوسرا شخص نہ جانتا ہو پس ان علوم نہ جاننے والے سے اس شخص کو اعلم اور اوسع علماً اور زائد فی العلوم کہیں گے اگرچہ اس شخص ثانی میں وہ علوم موجود ہوں جو کہ نہایت ادنیٰ درجہ کے بہ نسبت شخص سابق کے علوم کے ہیں پس حضور علیہ السلام کو جملہ خلائق اولین و آخرین سے اعلم کہنے کے یہی معنی ہیں کہ جس قدر علوم شریفہ کمالیہ ہیں ان سب میں آپ کے برابر کسی مخلوق کا رتبہ ہو سکتا ہے بعد مرتبہ خداوندی آپ ہی کا مرتبہ ہے۔ ع بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

اب ہم مجدد صاحب سے سوال کرتے ہیں کہ آپ کے نزدیک اعلم ہونے کے کیا معنی ہیں ؟ آیا یہ معنی ہیں کہ کلی جزئی شریف ہو یا ردی علوم کمالیہ اور علوم دینیہ سے نہ چھوٹے اور سب کی سب معلوم ہوں تو اس وقت میں بہت سے اکابر و افاضل کو عوام الناس بلکہ حیوانات سے اعلم کہنا نہ صحیح ہوگا بلکہ موافق قاعدہ بریلوی کے یعنی یہ کہ بعض جزئیات کے علم کی وجہ سے کسی شخص کو اعلم کہہ سکتے ہیں، لازم آوے گا کہ نجاست کا کیڑا مجدد صاحب سے اعلم اور اوسع علماً ہو جاوے اور اگر اعلم کے یہی معنی ہیں کہ جو ہم نے بیان کئے کہ علوم عظیمہ

ومعارفِ کمالیہ میں زیادہ دوسرے یعنی مفضل علیہ سے بڑھا ہوا ہو تو حضور علیہ السلام کا اعلم ہونا پوری طرح سے مسلّم اور باقی رہا اور شیطان کا بعض جزئیاتِ کونیہ کا جاننا موجب اس کی اعلمیت کا ہرگز نہ ہوا - اب یہ اعتراض کیونکر ہم پر وارد ہوا اور نسیم الریاض کی نص ہم کو کیونکر مضر ہوئی الحاصل حضور علیہ السلام کا اعلم الخلق علماً ہونا ہمارے اور مجدد بریلوی کے نزدیک ہر طرح مسلم ہے لیکن نزاع فقط اس امر میں ہے کہ اعلم کے معنی کیا ہیں اب مجدد صاحب ہر دو شقوں مذکورہ میں سے تعیین فرما دیں ثانیاً ہم مجدد صاحب سے پوچھتے ہیں کہ اقرار اعلمیت رسول علیہ السلام کا داخل ایمان ہونا اور انکار اعلمیت کا کفر ہونا آیا بعد از وفات ہے یا اس وقت سے جب سے کہ آپ رسول بنائے گئے اگر اول مراد ہے تو چاہئے کہ قبل وفات آنحضرت علیہ السلام اعلم الخلق نہ ہوں کیونکہ ہزاروں قصص جزئیہ آپ کے عدم علم پر دلالت کرتے ہیں اور ہم نے جو معنی بیان کئے اس کے موافق حضور علیہ السلام ابتداءِ رسالت سے اعلم الخلق ہیں۔ ہمارے نزدیک جو شخص حضور علیہ السلام سے کسی وقت میں وصف اعلمیت کی نفی کرے وہ مستوجبِ تکفیر و تفسیق ہے ع ببیں تفاوتِ راہ از کجاست تا بکجا۔

اب مجدد صاحب گریبان میں منہ ڈال کر فکر کریں کہ کون شخص عقل کی بات کہہ رہا ہے اور کس کو محبتِ نبوی زیادہ تر ہے اور نص نسیم الریاض پر کون شخص زیادہ عامل ہے ان ہر دو سوالوں کے جواب تحریر کریں اور دلیل صحیح ہاتھ سے نہ چھوڑیں۔

حضرات غور کیجئے تو درحقیقت موافق نص نسیم الریاض بریلوی خود کافر ہے کیونکہ وہ اعلمیت حضور علیہ السلام کا فقط اس وقت قائل ہے جبکہ نزول قرآن پورا ہو چکا تھا یعنی قریب الوفات سے آپ اعلم الخلق ہوئے پہلے نہ تھے اور ہم حسب تحریر سابق اس وصف کو ہمیشہ سے آپ کے لئے ثابت کر رہے ہیں۔

فصلِ سابع تہمتِ ثانی بر مولانا سہارنپوری دامَ مجدُہٗ

حضرت مولانا دام مجدہٗ پر یہ تہمت بھی لگائی کہ وہ براہین میں شیطان لعین کو باری تعالیٰ کا شریک ہونا مسلم رکھتے ہیں اور اس کے مومن ہیں اور رسول مقبول علیہ السلام کی نسبت اس کا انکار ہے اور فرماتے ہیں کہ اگر علم محیط زمین کا شیطان کے واسطے ثابت کیا جاوے گا تو شرک نہ ہوگا اور اگر رسول اللہؐ علیہ السلام کے واسطے ثابت کیا جاوے گا تو شرک ہو جاوے گا۔

نعوذ باللہ عزوجل یہ بھی محض افترا خالص اور دروغ سفید ہے نہ اتنی سمجھ ہے کہ عبارت کو سمجھے اور نہ اتنا تدین کہ عبارتوں کی قطع برید کرنے سے ڈرے اور نہ انصاف و تحقیق مطلوب ہے کہ عبارت کے جملہ وجوہ پر نظر ڈالے۔

صاحبو! خود مؤلفِ براہین صفحہ ۴۶ میں تصریح فرما رہے ہیں کہ علم باری تعالیٰ کا ذاتی اور علیٰ ھٰذا القیاس جملہ صفاتِ کمالیہ اس کی ذاتی ہیں بندہ میں جو کوئی بھی صفت پائی جاتی ہے وہ عطیہ باری تعالیٰ کا ہوتا ہے جس کو اپنی صفت کمالیہ کے ظل میں سے کچھ حصہ عنایت ہوتا ہے پس جو کچھ صفت باری عزوجل میں ہے وہ حقیقی ہے اور جو بندہ میں ہے وہ مجازی ہے اگر کسی نے وہ صفت اسی طرح جیسی کہ باری تعالیٰ میں ہے دوسری مخلوق میں ثابت کی تو شرک ہوگا ورنہ نہیں شیطان کو برائے اضلال عالمیان علم بعض جزئیات حادثہ کا باری تعالیٰ سے دیدینا نصوص قرآنیہ واحادیث نبویہ سے ثابت ہو چکا ہے پس اس کے قائل ہونے میں کسی طرح شرک لازم نہیں آتا چنانچہ عبارت براہین میں صاف طور سے فرما رہے ہیں۔ "پھر جس کو جسقدر وسعت علم و قدرت وغیرہ عطا فرمادی ہے۔ اس سے زیادہ ہرگز ذرہ بھر بھی نہیں بڑھ سکتا شیطان کو جس قدر وسعت دی ہے"۔ الخ

سطر ۹ میں فرماتے ہیں "اور ملک الموت اور شیطان کو جو یہ وسعت علم دی اس کا

حال مشاہدہ اور نصوص قطعیہ سے معلوم ہوا۔" اھ پس جس امر کا اقرار ہے یعنی یہ کہ یہ علم ان دونوں کا ذاتی نہیں بلکہ اعطاء اللہ تعالیٰ ہے جیسے کہ لفظ دیدینے کا متعدد جگہ موجود ہے اور یہ بھی واضح رہے کہ جس قدر علم جزئیات دنیا و یہ ارضیہ کا ان دونوں کو دیا گیا ہے وہ سب جزئیات کو مشتمل نہیں ہے بلکہ بعض جزئیات کہ جن سے ان کا مقصد حاصل ہو دیا گیا ہے مجدد صاحب لفظ علم محیط ارض دیکھکر یہ سمجھ گئے کہ صاحب براہین دونوں کے لئے جملہ جزئیات کے علم کے قائل ہیں یہ مخصوص باری تعالیٰ کے ساتھ نہیں حضرت رسول مقبول علیہ السلام کے علم کمالی کو اگر کوئی شخص ذاتی قرار دے گا بیشک بوجہ مشارکت بصفۃ اللہ تعالیٰ مشرک ہوگا اور اگر غیر ذاتی بلکہ باعطاء اللہ سبحانہ و تعالیٰ اعتقاد کرے گا ہرگز مشرک نہ ہوگا۔ پس صاحب براہین نے جو حکم شرک کا لگایا ہے وہ صورت اولیٰ میں ہے، صورت ثانیہ میں نہیں دیکھو ص۴۶ سطر ۳ صاف طور سے تحریر فرماتے ہیں" یہ بحث اس صورت میں ہے کہ علم ذاتی کو کوئی ثابت کرکے یہ عقیدہ کرے جیسا کہ جہلاء کا یہ عقیدہ ہے اور اگر یہ جانے کہ حق تعالیٰ اطلاع دیکر حاضر کر دیتا ہے تو شرک تو نہیں مگر بدون ثبوت شرعی کے اس پر عقیدہ درست بھی نہیں اور بدون حجت ایسی بات کو عقیدہ کرنا موجب معصیت کا ہے۔" اھ اور صفحہ ۴۷ سطر ۱۰ میں فرماتے ہیں کہ ان اولیاء کو حق تعالیٰ نے کشف کر دیا کہ ان کو یہ حضور علم حاصل ہوگیا۔ اگر آپ فخر عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی لاکھ گونہ اس سے زیادہ عطا فرما دے ممکن ہے مگر ثبوت فعلی اس کا کہ عطا کیا ہے کس نص سے ہے کہ اس پر عقیدہ کیا جاوے۔

ان دونوں عبارتوں سے صاف ظاہر ہے کہ مولانا مؤلف براہین فقط علم ذاتی کو شرک فرما رہے ہیں اور باعطاء اللہ تعالیٰ و سبحانہ کو جائز فرماتے ہیں مگر بوجہ عدم ثبوت نصوص شرعیہ اس کے اعتقاد سے منع فرماتے ہیں اور یہ بھی واضح رہے کہ جملہ بحث ان مخصوصات شخصیہ و جزئیات حادثہ میں ہے جو روزانہ زمین پر حادث ہوتے رہتے ہیں اور ہر کس و ناکس سے متعلق ہیں علوم کلیہ و معارف شریفہ میں نہیں ہے پس ان جزئیات کے احوال میں سے بعض احوال کے علم پر

نصوص دلالت کرتی ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے کسی مصلحت سے شیطان و ملک الموت کو دیدیا پس اس کی وجہ سے نہ شرک لازم آیا نہ معصیت نہ ان کی اکتفاء کی وجہ سے علم نبوی میں جو کہ کروڑوں اور لاکھوں ایسی ایسی معلومات کو مشتمل ہے کہ کوئی خلق جن و بشر اس تک نہ پہنچا نہ پہنچ سکے گا۔ (چہ جائیکہ ابلیس لعین) اور جملہ علوم شریفہ و کمالیہ میں کوئی بھی نقص لازم نہ آیا اور نہ اس کی وجہ سے خبیث ابلیس کا معاذ اللہ حضور علیہ السلام سے اعلم اور اوسع علماً یا زائد در علوم ہونا ثابت ہوا۔ اب بخوبی ظاہر و باہر ہو گیا کہ کج فہم دجال محض افترا پردازی و تحریف عبارت کر رہا ہے اور لوگوں پر خلاف واقع امور ظاہر کر رہا ہے اس کے بعد جو اس نے آیات وغیرہ علوم نبویہ علیہ السلام کے بارے میں ذکر کئے ہیں ان کا کب کسی کو انکار ہے علوم نبویہ میں اور اس کی وسعت و کمال کے بارے میں سیکڑوں رسالے ہمارے اکابر نے تالیف کر دئیے ہیں یہ جملہ آیات واحادیث علی الراس والعین ہیں حضور علیہ السلام اعلم الخلق علی الاطلاق واشرف الخلائق بالاتفاق ہیں کسی کو اس میں کلام ہی نہیں البتہ عالم الغیب خصوصیت باری تعالیٰ عزوجل کی ہے اور اس کے دلائل کتابیہ و حدیثیہ معروف و مشہور ہیں۔ شیخ عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ نے اگر اس عبارت کو باعتبار اسناد کے بے اصل قرار دیا۔ تو بوجہ دلائل آخر صحیحہ مقبول المعنی ہونے میں کسی کو انکار نہیں ہو سکتا پس بحسب المعنی قابل احتجاج ہے حتیٰ کہ خود دجال بریلوی نفی علم ذاتی کا اس طرز پر موافق حدیث منقول قائل ہے۔

اس کے بعد مجدد الدجالین علیہ ما علیہ نے اپنے تفاخر و تعاظم میں کسی شخص سے گفتگو اپنی اور مناظرہ نقل کیا ہے وہ محض لغو ہے کیونکہ معلوم ہو گیا کہ مؤلف براہین نے اپنی تمام کتب میں کہیں بھی تصریح اس کی نہیں کی۔ البتہ اس کے کلام سے کجفہم بریلوی نے یہ معنی بطور تلازم نکالے ہیں لیکن اگر انصاف ہوتا یا عقل پر عمل کرتے تو دیکھتے کہ یہ کلام مولانا سہارنپوری مدظلہ العالی کا کس بات کے جواب میں ہے تاکہ مطابقت فوت نہ ہو کیونکہ جواب عقلاء کے نزدیک

اسی بات پر محمول ہوا کرتا ہے جو سوال میں مذکور رہو ورنہ جواب نہ ہوگا۔ پس بحث فقط اسی علم کی وسعت و عدم وسعت میں ہے جو صاحب انوار ساطعہ نے ذکر کیا تھا۔ مجدد بریلوی اپنے مرض قلبی سے اس وسعت سے مراد تمام انواع علوم کی وسعت لے بیٹھے اور پھر مؤلف دام مجدہٗ نے فقط قرینہ جواب پر بھی کفایت نہ کی بلکہ ہر جگہ اس وسعت کو تخصیص کرتے گئے اور لفظ یہ اور ان کا استعمال کرتے رہے مگر اس مجدد بریلوی نے چونکہ حق سے اپنی آنکھیں بند کر رکھی ہیں اس لئے نہ حق باتیں اس کو دکھائی دیتی ہیں اور نہ سمجھ میں آتی ہیں۔

ہم نے ہزاروں منصفین پر یہ عبارت براہین کی مع عبارت انوار ساطعہ پیش کی جن کو پہلے سے بوجہ تشہیر اس کلام لغوی کے سوء ظنی حضرت مؤلف براہین مدظلہ العالی سے ہو چکی تھی انہوں نے جب بتأمل دونوں عبارتوں کو دیکھا تو دیکھتے ہی اور فکر کرتے ہی خود بخود کہنے لگے کہ بے شک حضرت مؤلف براہین پر افترا محض ہے، ہرگز یہ عبارت اس عبارت پر جو جہال زمانہ ان کی طرف نسب کرتے ہیں نہیں دلالت کرتی۔

صاحبو! مضمون دقیق نہیں عبارت عربی و ترکی نہیں سلیس اردو ہے، ذرا غور فرمائیو صفحہ ۵۱ عبارت کو مع انوار ساطعہ ملاحظہ کریں اور پھر انصاف سے فرمائیں کہ کسی طرح بھی اس دجال کا دعویٰ عبارت سے نکلتا ہے یا نہیں یہ محض اس کا دجل ہے اور فریب ہے، جب لوگوں سے گفتگو کرتا ہے فقط ایک دو جملے کتاب کے کھول کر دکھاتا ہے اور تحریف معنی کرکے لوگوں کو بہکاتا ہے۔ فخذلہ اللہ تعالٰی فی الدارین۔

حضرت مولانا گنگوہی قدس اللہ سرہٗ صاحب عقل و فہم تھے، طبیعت نہایت سلیم رکھتے مسلمانوں کے ساتھ جیسا کہ حسن ظن کا حکم نبوی علیہ السلام ہے عملدرآمد رکھتے تھے، انہوں نے بے شک براہین کے لفظ کو دیکھا اور اس کو صحیح و صواب پایا۔ اور مطلب مؤلف کو بخوبی سمجھے اور تصدیق کی اور دعوات صالحہ سے مؤلف موصوف کو سرفراز فرمایا فہنیئاً لہٗ۔

پس یہ قضیہ گفت گو کا اگر مجدد التضلیل کا سچا بھی ہو تو اس آیندہ کے نہ سمجھنے سے کوئی امر لازم نہیں آتا ہزاروں دنیا میں مولانا گنگوہی قدس اللہ سرہٗ العزیز کے تلامیذ ہیں ان میں ذکی، غبی، ذی علم وغیر ذی علم ہر طرح کے ہیں اس سے کوئی علو مجدد بدعات کا ثابت نہیں ہوتا اگر حقیقۃً اعلانِ حق منظور تھا تو ہم نے جب مجدد صاحب سے مدینہ میں ان امورِ اربعہ میں گفتگو طلب کی تھی تو کیوں فرار کیا تھا اور کیوں کہا تھا کہ اپنے استاذ کو بلاؤ تم ہمارے قرین نہیں ہو" صاحبو! اظہارِ حق اور تفہیمِ حق میں قرین وعدم قرین کی کیا ضرورت ہے؟ اب پھر عرض ہے کہ ہم کو وہ دعاوی باطلہ جو آپ گھر بیٹھے ان بزرگوں پر کر رہے ہیں میدان میں نکل کر دکھاویں اور ہم کو سمجھاویں ورنہ عذابِ قبر سے اور تکالیف سے ڈریئے، موت نہایت قریب ہے۔

سلب اللہ ایمانک وسود وجہک فی الدارین وعاقبک بما عاقب بہ ابا جہل وعبد اللہ بن ابی یا رئیس المبتدعین آمین۔

فقہائے حنفیہ نے جو دعائے سلبِ ایمان کو جائز کیا ہے شاید ان کو بھی کسی ایسے ہی سے سابقہ پڑا ہوگا۔

فصل ثامن تفصیل تہمت بر مولانا تھانوی

دجالِ زمانہ نے حضرت شمس العلماء العاملین و بدر الفضلاء الکاملین محی السنت الغراء قامع البدعۃ الظلماء امام اہل سنت والجماعت لبید اہل الکفرۃ والضلالۃ مولانا الحافظ الحاج المولوی اشرفعلی صاحب الحنفی الفاروقی التھانوی الچشتی الصابری النقشبندی، القادری السہروردی دامت برکاتہم پر یہ تہمت لگائی کہ معاذ اللہ کہ وہ حضور علیہ الصلوٰۃ و السلام کے علم کو زید عمرو بکر بلکہ چوپایوں اور مجنونوں کے علم کی برابر کہتے ہیں۔ عبارت اس مبتدع کی ص۲۱ میں یہ ہے۔ اس نے ایک چھوٹی سی رسلیہ تصنیف کی کہ چار ورق کی بھی نہیں اور اس میں تصریح کی کہ غیب کی باتوں کا جیسا کہ علم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہے ایسا تو ہر بچہ اور ہر پاگل بلکہ ہر جانور اور ہر چوپائے کو حاصل ہے۔ اھ اور سطر بندیرہ میں کہا کہ میں کہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کی مہر کا اثر دیکھو یہ شخص کیسی برابری کر رہا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور چنیں اور چناں میں۔ اھ

آپ حضرات ذرا غور فرمایئے اور انصاف کریئے عبارت حفظ الایمان کی موجود ہے آیا یہ امر اس میں مسطور ہے یا نہیں۔ صاحبو محض دروغ اور افترا بندی پر اس گمراہ کنندۂ عالم نے کمر باندھ رکھی ہے اس جواب وبہتان بندی پر تعجب وحیرت کے ساتھ غصہ پر غصہ آتا ہے۔ مگر تہذیب علم کوئی مجدد بریلوی کے شایان شان قلم سے نہیں نکلنے دیتی۔

اولاً میں عبارت حفظ الایمان بتمامہا نقل کرتا ہوں تاکہ آپ کو جملہ عبارت اگلی اور پچھلی مدنظر ہو جائے اور ظاہر ہو جائے کہ مجدد التضلیل نے معنی اور عبارت دونوں میں تحریف کر کے اپنے آبا و اجداد یہودی اسرائیل کی ہڈیوں کو زندہ کیا ہے۔ مولانا تھانوی دامت برکاتہم ص۶ میں فرماتے ہیں مطلق غیب سے مراد اطلاقات شرعیہ میں وہی غیب ہے

جس پر کوئی دلیل قائم نہ ہو اور اس کے ادراک کے لئے کوئی واسطہ اور سبیل نہ ہو اسی بناء پر لا یعلم من فی السموٰت والارض الغیب الا اللہ اور لو کنت اعلم الغیب وغیرہ فرمایا گیا ہے اور جو علم بواسطہ ہو اس پر غیب کا اطلاق محتاج قرینہ ہے تو بلا قرینہ مخلوق پر علم غیب کا اطلاق موہوم شرک ہونے کی وجہ سے ممنوع و ناجائز ہوگا قرآن مجید میں لفظ راعنا کی ممانعت اور حدیث مسلم میں عبدی وامتی و ربی کہنے سے نہی اسی وجہ سے وارد ہے اس لئے حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر عالم الغیب کا اطلاق جائز نہ ہوگا اور اگر ایسی تاویل سے ان الفاظ کا اطلاق جائز ہو تو خالق اور رزاق وغیرہما بتاویل اسناد الی السبب کے بھی اطلاق کرنا جائز ہوگا کیونکہ آپ ایجاد اور ابقاء عالم کے سبب ہیں بلکہ خدا بمعنی مالک اور معبود بمعنی مطاع کہنا بھی درست ہوگا اور جس طرح آپ پر عالم الغیب کا اطلاق اس تاویل خاص سے جائز ہوگا اسی طرح دوسری تاویل سے اس صفت کی نفی حق جل و علا شانہ سے بھی جائز ہوگی یعنی علم الغیب بالمعنی الثانی بالواسطہ اللہ تعالیٰ کے لئے ثابت نہیں پس اگر اپنے ذہن میں معنی ثانی کو حاضر کرکے کوئی شخص یوں کہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عالم الغیب ہیں اور اللہ تعالیٰ شانہ عالم الغیب نہیں (نعوذ باللہ منہ) تو کیا اس کلام کو منہ سے نکالنے کی کوئی عاقل متدین اجازت دینا گوارا کر سکتا ہے اس بناء پر تو بانوا فقیروں کی تمام بے ہودہ صدائیں بھی خلاف شرع نہ ہوں گی۔ تو شرع کیا ہوا بچوں کا کھیل ہوا کہ جب چاہے بنا لیا اور جب چاہا مٹا دیا۔ پھر یہ کہ آپ کی ذات مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا جانا اگر بقول زید صحیح ہو تو دریافت طلب یہ امر ہے کہ اس غیب سے مراد بعض غیب ہے یا کل غیب؟ اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور کی کیا تخصیص ہے۔ ایسا علم غیب تو زید و عمر بلکہ ہر صبی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے لئے بھی حاصل ہے کیونکہ ہر شخص کو کسی نہ کسی ایسی چیز کا علم ہوتا ہے جو دوسرے شخص سے مخفی ہے تو چاہئے کہ سب کو عالم الغیب کہا جاوے پھر اگر زید اس کا التزام کرے کہ ہاں میں سب کو عالم الغیب

کہوں تو پھر علم غیب کو منجملہ کمالاتِ نبویہ شمار کیوں کیا جاتا ہے جس امر میں مومن بلکہ انسان کی بھی خصوصیت نہ ہو وہ کمالاتِ نبوت سے کب ہو سکتا اور اگر التزام نہ کیا جاوے تو نبی غیر نبی میں وجہ فرق بیان کرنا ضرور ہے اور اگر تمام علوم غیب مراد ہیں اس طرح کہ اس کی ایک فرد بھی خارج نہ رہے تو اس کا بطلان دلیل نقلی وعقلی سے ثابت ہے۔

اس عبارت پر جناب مجدد مضلین صاحب کو بہت بڑا غیظ وغضب ہے اور بڑے شد و مد سے دعویٰ ہے کہ جناب مولانا تھانوی نے حضور سرور کائنات علیہ السلام کے علم مبارک کو چوپایوں اور مجانین کے علم سے مساوی کر دیا اور یہ کفر وضلال ہے اور فرماتے ہیں کہ اس میں سراسر سید الانام علیہ السلام کی توہین ہوئی بلکہ یہاں تک کہتے ہیں کہ یہ لوگ منہ بھر بھر کر حضرت سرور انام علیہ السلام کو گالیاں دے رہے ہیں۔ معاذ اللہ تعالےٰ۔ مگر افسوس صد افسوس کہ اپنے گھر کی خبر نہیں یہ الزام فقط مولانا صاحب ہی تک پہنچتا ہوتا تو امر کچھ سہل تھا۔ یہ تو مجدد صاحب کے روحی اور جسمی باپ دادوں کو بھی نہیں چھوڑتا۔

صاحبو! اگر یہ کلام حضور علیہ السلام کے دشنام ہونے پر دال ہے اور توہین نبوی اس میں صراحتہً ہو رہی ہے تو مجدد صاحب کے دادا پیر حضرت شاہ حمزہ صاحب مغفور و مرحوم مارہروی اور مجدد صاحب کے دادا صاحب یعنی رضا علی خانصاحب بریلوی کا کلام تو اس سے بھی زیادہ صریح گالی اور توہین میں ہے معاذ اللہ وہ بھی کافر ہوئے اور حسب بیان و تحریر مجدد صاحب ان دونوں کا کافر نہ کہنے والا بھی کافر ہوا۔ دیکھئے جناب شاہ حمزہ صاحب مارہروی مرحوم خزینۃ الاولیاء مطبوعہ کانپور ص۱۵ میں ارقام فرماتے ہیں وہ علم غیب صفت خاص ہے رب العزت کی جو عالم الغیب والشہادۃ ہے جو شخص رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو عالم الغیب کہے وہ بے دین ہے اس واسطے کہ آپ کو بذریعہ وحی کے امور مخفیہ کا علم ہوتا تھا جیسے غیب کہنا گمراہی ہے اور جمیع مخلوقات نعوذ باللہ عالم الغیب ہے۔ انتہا از سیف النقی۔

حضرات اس عبارت سے صاف طور سے معلوم ہو گیا کہ مجدد صاحب کے دادا پیر صاحب

کے قول پر نہایت وضاحت سے علم غیب میں جملہ مخلوقات دیو، پری، جن، بھوت، کیڑے مکوڑے، المجنون و پاگل، گدھے یا کتے وغیرہ معاذ اللہ رسول مقبول علیہ السلام کے مساوی ہو گئے۔ اب ان کو بھی حسام الحرمین سے یہ عبد الدنیا والدراہم شہید کرے اور اقرار کرے کہ میرے پیران عظام کافر ہیں اور اگر اس کلام صریح میں کوئی تاویل نکالتا ہے تو مولانا تھانوی کا کلام جو اس کلام سے بدرجہا اس افتراء سے دور ہے کیوں نہ اس تاویل کا محل ہوگا۔ اس کلام میں جناب شاہ حمزہ رحمۃ اللہ علیہ نے خوب ظاہر کر دیا کہ جناب مجدد عبد الدنیا گمراہ بے دین ہیں بلکہ جملہ جماعت مجددی بقول ان کے پیشوا کے گمراہ بے دین ہو چکی وللہ الحمد اور اس عبارت کے صاف طور سے تائید اہل حق و تقویت مذہب جناب مولانا تھانوی ہو گئی اب تو شاید مجدد بریلوی جناب شاہ صاحب مارہروی مرحوم کی قبر کھودنے اور ان کی مبارک ہڈیوں کی تعذیب کی فکر کریں گے۔ ؎

ایں کار از تو آید و مرداں چنیں کنند

علاوہ ازیں جناب بندۂ درہم و دینار کو دادا یعنی مولوی رضا علی خاں صاحب ہدایۃ الاسلام مطبوعہ صبح صادق سیتاپور ص ۳ میں فرماتے ہیں۔

حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو علم غیب بالواسطہ یعنی بذریعہ وحی کے تعلیماً معلوم ہوتا تھا اور یہ علی قدر مراتب سب کو حاصل ہے اور علم غیب مطلق و بذات کا اعتقاد رکھنا مفضی الی الکفر ہے اور نص قطعی کے خلاف اس میں تاویل اور ایر پھیر کرنا بے دین کا کام ہے الخ (از سیف النقی)

اب مجدد صاحب اپنے دادا صاحب کی بھی تکفیر کریں وہ بھی سب کو علم غیب بتاتے ہیں اور وہ اس تصریح سے تو گدھے کتے پھر بندر وغیرہ وغیرہ سب کو آپ کے شریک عالم الغیب ہونے میں کر رہے ہیں بقول اس مجدد بریلوی کے پھر ہم تعجب کرتے ہیں کہ بالفرض محال اگر مولانا تھانوی نے ایسا کہا بھی ہو اور ان کی تحریر کا وہی مطلب ہو جو مجدد صاحب نے سمجھا ہے جب اپنے ہر دو دادوں کی یہ عبد الدنیا تکفیر نہیں کرتا تو مولانا تھانوی پر کیوں

ہاتھ صاف کرتا ہے ؎

شادم کہ از رقیباں دامن کشاں گذشتی گو مشتِ خاک ما ہم برباد رفتہ باشد

تبالہٗ سائر الایام واللیالی اب اس کے بعد آپ غور فرمائیں کہ جو کچھ بریلوی نے تہمتیں مولانا تھانوی پر رکھی ہیں آیا وہ موجود ہیں یا نہیں؟ دیکھیے ص ۲۰ کی سطر ۶ میں لکھا ہے فانظروا الی اثار الخ جس کا ترجمہ ص ۲۱ میں اس طرح کر رہا ہے میں کہتا ہوں اللہ تعالیٰ کی مہر کا اثر دیکھو یہ شخص کیسی برابری کر رہا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں اور چیاں میں اھ یہ مضمون دروغ خالص نہیں تو اور کیا ہے ہم نے حفظ الایمان کی تمام عبارت نقل کر دی ہے۔ آپ خود دیکھ لیں کہیں بھی یہ موجود ہے۔ معاذ اللہ حضور علیہ السلام برابر ہیں زید عمر بکر وغیرہ کے اس شخص کو ہرگز ہرگز شرم و حیا نہیں جو چاہتا ہے زبان سے بک دیتا ہے اور حذا تعالیٰ سے خوف اور رسول علیہ السلام سے شرم بالکل نہیں کرتا کیوں نہیں عبارت مولانا تھانوی کی دکھاتا۔ پھر بعد اس کے دوسرا اتہام خبیث دیکھئے کہ ص ۲۱ سطر ۹ میں کہتا ہے وصرح فیہا الخ جس کا ترجمہ یہ کہتا ہے اور اس میں تصریح کی غیب کی باتوں کا جیسا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو علم ہے ایسا تو ہر بچہ ہر پاگل بلکہ ہر جانور اور ہر چوپائے کو حاصل ہے اب اس خبیث عبارت میں ڈھونڈھئے کہیں بھی پتہ نہیں چلتا ہے اس مضمون کے ثابت کرنے کے واسطے ایک دو سطر حفظ الایمان کی نقل کر دی ہے اور اگلی پچھلی عبارت حذف کر دی تا کہ لوگوں پر اصلی معنی اور مقصد مؤلف کا کھل نہ جاوے اور اس کے مکر اور بہتان کا ظہور نہ ہو جاوے فسود اللہ وجہہٗ فی الدارین خود مولانا تھانوی اس رسالہ میں اور اسی بحث میں فرماتے ہیں کیونکہ آپ ایجاد اور ابقائے عالم کے سبب ہیں اب خیال فرمائیے کہ حضور علیہ السلام کو سبب ایجاد کونین اور سبب بقائے عالم فرما رہے ہیں اور معلوم ہے کہ جس کے سبب سے کوئی چیز ہوا کرتی ہے وہ ہمیشہ تابع اور غیر مقصود بلکہ بمنزلہ عبید و خدام کے ہوا کرتی ہے وہ کسی طرح اصلی مقصد کے برابر نہیں ہو سکتی ہے پس کیونکر یہ ہو سکے گا کہ وہ حضور علیہ

السلام کو برابر جنیں و چناں کے اعتقاد کریں باوجود اس تصریح کے آپ جملہ عالم کے سبب ہیں ان کے کلام سے کوئی شخص اس کو نہ سمجھے کہ وہ سب کو برابر کر رہے ہیں۔ ہم نے جو عبارت بعینہ حفظ الایمان کی نقل کی ہے اس میں آپ صاف طور سے ملاحظہ کر لیں کہ یہ موجود ہے کہ نہیں؟ اس عبدالدینار نے اپنے مقصد کے بنانے کے لئے اس عبارت سے اپنی آنکھوں کو بند کر لیا ہے، پھر دیکھئے ص کی سطر ۱۲ میں فرماتے ہیں پس اس کا مقتضی صرف اس قدر ہے کہ نبوت کے لئے جو علوم لازم و ضروری ہیں وہ آپ کو بتمامہا حاصل ہو گئے تھے۔ الخ

اس عبارت سے کیا نکلتا ہے؟ آیا یہ معلوم ہوتا ہے کہ معاذ اللہ حضور علیہ السلام اور زید، عمرو بکر وغیرہ کے علوم میں مساوات ہے یا بہت بڑے فرق پر حضرت مولانا کی عبارت صراحۃً دلالت کر رہی ہے اگر ہم تسلیم بھی کر لیں کہ حضرت مولانا کی عبارت اسی بات پر دلالت کر رہی ہے جو مجدد بریلوی نے مولانا تھانوی کی نسبت لکھا ہے تو جب یہ عبارت اس صفحہ میں اس کے بعد مذکور ہے پس یہ معنی نکالنے اس عبارت سے کسی طرح صحیح نہ ہوں گے اور نہ ان کے دامن تقدس کو کوئی دھبہ لگ سکے گا۔ صاحبو! مولانا ان تمام علوم کو جن کی ضرورت نبوت واسطے مسلم ہے حضور علیہ السلام میں بتمامہا حاصل مانتے ہیں، اب آپ اس کو تفصیل کو اگر ملاحظہ کریں تو خود ہی جان لیں گے کہ جتنے علوم ضروریہ نبوت کے واسطے ہیں وہ اس قدر ہیں کہ کوئی شخص ان کے بعض میں بھی بعد انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے کامل نہ ہو امثلاً نہایت ضروری ہے کہ خداوند عزوجل وعلا کی ذات وصفات اور افعال تنزیہہ وغیرہ وغیرہ کا نہایت کامل اور سچا علم نبی کو ہو نہایت اعلیٰ درجہ کی معرفت اس کو حاصل ہو (یعنی جہاں تک امکان میں داخل ہے) اب انہیں دونوں کو آپ دیکھیں کہ کتب علم توحید و کتب تصوف ان سے کیسی طرح پر ہیں آیا ان دونوں انواع علوم میں کوئی بھی ہم پلہ کسی نبی کے ہو سکتا ہے پھر نبوت کے واسطے ملائکہ کا علم، تقدیر کا علم، قیامت کے احوال کا علم حشر ونشر کا علم، دوزخ و جنت کا علم حلال و حرام کا علم، رسل سابقین کا علم قرآن شریف کا تفصیلی علم

لوگوں کی ہدایت کا علم، اصلاح کا علم، زہد وتقوی کا علم ایمان وکفر وغیرہ کا علم اور علاوہ اس کے بہت سی ایسی چیزوں کا علم جن کا جاننا بہت ضروری ہے جن کے کوسوں کوس تک کوئی فرد وبشر بلکہ مخلوق کا کوئی فرد نہیں پہنچ سکتا۔ حضرت مولانا گنگوہی قدس اللہ تعالیٰ سرہٗ العزیز امداد السلوک میں فرماتے ہیں کہ حضرت آدم علیہ السلام نے عین وقت معصیت میں مشاہدۂ حق جل وعلیٰ کا گم نہ کیا اور ابلیس لعین کو عین اوقات طاعت میں حاصل نہ ہوا اب دیکھئے کہ مشاہدۂ باری عزوجل نبی سے کسی وقت میں منفک نہیں ہوتا اور علم مشاہدہ وہ مبارک علم ہے کہ جس پر مدار کمالات وتقرب ہے اگر میں علم نبوت کی تفسیر کروں تو ایک رسالہ تیار ہو جاوے اگر آپ کو اس کی تفصیل کی ضرورت ہے تو منصب امامت مصنفہ جناب مولانا مولوی اسمٰعیل صاحب رح ملاحظہ فرماویں اور پھر معلوم کریں کہ کس قدر عظمت انبیاء علیہم السلام اور ان کے علوم کی ہے اور حضرت مولانا شہید رحمۃ اللہ علیہ کس طرح اعلیٰ درجہ کے معتقد انبیاء علیہم السلام کے ہیں و نیز رسالہ آب حیات، قبلہ نما، ہدایت الشیعہ وغیرہ رسالہ جناب مولانا نانوتوی رحمۃ اللہ کے دیکھیں کہ جن سے وہ علوم ومضامین معلوم ہونگے کہ جن کو مجدد صاحب کی سات پشت نے خواب حضور علیہ السلام کے فضائل کی بابت نہ دیکھا ہوگا۔ خود قرآن شریف کا علم جو کہ لازم نبوت ہے وہ اس قدر ہے کہ ہزاروں کتابیں تفسیر میں لکھی گئیں مگر اب تک اس کا احاطہ نہ ہو سکا۔ حضرت شیخ اکبر رحمۃ اللہ علیہ نے قریب اسی جلد کی تفسیر قرآن میں لکھی تھیں اور نصف قرآن تک نہ پہنچ سکے اور پھر وفات ہو گئی۔ حالانکہ ان جملہ معانی کا جو قرآن میں ذکر کئے گئے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ جاننے والا بالاتفاق کوئی دنیا میں نہیں اور جو کچھ کوئی جانتا ہے وہ ایک قطرہ آپ کے بحر ناپیدا کنار سے لاتا ہے۔

الحاصل۔ جبکہ جملہ علوم لازمۂ نبوت تماماً آپ کے واسطے حاصل ہیں اور اس کی تصریح خود مولانا تھانوی ذکر فرمارہے ہیں تو اب کونسی مخلوق آپ کے درجۂ علمی

کے قریب بھی پہنچ سکتی ہے۔ خود انبیاء علیہم السلام تو پہنچ ہی نہیں سکتے چہ جائیکہ کوئی مخلوق دیگر ہو کہ بتمامہا علوم کا جاننا مخصوص آپ ہی کے ساتھ ہے۔ والنعم ما قیل

فکلھم عن رسول اللہ ملتمس قطرا من البحر او رشفا من الدیم

پس سب کے سب رسول اللہ ہی سے چارہ رہے ہیں ؏ قطرہ دریا سے ذرا سا پانی ابر باراں سے افسوس صد افسوس کہ باوجود اس تصریح کے خائنین خذلھم اللہ تعالیٰ مولانا کی نسبت یہ تہمت لگاتے ہیں کہ وہ زید و عمرو و بکر بلکہ مجنون و بہائم و چوپاؤں کے علم اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے علم کو برابر کہہ رہے ہیں اور خدا اور رسول سے شرم تو تھی ہی نہیں خلق سے بھی شرم نہیں کرتے صاف عبارت کو حذف کئے ڈالتے ہیں اور تہمتیں لگاتے ہیں پھر اگر ہم اس سے بھی قطع کرتے ہیں تو ان کی دھوکہ دہی پر نظر ڈالئے کہ گفتگو کس بات میں ہو رہی تھی اور بات کونسی لا نکالی۔ صاحبو! گفتگو اس بات میں تھی کہ حضور علیہ السلام پر اطلاق لفظ علم الغیب جائز ہے یا نہیں؟ حضور علیہ السلام کے علم اور مقدار علم میں تو بحث ہی نہیں ہو رہی ہے۔ آپ ابتداء سے لیکر آخر تک عبارت دیکھیں کہ مولانا تھانوی دامت برکاتہم اس میں بحث کر رہے ہیں کہ اس لفظ کا بولنا آپ کی ذات مقدسہ پر جائز نہیں ہے اس میں تو یہاں گفتگو ہی نہیں کر رہے ہیں کہ آپ کو مغیبات میں سے کسی چیز کا علم ہے یا نہیں، اور اگر ہے تو کتنے مغیبات کا ہے اور ہر عاقل کسی چیز کے ثابت ہونے اور لفظ کے اطلاق کرنے میں فرق جانتا ہے، جس کی تفصیل میں آگے لکھوں گا، پھر اس سے بھی قطع نظر کریں تو جناب یہ تو ملاحظہ کیجئے کہ حضرت مولانا عبارت میں لفظ ایسا فرما رہے ہیں، لفظ اتنا تو نہیں فرما رہے ہیں اگر لفظ اتنا ہوتا تو اس وقت البتہ یہ احتمال ہوتا کہ معاذ اللہ حضور علیہ السلام کے علم کو اور چیزوں کے علم کی برابر کر دیا، یہ محض جہالت نہیں تو اور کیا ہے اس سے بھی اگر قطع نظر کریں تو لفظ ایسا تو کلمہ تشبیہ کا ہے اور ظاہر ہے کہ اگر کسی کو کسی سے تشبیہ دیا کرتے ہیں تو سب چیزوں میں مراد نہیں ہوا کرتی مثلاً لوگ کہتے ہیں

کہ زید شیر جیسا ہے تو اس کے معنی یہی نہیں ہوتے کہ زید کے ہاتھ پاؤں دم وسر وغیرہ مثل شیر کے ہیں فقط شجاعت میں تشبیہہ دینا مقصود ہے دیکھئے خود حضرت سرور کائنات علیہ السلام فرماتے ہیں کہ تم قیامت اپنے رب کو ایسا دیکھو گے جیسا کہ سورج کو دیکھتے ہو اور بعض روایتوں میں لفظ بدر کا ہے اب یہاں پر بھی یہ معنی نہیں ہیں کہ معاذ اللہ باری تعالیٰ کے واسطے مدور اور رنگ اور کثافت اور شعاع اور مقابلہ اور تقید بالامکان وغیرہ اسی ثابت ہوں جیسے کہ یہ چیزیں شمس وقمر میں پائی جاتی ہیں بلکہ فقط اتنی بات میں تشبیہہ دینی منظور ہے کہ جیسے آفتاب اور ماہتاب کو دیکھنے میں کوئی چیز مانع نہیں ہوتی اور سب کے سب ان کو دیکھ لیتے ہیں ایک دوسرے کا حاجب نہیں ہوتا اسی طرح قیامت کے دن جملہ مومنین کو رویت باری تعالیٰ عز اسمہٗ نصیب ہوگی بلا حجاب مانع کے بلکہ نفس وجہ شبہ یعنی انجلاء ظہور کی مقدار میں بھی بہت بڑا فرق ہے دیکھئے باری تعالیٰ فرماتا ہے کہ قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوْحٰٓى اِلَيَّ یعنی کفار کو خطاب کرکے کہدو کہ جز این نیست کہ میں تم جیسا بشر ہوں مجھ پر وحی کی جاتی ہے۔ اب دیکھئے کہ کفار جن کی نجاست کا صریح اظہار قرآن میں آگیا ہے ان کی بے عقلی ونقائص کا آیتوں میں بار بار ذکر کیا گیا ہے ان کی مماثلت ظاہر کی جاتی ہے مگر چونکہ یہ مماثلت فقط بشریت میں ہے اور دوسرے اوصاف سے کوئی غرض وتعلق نہیں ہے اس لئے کوئی امر خلاف نہ ہوگا، حضرت امام ابوحنیفہؒ سے منقول ہے کہ وہ فرماتے ہیں ایمانی کایمان جبرئیل اور بعض نصوص میں کایمان الانبیاء فرمایا گیا ہے حالانکہ ایمان انبیاء اور ملائکہ کا اس درجہ میں قوت رکھتا ہے جس میں شائبہ شک اور وہم کا نہیں درجہ عین الیقین سے بھی متجاوز ہو کر حق الیقین تک پہنچا ہوا ہے اور ہم افراد کا ایمان اور یقین جو کچھ بھی ہے معلوم ہے۔؟

پائے استدلالیاں چوبیں بود پائے چوبیں سخت بے تمکین بود

اس کی صریح نص ہے مگر چونکہ امام رحمۃ اللہ علیہ نے نفس الایمان میں تشبیہہ دی ہے

اس لئے جملہ علماء نے اس کلام کی تصدیق کی، کوئی یہ نہیں کہہ سکتا کہ معاذ اللہ حضرت امام اعظم رح نے احاد امت کو جبرئیل علیہ السلام اور انبیاء کے برابر کر دیا نفس ایمان سب مؤمنین میں موجود ہے اگرچہ ایمان انبیاء اور رسل ملائکہ کا نہایت قوی ہو اور ہمارا ایمان بہت ضعیف، چنانچہ ظاہر ہے جس طرح سات سمندر پہ پانی کا اطلاق ہوتا ہے ویسے ہی ایک قطرے پر بھی علیٰ ھٰذا القیاس بشریت انبیاء علیہم السلام کی اگرچہ کاملہ تھی اور دیگر بنی آدم بشریت میں بھی وہ کمال نہیں رکھتے لیکن بوجہ تحقیق نفس بشریت مثل کہا گیا الغرض اس کی بہت سی نظیریں شرعیات میں آپ پائیں گے جہاں پر تشبیہہ دی گئی ہے وہاں تشبیہہ سے فقط ایک صفت میں مشبہ اور مشبہ بہ کا اشتراک مقصود ہے دوسری چیزوں میں شراکت مقصود نہیں، پس اس جگہ یہ ہرگز ممکن نہیں کہ مقدار علم مغیبات میں تشبیہ مقصود ہو کیونکہ خود ہی فرماتے ہیں کہ جملہ علوم لازمہ نبوت بتماہا آپ کو حاصل تھے اور یہ چیزیں زید عمر بکر وغیرہ میں کہاں ادھر لفظ اتنا نہیں کہا بلکہ تشبیہہ فقط بعضیت میں دے رہے ہیں اس لئے کل مغیبات سے اگر یہ فرد بھی کم ہوگا تو وہ بھی بعض ہی ہوگا حضرت اگر سب سمندر بھی ہوں تب بھی وہ تمام پانی کا بعض ہوگا۔

الحاصل۔ نفس بعضیت سب کے علم میں اس تقدیر پر متحقق ہوگی ہاں اگر تمام غیوب مراد ہوں تو البتہ بعض غیب آپ کے علم میں متحقق نہ ہوگا بس وجہ تشبیہہ فقط یہی صفت ہے دوسری صفتیں نہیں دیکھئے اگلی عبارت حفظ الایمان کی ہماری گفتگو پر صاف طور پر دلالت کرتی ہے جس کو اس بریلوی نے اپنے مدعا کے مضر سمجھ حذف کر دیا ہے وہ یہ ہے کیونکہ ہر شخص کو کسی نہ کسی ایسی بات کا علم ہوتا ہے جو دوسرے شخص سے مخفی ہے اھ۔

اس عبارت سے صاف طور سے معلوم ہو گیا کہ فقط اتنی بات میں اشتراک ثابت کرنا منظور ہے کہ ایک بات بھی غائب از دیگراں کا علم ضرور بضرور ہر شخص کو حاصل ہے نفس بعض مغیبات کا علم سب میں ہو گیا اس سے کوئی تعلق کو نہیں کہ مغیبات اس

کی حضور علیہ السلام میں کیا ہے اور دوسروں میں کیا اور اسی وجہ سے لفظ ایسا کو بعد بعض کے فرمایا گیا ہے، دیکھئے عبارت یہ ہے اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس پر حضور کی کیا تخصیص ہے ایسا علم غیب الخ بس ایسا سے اشارہ بعض مذکور کی طرف ہوا ہے، وہ بعض ہرگز مراد نہیں جو رسول مقبول علیہ السلام کو حاصل ہے کہ اس کا تو ذکر بھی نہیں اور اس کی تصریح آگے چلکر ہم اور بھی کریں گے جس شخص کو ادنیٰ درجہ کا بھی سلیقہ عبارت دانی کا ہوگا وہ صاف طور سے یہی کہے گا کہ ایسا سے اشارہ نفسِ بعض کی طرف ہے اور اسی میں گفتگو ہے، غرض سیاقِ عبارت اور سباقِ کلام ہر دونوں بوضاحت دلالت کرتے ہیں کہ نفسِ بعضیت میں تشبیہہ دی جارہی ہے مقدارِ بعضیت میں نہیں ہے کہ اعتراض لازم آوے البتہ کج فہم بریلوی بوجہ بے عقلی و بے علمی کے اتنا شعور نہیں رکھتا کہ ایسی باتیں سمجھے اولٰئک کالانعام بل ھم اضل اب ہم آپ کو اصل معنی اس عبارت کے بتاتے ہیں۔ ذرا غور فرمائیں اور انصاف سے کام لیں۔

فصل تاسع در توضیح عبارات مولانا تھانوی

قبل اس کے ہم اصل عبارت کی طرف متوجہ ہوں یہ عرض کرنا ضروری سمجھتے ہیں کہ آپ پر یہ واضح کر دیں کہ کسی چیز کا نفس الامر میں تحقیق ہونا دوسری بات ہے اور اس پر کسی لفظ کا اطلاق کیا جانا دوسری چیز ہے بسا اوقات کوئی چیز متحقق ہوتی ہے مگر اس کے اسم کا بولنا ممنوع ہوتا ہے دیکھئے جملہ اشیاء کا پیدا کرنے والا خداوند کریم ہے لیکن اس کو "خالق القردة والخنازیر" یعنی پیدا کرنے والا سوؤروں اور بندروں کا کہنا ممنوع ہوا ہے بوجہ شبہ اہانت کے علی ھذا القیاس خود باری تعالیٰ فرماتا ہے ءانتم تزرعونہ ام نحن الزارعون مگر لفظ زارع کہنا ممنوع ہوا کہ موہم اہانت اس قسم کے بہت سے الفاظ ہیں کہ باعتبار معنی کے صحیح ہوتے ہیں مگر ان الفاظ کا بولنا ذات خداوندی عزوجل یا ذات رسالت مآب علیہ السلام کے واسطے ممنوع ہوتا ہے بہت سی ایسی چیزیں ہیں کہ ان کے الفاظ کے بولنے میں کوئی شرط درکار ہوتی ہے مثلاً عالم کا لفظ ہر اس شخص پر بولنا عرفاً جائز نہیں ہے جو کہ ایک مسئلہ کا جاننے والا ہو، بلکہ اگر کسی نے دس پندرہ بھی مسئلہ یاد کر لئے تو اس کو بھی کوئی عالم نہیں کہہ سکتا اگرچہ باعتبار لغت کے وہ عالم ہو گیا ہے، علیٰ ھذا القیاس، ہر مالدار کو سیٹھ نہیں کہہ سکتے ہیں دیکھئے لغت میں تنخواہ دینے اور کھانا کھلانے والے کو رزق کے ساتھ تعبیر کرتے ہیں، مشہور کتب لغت میں ہے رزق الامیر الجند یعنی امیر نے لشکر کو رزق دیا مگر لفظ رازق اور رزاق کا بولنا اس پر درست نہیں، اس کی بہت سی مثالیں شرع لغت و عرف میں موجود ہیں، پس جناب مولانا تھانوی رحمۃ اللہ علیہ اس بحث میں فقط اسی سے بحث فرما رہے ہیں کہ حضور علیہ السلام پر لفظ عالم الغیب کا اطلاق کرنا یہ کلمہ بولنا آیا جائز ہے یا نہیں اس میں کلام نہیں کر رہے کہ مغیبات میں سے کسی چیز کا علم آپ کو آیا حاصل

ہے یا نہیں، کیونکہ بداہتہً معلوم ہے اور خود مولانا بھی بعد کو تصریح کر رہے ہیں کہ جتنے مغیبات لازمہ برائے نبوت ہیں وہ سب آپ کو بتمامہا معلوم کر دیئے گئے ہیں علاوہ ان کے اور بھی بہت سی چیزیں غیر لازمہ بھی آپ کو بتلائی گئیں جن کے ذکر سے احادیث بھری ہوئی ہیں۔ پس خلاصہ مولانا کی بحث کا یہ ہے کہ لفظ عالم الغیب کہنا آپ کی ذات مقدسہ کیواسطے جائز نہیں اور اس کے لئے دو دلیلیں ذکر فرمائیں اوّل یہ کہ حسب قول سائل حضور علیہ السلام کا علم غیب ذاتی نہیں ہے بلکہ بتعلیم اللہ تعالےٰ ہے اور چونکہ عالم الغیب اس کو کہتے ہیں جس کا علم ذاتی اور بغیر تعلیم کے ہو اور اسی وجہ سے خداوند کریم اپنے آپ کو عالم الغیب فرماتا ہے اس لئے حضور علیہ السلام کو یہ لفظ کہنا ممنوع ہوگا جیسے کہ لفظ رازق و خالق، خدا و معبود وغیرہ کہنا ممنوع ہوا اگرچہ یہ الفاظ دوسرے معانی کے اعتبار سے صحیح ہوں گے مگر ایہام کے سبب ناجائز ہوئے۔ دوسری دلیل کا خلاصہ یہ ہے کہ لفظ عالم الغیب جس کا اطلاق ذات مقدسہ نبویہ پر ہوا ہے کس معنی کے اعتبار سے کرتے ہو یعنی اگر عالم کے یہ معنی ہیں کہ تمام مغیبات کا جاننے والا ہو تو یہ معنی آپ میں موجود نہیں جملہ مغیبات کا علم سوائے خداوند کریم کے کسی کو نہیں اور اگر اس لفظ کے یہ معنی ہیں کہ بعض مغیبات کا جاننے والا ہو تو بعض کا علم تو سب کو ہے کیونکہ کروڑ دہ کروڑ بھی بعض ہے اور ایک بھی بعض ہے غرض کہ لفظ عالم الغیب کے معنی میں دو شقیں فرمائی ہیں اور ایک شق کو سب میں موجود مانتے ہیں یہ نہیں کہہ رہے ہیں کہ جو علم غیب رسول علیہ السلام کو حاصل تھا وہ سب میں موجود ہے بلکہ اس معنی کو سب میں موجود مانتے ہیں، دیکھئے اگر کوئی کہے کہ زید مالدار کو سیٹھ نہیں کہنا چاہئے کیونکہ سیٹھ کے یہ معنی ہیں کہ تمام قسم کے اموال اس کے پاس ہوں تو زید کے پاس یہ موجود نہیں اگر یہ معنی ہیں کہ بعض مال اس کے پاس ہوں تو ایسا مال تو ہر شخص فقیر مفلس محتاج کے پاس بھی ہے کیونکہ ہر شخص کے پاس کوئی نہ کوئی مال موجود ہوتا ہے تو آپ ہی انصاف سے فرمائیں کہ کوئی اس سے یہ سمجھے گا کہ زید کو ہر فقیر و مفلس کے برابر کر دیا علیٰ ھذا القیاس اگر کوئی کہے کہ زید کو مولوی عالم نہ کہو

کہ اگر عالم سے یہ مراد ہے کہ تمام مسائل کا جاننے والا ہو تو یہ بذات ہم کو معلوم ہے کہ زید ایسا نہیں اور اگر یہ مراد ہے کہ بعض مسائل حتی کہ الف تا دبا کا جاننے والا بھی عالم ہے تو یہ ہر ہر بچے اور ہر شخص میں ہے بس ہر ایک کو عالم کہنا چاہئے تو آپ ہی فرمائیں کہ کوئی شخص بھی اس عبارت سے یہ کہے گا کہ زید کو ہر بچے کے برابر کر دیا، افسوس کہ مجدد بریلوی اتنی بھی قابلیت نہیں رکھتے کہ صاف عبارت اردو کی سمجھ سکیں اور اس پر دعویٰ امامت اور افتاء بلکہ تجدید دین کا کر رہے ہیں ؎

گر از بسیط زمین عقل منعدم گردد   بخود گمان نبرد ہیچ کس کہ نادانم

یہ عقل و شعور رکھکر دعویٰ یہ ہے کہ ہم علماء محققین و فضلاء مدققین کی قرین ہیں خذلہ اللہ تعالیٰ واخذاہ فی الدارین" پس مولانا تھانوی نے لفظ ایسا علم غیب جو کہا ہے اس کے وہ معنی مراد ہیں کہ جس کو مخاطب نے غیب سے مراد لیا ہے چنانچہ ہر ذی شعور پر ظاہر ہے اور اسی وجہ سے عموماً لوگوں نے اس رسالہ کو دیکھا مگر کسی کو خیال میں بھی نہ آیا کہ معاذ اللہ صاحب حفظ الایمان نے حضور علیہ السلام کو سب کے برابر کر دیا مگر آفریں ہے فہم مجدد پر کہ وہ بات اور ایک کرتے ہیں جس کو جملہ اہل عالم نہ سمجھ سکیں اسی تقریر سے بخوبی ظاہر ہو گیا کہ یہ اعتراض مولانا تھانوی پر محض دجل و فریب کا نتیجہ ہے یا غباوت و سوء فہم کا ثمرہ ہے حضرت مولانا تھانوی دامت برکاتہم کا دامن تقدس بالکل پاک و صاف ہے اب اس کے بعد جو عبد الدنیا رکج فہم نے اعتراض کیا ہے کہ مولانا تھانوی کی سمجھ میں یہ بات نہ آئی کہ علم زید و عمر و بکر وغیرہ غیب کے ساتھ نہیں ہوگا مگر ظنی یہ بعض جہالت ہے کیونکہ صاحب جبکہ علم بالواسطہ والتعلیم آپ کے نزدیک غیب ہے تو جتنے مغیبات کی معبر فیتیں بنی آدم کو خصوصاً مؤمنین کو حاصل ہوں گی وہ ظنی ہی ہیں یقینی نہیں ہیں اگر یہ بات ہے تو پہلے اور اپنے لواحقین کے ایمان کو سنبھالئے کیونکہ ایمان بالغیب ہی اس وار دنیا میں ہو رہا ہے عموماً مومن بہ مغیبات میں سے ہے پس آپ کو اور آپ کے

متبعین کو ان کا ظن ہی فقط ہے یقین ہی نہیں اس لئے بقول خود آپ کافر ٹھہرے دیکھئے آپ کی مریح عبارت آپ کے کفر پر دلالت کرنے والی یہ ہے جو صنہ ۲۰ کی سطر ۱۸ میں درج ہے،

ان علم زید و عمرو اعلمھظما ، ھٰذہٖ المشیخ الدین سماھم بالغیب لایکون الاظنا یہاں پر آپ بصیغہ حصر فرما رہے ہیں یعنی ان سبھوں کا علم نہیں ہوگا، مگر ظن، یہ کلہاڑا آپ نے اپنے ہی پیر میں مارا ہے اور چونکہ ہم علم بالواسطہ کے عالم کو عالم الغیب نہیں کہتے اور ہر جو کچھ جس کو بطریق قطعیۃ انبیاء علیہم السلام سے پہنچا ہے یا بواسطہ عقل صحیح معلوم ہوا ہے وہ یقیناً افادہ علم کا دیتا ہے اس لئے ہمارے ایمان کا آفتاب نہایت اوج کمال پر رہے گا۔ آگے چلکر جو آپ ہذیان بکتے ہیں کہ علم یقینی تو اصالۃً انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کو ملتا ہے اور غیر انبیاء کو جن چیزوں کا علم حاصل ہوتا ہے وہ فقط بذریعہ انبیاء علیہم السلام کے حاصل ہوتا ہے اور کسی ذریعہ سے نہیں مجھ کو آپ کی کج فہمی سے سخت تعجب ہوتا ہے کہ ابھی تو آپ ماسوا انبیاء کے علم کو ظن میں حصر کر آئے تھے اور پھر ابھی آپ اس کے خلاف فرما رہے ہیں اور مع اس کے اس عبارت کے تحریر کرنے سے آپ کو کونسا فائدہ ہوا، انبیاء علیہم السلام کا علم یقینی مسلم ہے لیکن ان کو بھی تو بذریعہ وحی یا ملائک حاصل ہوا ہے، ذاتی نہیں ہے کیونکہ وحی بجمیع اقسام جب ان کو بتانے والی ہوئی تو ان کا بھی علم بالواسطہ ہوا اور غیر انبیاء کے علم میں بھی واسطہ موجود ہوا چاہے ایک واسطہ ہو یا زیادہ تو جیسے علم غیب انبیاء کے واسطے آپ باوجود واسطہ کے اطلاق کر رہے ہیں ایسے ہی غیر پر کیوں نہیں کرتے ہاں اگر کوئی مقدار واسطہ کی آپ کے نزدیک ہے تو اس کو بیان کیجئے اور ثبوت دیجئے پھر جب آپ کے نزدیک علم بالواسطہ بھی غیب ہے تو علوم یقینیہ بذریعہ عقل حاصل ہوں وہ بھی غیب ہوں گے پھر آپ کی اس لچر عبارت کے کیا معنی ہوں گے مجدد صاحب ال فل مارنا نفع نہیں دیتا ہوش میں آیئے اور سوچ سمجھ کر باتیں کیجئے اور اگر ہم اس عبارت کو تمامہا مان بھی لیں تو آپ نے جو اپنے عقائد میں اولیاء اللہ

کے واسطے بھی علم غیب ثابت کیا ہے اس کی کیا سبیل ہوگی جن او بیا، کو حضور علیہ السلام سے تھا، ظاہری کی نوبت ہی نہ آئی ہو ان کو بذریعہ انبیا علیہم السلام کیسے غیب ہو گیا اس کے بعد آپ نے استدلال مطلب کے واسطے آیت وَمَا کَانَ اللّٰہُ لِیُطْلِعَکُمْ عَلَی الْغَیْبِ الآیہ کو ذکر کیا ہے، ذرا مہربانی فرما کر تفسیر کی کتابوں کو ملاحظہ کیجئے اور تغیر استدراک ولٰکن اللّٰہ الآیہ کا دہیان کرے پھر استدلال کریں حالانکہ مع ان معانی کے جو کہ آپ نے لئے ہیں ہم پر کوئی خلاف لازم نہیں آتا البتہ آپ ہی کا گھڑ ڈھایا جاتا ہے وللّٰہ الحمد والمنۃ اس کے بعد جو مجدد صاحب نے مطلق العلم اور العلم المطلق کی بحث لکھکر اپنی معقولیت بگھاری ہے اس کو دیکھکر بے اختیار یہ شعر زبان پر آتا ہے۔ ؎

ظہور حشر نہ ہو کیونکہ کلچڑی گنجی ✽ حضور بلبل بستاں کرے نوا سنجی

معقول کا تو آپ نام ہی نہ لیتے خواہ مخواہ دخل اور معقولات دیکر اس بیچارے فن معقول کو کیوں نامعقول کیا مگر آپ نے بھی سمجھا کہ عام لوگ تو ان بھاری بھاری لفظوں سے معقول سمجھ ہی لیں گے اور بات کے سمجھنے والے اور کھوٹے کھرے کو پرکھنے والے کچھ بولتے ہی نہیں اس لئے جہالت پر پردہ پڑا رہے گا آپ فرماتے ہیں کہ علم بالحرف والحرفین اور علوم خارجہ عدد و اعداد میں فرق نہ کیا ایسے کم فہم سے تو میں کیا مخاطبت کروں اگر کوئی ہو تو مجدد صاحب سے یہ پوچھے کہ آیا علم خلق کے از عدد و حد ہو سکتے ہیں یا نہیں؟ کیا متناہی حاطہ غیر متناہی کا کر سکتا ہے یا نہیں احصیٰ کل شیٔ اور عد ہ عدا کے کیا معنی ہیں۔ ذرا تفاسیر کا ملاحظہ کریں پھر اس سے بھی قطع نظر کرکے ہم آپ کی خدمت کفر برکت میں عرض کرتے ہیں کہ علوم خارجہ عن الحد والعد تامہ اور استغراق حقیقی سے خارج ہیں یا نہیں اگر خارج نہیں ہیں بلکہ عین احاطہ تامہ اور استغراق حقیقی ہے تب تو بطلان کے دلائل عقلیہ و نقلیہ قایم ہی ہیں اور خود آپ بھی تسلیم کرتے ہیں ورنہ معاذ اللہ مساوات علم خالق و مخلوق ہوتی ہے اور اگر داخل نہیں تو استغراق اضافی اور احاطہ ناقصہ ہوگا اس کے

کب مولانا تھانوی منکر ہیں آپ مہربانی فرماکر اسی صفحہ حفظ الایمان کو اٹھارہویں سطر کو ملاحظہ کر لیجئے جس سے آپ نے اپنی آنکھوں کو بند رکھا ہے وہ فرمارہے ہیں اگر کسی کو ایسے الفاظ سے شبہ واقع ہو جیسا مشکوٰۃ میں دارمی کی روایت سے حضور علیہ السلام کا ارشاد مذکور ہے فعلمت مافی السموٰت ومافی الارض یا مثل اس کے تو سمجھ لینا چاہئے کہ یہاں عموم استغراق حقیقی مراد نہیں کیونکہ اس کا استحالہ اوپر دلیل عقلی و نقلی سے ثابت ہو چکا ہے بلکہ عموم استغراق اضافی مراد ہے یعنی باعتبار بعض علوم کے وہ علوم ضروریہ متعلقہ بنبوت ہیں عموم فرمایا گیا بس اس کا مقتضیٰ صرف اس قدر ہے کہ نبوت کے لئے جو علوم لازم و ضروری ہیں وہ آپ کو بتمامہا حاصل ہو گئے تھے پس حضور علیہ السلام کے اس درجہ مغیبات کے علم میں ان کو ہرگز کلام نہیں آپ نے محض دھوکہ دینے کی غرض سے عبارت مولانا کی نقل نہیں کی ہے اب اس کے بعد آپ ہی فرمائیں کہ یہ درجہ علم غیب کا مطلق العلم میں داخل ہے یا العلم المطلق میں اگر ثانی میں ہے بدیہی البطلان ہے اور اگر اول ہی میں ہے تو مولانا نے کیا قصور کیا باقی آپ کا یہ رونا کہ ان کے نزدیک فضل منحصر انہیں دو قسموں میں ہے یہ محض آپ کی بے عقلی و بے سمجھی ہے وہ یہاں پر فضیلت نبوی اور کمالاتِ علمی سے بحث نہیں کر رہے ہیں اور نہ اس کو بیان کرنا ان کا مقصد ہے جہاں یہ بیان کرنے کا موقع ہوا ہے اس جگہ بیان ہی کر دیا ہے اور خود اگلی عبارت جس کو میں بھی عرض کر آیا ہوں حضور علیہ السلام کے کمال علمی پر صریح دال ہے ان کا مقصد اس بیان سے فقط لفظ عالم الغیب کا اطلاق کرنے کی بحث حضور علیہ السلام پر ہے آیا اس قدر علوم کے احاطہ پر جو کہ فی نفسہا بہت زیادہ اور جملہ خلائق سے اکثر ہیں مگر جملہ جزئیات کو نہ محیط ہیں نہ بالذات حاصل ہوئے ہیں۔ آیا حضور علیہ السلام کو عالم الغیب کہہ سکتے ہیں یا نہیں مگر آپ کا قصور جب آپ کو سمجھ ہی نہ ہو تو آپ کیا کریں، اب ہم آپ سے اس کی تشریح کرتے ہیں کہ لفظ عالم الغیب میں الف ولام اور اضافات چار احتمال سے خالی نہیں یا برائے عہد خارجی ہوگی

یا برائے جنسیت یا استغراق یا عہد ذہنی اگر عہد خارجی ہے تو اس کا بطلان بدیہی ہے
کیونکہ خارجاً کوئی تعیین ان مغیبات کی واقع نہیں ہوئی آپ کا یہ فرمانا کہ خارجہ عن العدد
والحد یہ بالکل لغو ہے نہ فی نفسہٖ صحیح ہے نہ یقین پر دال ہے ہاں آپ کوئی حد مقرر کر دیں
تو اس میں یہ ارادہ صحیح ہو سکے گا اور اگر استغراق حقیقی مراد ہے تو وہ مرتبہ العلم المطلق کا ہے
جس کا بطلان صریح ظاہر ہے اور اگر استغراق اضافی مراد ہے تو اگرچہ آپ کے علم میں
وہ مسلم ہے لیکن بوجہ ایہام اس لفظ کا اطلاق ناجائز ہوا اور اگر جنسیت یا عہد ذہنی ہے تو
دونوں ارادہ بعض افراد کو مستلزم ہیں جس کو علماء فرد ما سے تعبیر کرتے ہیں اور شقِ
اول اور مرتبہ مطلق العلم ہے غرض کہ مولانا کی تقریر جملہ وجوہ محتملہ کو حاوی ہے، احتمال
عہد خارجی کو بوجہ بدیہی البطلان ہونے کے چھوڑ دیا ہے مگر مجدد صاحب کو اتنا فہم کہاں
جو اس کو سمجھیں اور اس تقریر کو مجرد علم میں جاری کرنا محض لچر ہے کیونکہ وہاں اطلاق کسی لفظ کا
جس میں استغراق وغیرہ موہوم نہیں ہے علاوہ ازیں لفظ علم کا ممکنات میں باعتبار قوتِ
قریبہ و ملکہ حاضرہ ہوتا ہے جو کہ ایک دو معلوم کے حاضر ہونے سے متحقق نہیں ہوتا اور یہ ملکہ
یہاں پر متحقق نہیں اور آپ کا اس تقریر کو قدرتِ باری عزوجل میں جاری کرنا نہایت کج
فہمی اور کم عقلی پر دلالت کرتا ہے اولاً میں کہہ چکا ہوں کہ اطلاق لفظ سے بحث ہے
اتصاف معنی سے کوئی تعلق نہیں اور اگر اس سے قطع نظر کی جاوے تو کس طرح ہو سکتا
ہے کہ کوئی شخص زید و عمر و بکر میں قدرت کسی خلق کی ثابت کرے آپ کو علم کلام سے
مس بھی نہیں معلوم ہوتا کسی طالب علم سے شرح مواقف ہی کی ابحاث پڑھ لی ہوتیں کیا
قدرہ خلق کسی فردِ بشر میں یا کسی مخلوق میں متحقق ہے کیا مذہب علمائے اہل سنت یہی
ہے ہرگز نہیں ذرا ابحاث علم کلام کا ملاحظہ کیجئے اور اگر تسلیم بھی کیا جائے تو قدرتِ تامہ
کے یہ معنی آپ سے کس نے بیان کئے کہ وہ واجباتِ ذاتیہ و ممکنات و ممتنعات ذاتیہ
سب کے ساتھ متعلق ہو سکے یہ فقط آپ کے اجتہاد فکر کا نتیجہ ہے قدرتِ تامہ کے یہی

مبنی ہیں کہ جبکہ ممکنات ذاتیہ سے حس کا تعلق تاثیر ہو سکتا ہے۔ اشاعرہ ہر دو تعلق صلوحی وفعلی کے قائل ہیں اور ماتریدیہ فقط تعلق صلوحی کے مدعی ہیں پس یہ جملہ تقاریر آپ کی محض لایعنی ہیں برائے خدا مدرسہ دیوبند یا سہارنپور کے کسی طالب علم سے کوئی کتاب علم کلام میں پڑھ لیجئے تب گفتگو مسئلہ علمیہ میں کیجئے۔ الحاصل یہ جملہ اعتراضات اس مجدد التضلیل عبد الدینار والدرہم کے عناد وافترا یا کج فہم وکم عقلی پر مبنی ہیں جن اس کو اور اس کے متبعین کو ناز ہے اور اس حالت پر وہ کوس لمن الملک اور ہجو من دیگرے نیست مثل دجال مار رہا ہے اور سلف صالحین وائمہ معتبرین کی شان میں گستاخیاں خیال کرتا ہے۔

فسود وجہہ فی الدارین واسکنہ بحبوحۃ الدرک الاسفل من النار مع اعداء سید الکونین علیہ الصلوۃ والسلام۔ آمین یارب العالمین۔

ختم شد

اس کے بعد ہم کو اس قدر عرض کر دینا ضروری معلوم ہوتا ہے کہ بیان بالا سے بخوبی واضح ہوگیا ہے کہ جو کچھ دجال بریلوی نے ان اکابر کی طرف نسبت کیا ہے محض افتراء اور بہتان بندی ہے یہ اکابر بالکل ان امور لایعنیہ اور مزخرفات خبیثہ سے پاک وصاف ہیں مجدد بریلوی نے محض طلب شہرت وطلب دینار ودرہم واغوا خلق کی وجہ سے یہ مکر و فریب کیا ہے۔ لہٰذا جتنی تقریظات وتصدیقات علماء حرمین شریفین کی ہیں ہباءً منثوراً ہوگئیں کیونکہ ان سب کا ابتناء فقط ان حضرات کے ان اشیاء خبیثہ کے قائل ہونے پر تھا اور جبکہ وہ اس سے پاک ہوئے کوئی دھبہ ان کے دامن تقدس کو نہ لگ سکا اور اسی وجہ سے اکثر علماء نے اپنی اپنی تحریروں میں لکھدیا ہے کہ اگر یہ اعتقاد اور قول ان لوگوں کا ہو تب ان پر حکم مذکور لگ سکتا ہے ورنہ نہیں البتہ یہ سب تقریظیں اقوال مجدد

ہماری چند جدید مطبوعات

اشہاب الثاقب	شفاء العلیل
انیس الواعظین	مظاہر حق قدیم
ضیاء القلوب	جدید مکمل مدلل بہشتی زیور
تفسیر عزیزی ۳ جلدیں	نقش سلیمانی
حصن حصین عربی کلاں	حکایتوں کا گلدستہ
موت کا منظر	احکام میت
مفید الوارثین مجلد	روحانی علاج
نفع المفتی والسائل عربی	جواہر خمسہ
انداز خطابت	دینی دعوت کے قرآنی اصول
منتخب دلچسپ تقریریں	فروغ الایمان

فہرست کتب مفت طلب فرمائیں

Kutub Khana Rahimia

Deoband Distt.Saharanpur U.P.
Pin-247554 Ph: 01336-223002